سورۃ النساء

انسانیت کی معراج

اللہ کی خاص کرم نوازی سے اوراس کے خاص خاص الخاص اپنے بندوں پہ رحمت کے اظہار سے عالم القرآن کورس کی اس مبارک کلاس میں آپ سب کو خوش آمدید ہے قرآن پاک کی یہ مبارک کلاس جو ہر جمعے کو خواتین کے لیے دو بجے سے لے کر چار بجے تک منعقد ہوتی ہے اوراس کا مقصد قرآن پاک کو سمجھنا ہے یہاں ہم قرآن کو اس طرح سے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ ہم آیات کی شان نزول کو جانتے ہیں، ہم آیات کے بیک گراؤنڈ کو سمجھتے ہیں اور قرآن پاک کی مختلف باتوں کی جو تشریح مختلف تفاسیر میں کی گئی ہے ان کے اوپر ہمارا یہ وقت سرف ہوتا ہے اور یہی اصل میں ایک مسلمان اور ایک مومن کی ڈیوٹی ہے کہ وہ قرآن پاک سے جب بھی اس کا تعلق جڑے تو صرف پڑھے نہ قرآن صرف پڑھے نہ بلکہ قرآن کو سمجھے اور قرآن کی باتوں کو اپنے دل میں اتارنے کی کوشش کرے یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے ہماری قوم بہت دیر سے محروم ہو چکی ہے ہم تقریباً ذہنی طور پہ بانجھ ہیں ہمارے ذہن اس حد تک تنگ کر دیئے گئے ہیں کہ ایک لگے بندھے دین سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں آتا پانچ نمازیں پڑھنی ہیں کیسے پڑھنی ہیں ان کے اندر کیا کیا حقیقتیں ہیں یہ کوئی پتہ نہیں قرآن پڑھنا ہے کیسے پڑھنا ہے کہاں رکنا ہے قرآن کی فلاں آیت کی کیا تشریح ہے اللہ نے کیوں فلاں سورۃ نازل کی اس کا مقصد کیا تھا یہ کوئی پتہ نہیں، حج کرنا ہے حج کرنے کے لیے چلے گئے، وہاں جا کے چکر بھی لگا آئے آب زم زم بھی پیا، صفا مروہ کی سعی بھی کی سب کچھ کیا کیوں کیا ہے؟ اس کے پیچھے حکمت کیا تھی؟ کوئی پتہ نہیں حضور علیہ السلام ہم سب کے نبی ہیں ہم ان کے امتی ہیں لیکن حضور کی سیرت کیا ہے؟ آپ کی سیرت کے مختلف پہلو کیسے تھے؟ آپ باپ کیسے تھے؟ آپ بیٹے کیسے تھے؟ آپ دنیا میں کس طرح سے آپ نے معاملات کیے، مکے میں کیسے رہے؟ مدینہ کیسے رہے؟ جنگیں جو لڑیں وہ کیوں لڑیں یہ ہم مسلمانوں کو الا ماشا اللہ اس کا علم نہیں ہے اور یہ ہماری وہ بدنصیبی ہے اور اس پہ جتنا ہم دیوار سے سر ٹکرائیں کم ہے کہ ہماری قوم ذہنی طور پہ ایک بانجھ قوم ہے، بہت تھوڑے لوگ ہیں جن کو شعور حاصل ہے وہ کیوں کے چکر میں پڑتے ہیں ورنہ جو ہے کرو یار بس یہ ایک عجیب وغریب ہماری بیماری ہے بس جو ہے کرتے جاؤ چپ کر کے اللہ کرے یہ ہمارا ذہنی جمود جو ہے وہ ٹوٹے اور ہماری قوم کو سوچنے کی سمجھنے کی صلاحیت حاصل ہو یہ فکر کرے اس کے اندر فکر کا جذبہ بیدار ہو تو لہذا ابھی یہ اسی فکر کو بیدار کرنے کے لئے آپ کو یہاں، آج ماشاء اللہ ایک سال ہونے کو یہ آیا ہے اور ہم ہر جمعے یہ فکر بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کے اندر کم از کم جو ہمارے پاس یہاں ہمارے سٹوڈینٹ تشریف لاتے ہیں وہ اس شوق کو لے کے نکلیں کہ نہیں قرآن کو جب بھی پڑھنا ہے تو قرآن کو سمجھنا ہے اور اس کے لیے جو گھروں میں صرف عربی والے قرآن ہیں وہ غائب کر دیئے جائیں انہیں غائب کر دو ان کی جگہ ترجمے والے قرآن رکھو تفسیر رکھو تا کہ ایک رجحان پیدا ہو آپ کے گھر کے اندر جب وہ پڑا ہو گا کوئی بھی اسے کھولے گا کم از کم یہ اندازہ ہو گا کہ نیچے ترجمہ ہے تفسیر بھی ہے تو وہ بھی پڑھنی ہے تو چونکہ ہمارے گھروں میں جو قرآن پڑے ہیں وہ بھی بغیر ترجمے کے ہی ہوتے ہیں تو لہذا ہماری قوم جو ہے اس کو یہ بیماری جو ہے مزید بڑھتی چلی جا رہی ہے کہ ہم قرآن کی گہرائی میں نہیں جاتے تو یہ شعور بیدار کرنا ہماری اس کلاس کا مقصد ہے کہ قرآن پاک کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جب بھی قرآن کی بات کی ہے تو اس کو پڑھنے کا نہیں کہا

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

تم قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے یہ کہا ہے تم قرآن میں بولیے کیا جی بولیے غور کیوں نہیں کرتے۔

تو چونکہ یہ قرآن کی بھی دعوت ہے کہ آپ قرآن میں غور کریں تو اس لیے یہ خوش نصیبی ہے آپ سب کی میری بھی کہ ہم سب ہفتہ وار یہ موقع اللہ ہمیں دیتا ہے اور جو آپ سب یہاں بڑی شوق سے تشریف لاتی ہیں میں آپ کو یہ ضمانت دیتا ہوں آپ کا یہ لمحہ یہ وقت ضائع نہیں ہوتا یہی وہ وقت ہو جو کام آنے والا ہے یہی وہ وقت ہے بچو جو کام آنے والا ہے باقی تمام وقت مٹ جائیں گے آپ نے tv دیکھنے میں جو وقت گزارا جو اپنے جو ہے وہ دوستوں کے ساتھ گپیں مارنے میں وقت گزارا وہ سب ضائع ہو جانا ہے اس کی کوئی اللہ کی نظر میں وقت نہیں ہے یہ وقت ضائع نہیں ہو گا یہ اصل وقت ہے جو اللہ نے ہمیں دیا ہے الحمد اللہ ہم آج سورۃ النساء شروع کریں گے اور ہماری تین سورتیں مکمل ہو گئی ہیں اور آج

سے یہ خوش نصیبی ہے ہماری کہ ہماری سورت النساء شروع ہوگی میں نے پچھلے لیکچر میں بھی عرض کیا تھا کہ ہم اس کا پورا ایک پیپر ایک ٹیسٹ لیں گے جو انشاءاللہ پانچویں پارے کے مکمل ہونے کے بعد ہوگا اور ہمارا یہ دعوی تو نہیں ہے لیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ اس ٹیسٹ جو پاس کرے گی وہ یقیناً ان چار سورتوں کی ماہر ہوگی۔کم از کم وہ کہیں بیٹھ کر یہ بات کر سکے گی کہ قرآن کی چار سورتیں میں نے سمجھی ہوئی ہیں، پڑھی نہیں ہوئیں میں نے اسے سمجھا ہوا ہے لہذا یہ سعادت یہ کرم کہ اللہ تعالی کی بارگاہ سے جب بھی آپ کہیں بھی بیٹھے گفتگو کریں گے تو انشاءاللہ آپ کے چہرے کے اوپر ایک روشنی اور ایک اعتماد چھلکے گا کہ تم نے تو قرآن کو صرف پڑھا ہے میں نے چار سورتیں اس کی سمجھ لی ہیں اور اللہ توفیق بخشے چھ سال کا یہ کورس جو کر گئی وہ امید ہے پورا قرآن سمجھ جائے گی انشاءاللہ انشاءاللہ تو یہ تین سورتیں مکمل ہوئیں چوتھی سورۃ آج شروع کریں گے اور اس کے اوپر ہماری گفتگو ہوگی۔سورۃ النساء یہ اپنے نام سے ہی پہچانی جاتی ہے

النساء عربی میں عورتوں کو کہتے ہیں

تو اللہ تعالی نے اس کا نام جو ہے وہ حضور علیہ السلام نے جب رکھا تو اس کے اندر بڑی حکمت تھی کہ اس کے اندر چونکہ زیادہ تر احکامات عورتوں کے حوالے سے ہیں۔عورتوں کی گفتگو کی گئی ہے لہذا اس لیے اس کا نام النساء رکھا گیا اور اس کے اندر گھر کے ماحول کے بارے میں گفتگو ہے اس کے اندر بیوی بچوں کے بارے میں گفتگو ہے شوہر کا جو بیوی کے ساتھ تعلق ہے اس کے بارے میں گفتگو ہے بیوی کا شوہر کے ساتھ جو تعلق ہے اس کے بارے میں گفتگو ہے۔اور میں کسی فورم پہ یہ بات کر رہا تھا کہ اگر کم از کم صرف یہ سورۃ ہماری خواتین کو سمجھا دی جائے پڑھا دی جائے ذرا سمجھا دی جائے صرف یہ سورۃ سورۃ النساء مسلمان خواتین صرف یہ اچھی طرح سمجھ لیں نہ کسی گھر میں جھگڑا ہو.نہ کسی جگہ طلاق ہو.نہ کسی جگہ بدامنی ہو.نہ خواتین کے جھگڑے پیدا ہوں یہ اتنی خوبصورت اور اعلی چودہ سو سال پہلے یہ آچکی ہے چودہ سو سال پہلے یہ نازل ہو چکی لیکن چونکہ ہم غافل قوم ہیں ہم غفلت والے لوگ ہیں ہمیں اندازہ ہی نہیں کہ ہمارے قرآن میں ہماری بیٹیوں کے لیے، ہماری بہنوں کے لیے، ہماری بچیوں کیلئے، ہماری بیویوں کے لیے کتنے خوبصورت احکامات اللہ نے بیان کیے ہیں۔تو کم از کم سورۃ النساء ہی خواتین کو سمجھا دی جائے تو گھر کے سارے جھگڑے ابھی میں چند آیتیں آپ کے سامنے رکھوں گا آپ کو اندازہ ہوگا کہ ابھی یہ شروع ہوئی ہے تو اس میں کتنی گہرائی ہے تو جب پوری سورۃ یہ کم از کم سمجھ آجائے تو کس قدر یہ اچھی بات ہوگی۔جی یہ چاہتا ہے کہ جہیز میں سورۃ النساء کا کم از کم ترجمہ اور تفسیر دی جائے اور بچے اس کو بھی پڑھ لینا۔اس کو پڑھ لینا،اس کو سمجھ لینا یہ تیرے لیے قرآن میں ایک پوری سورۃ نازل ہوئی ہے۔اچھا میں گفتگو کر رہا تھا کسی جگہ تو جب یہ باتیں چل رہی تھیں دل میں خیال آیا کہ کمال ہے اب ہم مرد بھی تو ہیں پورے قرآن میں **الرجال** کے نام سے کوئی سورۃ نہیں مرد النساء ہے بولیئے النساء ہے عورتیں بھئی ہم کہاں گئے تو یہ بات میں کر رہا تھا کہ مولا تو نے کتنا عورتوں کو اعلی درجہ دیا کیسی انہیں عزت اور عظمت بخشی کہ ان کے نام سے تو نے پوری سورۃ نازل کر دی ہم مردوں کے لیے نہیں کی۔تو ہم چونکہ یہ شعور ہمارے ذہن چونکہ کند ہیں یہ شعور بیدار نہیں ہوتا کہ میرے لیے قرآن میں ایک پوری سورۃ موجود ہے کاش میں اس کو کھولوں کاش میں وہ پڑھ لوں کاش میں اس کو اچھی طرح دیکھ لوں۔میرے لیے اس میں کیا احکامات ہیں میں ایک عورت ہوں اور ایک عورت کے لیے اللہ نے قرآن میں یہ تمام باتیں درج کی ہیں تو کب وہ دن آئے گا کب وہ ایسا معاملہ گا کہ میرے لیے بھی وہ دن آئے کہ اس سورت کو کھولوں تو آیئے ہم یہ خوبصورت سورۃ آج شروع کرتے ہیں۔

سورۃ النساء مدنی سورۃ ہے۔

176 اس کی آیتیں ہیں اور اس میں 24 رکوع ہیں۔بڑی اپنے معانی کے لحاظ سے،اپنے مضامین کے لحاظ سے بڑی اعلی سورۃ ہے اور جن کے سامنے تفاسیر موجود ہیں میں عرض کر رہا ہوں جو خواتین قرآن پکڑ سکتی ہیں وہ قرآن کے سامنے رہیں قرآن کے بغیر نہ اس کو پڑھیں جو پکڑ سکتی ہیں وہ قرآن کھولیں صفحہ نمبر 311 پہ سورۃ النساء کا مختصر تعارف موجود ہے اور اس میں سب سے پہلے میں جو یہ آپ بیٹھ کہ آسانی جب ہو تو گھر میں اس کو پڑھیئے گا سمجھ لیجیے گا میں صرف اشارہ کر رہا ہوں گھریلو زندگی کے بارے میں بڑے اس میں نسخے دیئے گئے ہیں اس یتیم بچوں کی بڑی گہری گفتگو کی گئی ہے اس کے اوپر بات ہوگی عورت کا مقام بڑا احسن طریقے سے بیان کیا گیا ہے یعنی عورت کا جو مقام ہے اس کے اوپر گفتگو کی گئی اللہ تعالی نے عورتوں کو ان کی اصل شکل دکھانے کی کوشش کی ہے کہ تم میری نظر میں کیسی ہو؟ عورت کے مقام کے اوپر گفتگو ہے

صفحہ نمبر 312 پہ آئیں اسی طرح جو ہے وہ حق و باطل کی جنگ جو ہے جس کا آغاز غزوۂ بدر سے ہوا تھا اس میں اس کے اوپر بھی گفتگو کی گئی ہے اور پھر اس میں انفرادی کردار

کی طرف بڑی توجہ دی گئی ہے کہ ایک عورت کا اپنا کردار کیسا ہونا چاہیئے ؟ اس کو کیسی ماں بننا ہے؟ کیسی بیٹی بننا ہے؟ کیسی بیوی بننا ہے؟ اس کو کیسی بہن بننا ہے؟ کیسی چچی بننا ہے؟ کیسی پھوپھی بننا ہے؟ کیسی نانی دادی بننا ہے؟ یہ سارے کردار اللہ نے اس میں بیان کیے ہیں کہ تم نے جو بھی اپنی زندگی میں جس بھی منصب پہ تم آجاؤ تمہارے لیے راہنمائی موجو د ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر 313 پہ اطاعت رسول کا ایک پورا چیپٹر اس میں ڈالا گیا ہے حضور علیہ السلام کی اطاعت کے حوالے سے گفتگو سورۃ النساء میں بڑی خوبصورت موجود ہے اور اس طرح اس کا زمانہ نزول بھی جو ہے وہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ اس سورت کا نزول آغاز جنگ احد کے بعد ہوا۔ جنگ احد جب شروع ہوئی تو اس کے بعد یہ سورت کا نازل ہونا شروع ہو گیا اور یاد رکھیئے کہ کبھی بھی قرآن کی کوئی سورت اکٹھی نازل نہیں کی گئی اللہ نے آیات نازل کی تھیں یہ میرے نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ حضور نے انہیں اکٹھا کیا اور انہیں سورتیں بنا دیں، تو یہ حضور علیہ السلام کا بہت بڑا آپ کا طرۂ امتیاز ہے آپ کے اختیار کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے اگر کسی جگہ حضور کے اختیار کی بات ہو لوگ کہتے ہیں عجیب وغریب لوگ ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں کیا اختیار ہے نبی کو، وہ بھی تو ایک عام بندہ ہے اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت عظیم، اللہ بہت، اس میں کوئی شک نہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں لیکن حضور کا اختیار ملاحظہ کیجیئے کہ آقا علیہ السلام کے پاس صرف آیتیں آتی تھیں تو حضور علیہ السلام خود انھیں سورتوں میں تبدیل فرماتے تھے اور اللہ کو اس پہ کوئی اعتراض نہیں یہ تمام جو سورتوں کے نام رکھے گئے ہیں یہ بھی حضور نے خود اپنے علم سے رکھے ہیں۔ لہذا یہ بھی حضور نے، پھر جہاں جہاں رکوع بنائے گئے یہ بھی حضور علیہا السلام نے بنائے اور بڑی تحقیق کے ساتھ آپ نے آیات کو آگے پیچھے سیٹ کیا۔ کونسی آیت کہاں آنی چاہیئے؟ الم کہاں سیٹ کرو؟ **ذلک الکتب لا ریب فیه** کہاں سیٹ کرو؟ سورۂ النا س کہاں ہونی چاہیئے؟ سورۂ اخلاص کہاں ہونی چاہیئے؟ ان تمام سورتوں کی ترتیب آقا علیہ السلام نے خود اپنے زمانہ مبارک میں سیٹ کر دی تھی۔ تو یہ آقا علیہ السلام کے اختیار کا ثبو ت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ سورۂ النساء کا آغاز ہوتا ہے اور یہ اس کی جو پہلی آیت ہے یہ آیت کریمہ

آیت#1

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَاوَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآ ءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًاO

اللہ نے ارشاد فرمایا

اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اسی کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد بھی کثیر تعداد میں اور عورتیں بھی کثیر تعداد میں اور ڈرو اللہ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق جس کے واسطے سے اور ڈرو رحموں کے قطع کرنے سے بیشک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگران ہے۔ اللہ تمہیں ہر وقت دیکھتا ہے تمہاری ہر وقت نگرانی کرتا ہے۔

یہ آیت کریمہ اگر آپ جن کے نکاح ہو چکے ہیں اور جن کے ابھی ہونے ہیں وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ آیت ہر نکاح میں علماء پڑھتے ہیں۔ نکاح کا یہ باقاعدہ حصہ ہے اور یہ آیت نکاح میں پڑھی جاتی ہے اور اس کو آقا علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔ حضور جب نکاح پڑھاتے تھے تو آپ یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تھے اور آج بھی علماء نکاح کے اندر اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ بہت گہرائی والی گفتگو ہے اور اللہ نے اس کا آغاز **یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ** سے کیا ہے اے لوگو اس سے مراد دنیا کا ہر شخص ہے چاہے وہ مسلمان ہے، چاہے وہ ہندو ہے، وہ سکھ ہے، وہ کافر، یہودی، عیسائی کوئی بھی ہے اللہ نے سورۃ کا آغاز الناس سے کیا لوگو قرآن پاک کا یہ بھی ایک طریقہ مبارک ہے کہ قرآن صرف مسلمانوں کی کتاب نہیں ہے یہ غلط فہمی نکال دی جائے کہ یہ صرف مسلمانوں کی کتاب ہے یہ دنیا کے ہر شخص کے لیے نازل کی گئی ہے۔ ایمان یہ ہمارا ہی ہے ایمان یہ ہمارا ہے کہ ہمارے ایمان کا یہ حصہ ہے قرآن کہ لیکن کوئی یہ کہے کہ یہ صرف مسلمانوں کی کتاب ہے ہندو اسے نہیں پڑھ سکتا، یہودی نہیں پڑھ سکتا، سکھ نہیں پڑھ سکتا، عیسائی نہیں پڑھ سکتا تو وہ بیوقوف ہے اس سمجھایا جائے کہ قرآن پاک دنیا کے ہر انسان کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ ہر بندہ اس سے ہدایت لے سکتا ہے اور قرآن کا کہیں کسی بھی جگہ آپ قرآن کو کھول کہ دیکھیں تو قرآن پاک کبھی بھی اپنی اس

حیثیت کو تنگ نہیں کرتا بلکہ کھولتا ہے اور دنیا کے ہر انسان کو مخاطب کرتا ہے چاہے وہ کسی بھی طبقے سے، کسی بھی ملک سے، کسی بھی ریاست سے، کسی بھی جگہ پہ رہتا ہو قرآن اس کو مخاطب کر رہا ہے

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو کون ہو؟ کہاں ہو؟ کدھر ہو؟ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں میں تم سب کو ایک بات بتا رہا ہوں مولا کیا وہ بات ہے

اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ ڈرو اپنے رب سے اپنے رب سے ڈرو تقوی اختیار کرو، عبادت کیا کرو، نیکیاں کرو، برائیوں سے بچو

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ جس نے تمہیں ایک جان پہ پیدا کیا

جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اللہ تعالی کی اک بہت بڑی حیثیت البدیع ہونا ہے اللہ بدیع ہے ب، د، ی، ع بدیع۔ **بدیع کہتے ہیں ایسے کو جو اس جگہ سے پیدا کر دے جو کبھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔**

دیکھیں نا دنیا کی ہر شے کسی نا کسی چیز سے نکلی ہے۔ اللہ تعالی نے جب چیزوں کو پیدا کیا تو وہ کسی چیز سے بھی نہیں نکلیں، اللہ بدیع ہے، اللہ اس کو بھی پیدا کر سکتا ہے جس کے پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ تو یہاں **اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور وہ جان حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔** دنیا کا ہر نبی اپنی جگہ پر بلند بڑی عزت و رفعت والا لیکن آدم علیہ السلام کی کیسی شان ہے جو بہت بلند ہے اور اس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ یہ ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ اللہ نے آپ کی تخلیق خود اپنے دست مبارک سے کی وہ کیسا تھا یہ گفتگو نہیں ہے **لیکن آدم علیہ السلام وہ واحد نبی ہیں جنہیں اللہ نے اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا** باقی نبی اللہ تعالی کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے۔ آدم علیہ السلام کی یہ تخصیص اپنی جگہ برقرار رہے گی۔ لہذا آدم علیہ السلام سے اللہ نے جنت میں تھے آپ تو کوئی کمی محسوس کرتے تھے دل میں خیال آتا تھا کوئی کمی ہے پریشان رہنے لگے معمول دیکھائی دیتے چہرے پہ غم نظر آتا تو پوچھا مولا نے کہ اے آدم کیا بات ہے کہ آپ **ہماری جنت کی نعمتیں کیا کم ہیں؟ کیا تجھے کسی چیز کی ضرورت ہے؟**

فرمایا نہیں مولا مجھے کسی شے کی حاجت نہیں تو فرمایا کہ پھر تیرے چہرے پہ یہ غم کیا ہے فرمایا مجھے لگتا ہے کسی شے کی کمی ہے جو مجھے پریشان کر رہی ہے لیکن آپ کی نعمتوں میں کوئی کمی نہیں تو اللہ تعالی چونکہ حکمتوں والا تھا جانتا تھا۔ اللہ نے آپ کی بائیں پسلی سے حضرت حوا علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ عورت کا وجود بائیں پسلی سے ہوا۔ وہ کیسے ہوا؟ کیوں ہوا؟ کس طرح ہوا؟ اس پہ کوئی گفتگو کسی بھی جگہ موجود نہیں ہے۔ لہذا اس پہ اپنے دماغ کو لڑانا کیسے ہوا تھا؟ کہاں سے نکلی تھیں؟ کیوں نکلی تھیں؟ کتنی نکلی تھیں؟ یہ گفتگو فضول ہے ان کی طرف ذہن دوڑانا مناسب نہیں۔

اللہ نے عورت کا وجود آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا فرمایا۔

پیدا ہوئیں اس کے بعد پھر اللہ تعالی نے اولاد آدم کا آغاز کیا۔ ایک عورت اور ایک مرد پیدا ہوتے یعنی لڑکا اور لڑکی اکھٹے پیدا ہوتے ہیں اور جلد ہی کچھ ہی دنوں میں وہ جوان بھی ہو جاتے ہیں تو جب دوسرا جوڑا پیدا ہوتا ہے تو پہلے جوڑے کا مرد اور دوسرے جوڑے کی عورت کو آدم علیہ السلام ایک دوسرے سے شادی فرما دیتے ہیں نکاح کر دیتے ہیں۔ پہلے جوڑے کا مرد اور دوسرے کی عورت اس طرح اور یہی وہ وقت تھا جب کابیل اور ہابیل میں لڑائی ہوئی آپ کے دو صاحبزادے کابیل کے ساتھ جو عورت پیدا ہوئی وہ زیادہ خوبصورت تھی اور جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی وہ زیادہ خوبصورت نہیں تھی۔ اب قانون قدرت یہ تھا کہ کابیل کی شادی ہابیل کے ساتھ جو عورت پیدا ہوئی اس سے ہونی چاہیئے تھی قانون یہی تھا لیکن کابیل نے انکار کر دیا اس نے کہا کہ نہیں میں اسی سے شادی کروں گا جو میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ آدم علیہ السلام نے سمجھایا کہ یہ تمہاری بہن ہے اس کے ساتھ شادی نہیں ہو سکتی اس کے ساتھ ہابیل کی ہو گی اب اس پہ دونوں کا جھگڑا بڑھا اور دنیا کا پہلا قتل رونما ہوا۔ کابیل نے ہابیل کو صرف ایک عورت کے لیے قتل کر دیا لہذا اس دنیا میں سب سے پہلے قتل کی وجہ بھی عورت ہے اور آج تک جو قتل ہو رہے ہیں ان سب کی ایک سزا کابیل کو جا رہی ہے تو وہ جوڑوں سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور

اللہ نے اسی لیے فرمایا

کہ ہم نے ایک جان سے پیدا کیا لیکن اس کے بعد ہم نے تم سے جوڑے بنا دیئے اور انہیں پھیلا دیا دونوں کو مردوں کو بھی دنیا میں پھیلا دیا اور عورتوں کو بھی پھیلا دیا ہم نے

کثیر تعداد میں آج بھی دنیا کے اندر یہ تحقیق موجود ہے سائنس اس بات پہ وضاحت کرتی ہے کہ 60 فیصد عورتیں ہیں اور 40 فیصد مرد ہیں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے اوران کی جو ہے وہ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مرد چونکہ زیادہ جنگوں میں شامل ہوتے ہیں یہ باہر کے ماحول میں زیادہ رہتے ہیں سڑکوں پہ روڈوں پہ ان کے لیے موت کے چانس عورت سے زیادہ ہیں لہٰذا اس لیے ان کی تعداد عورتوں سے کم ہے تو مردوں کی تعداد اور عورتوں کی توداد میں آج بھی ایک hugedifference موجود ہے بہت بڑا فرق ہے (اللہ اکبر)

تو اللہ تعالیٰ نے بڑی حکمت سے ارشاد فرمایا

کہ ہم نے جوڑے بنائے

اور اللہ تعالیٰ نے آج بھی دنیا میں یہ اصول اسی طرح قائم ہے کہ اللہ نے ہر عورت کا ایک جوڑا پیدا فرمایا ہے وہ کہیں پہ ہے آسمانوں پہ ہے زمین پہ ہے یہ کہا جاتا ہے کہ جوڑے آسمانوں پہ بنتے ہیں تو وہ جوڑے بن چکے ہیں اس لیے جو جن کا جوڑا اللہ نے بنایا ہے وہ ضرور اللہ کی بارگاہ سے اس جوڑے تک اللہ تعالیٰ انہیں پہنچاتا ہے شادی ہو جاتی ہے

آگے ارشاد فرمایا

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اللہ سے ڈرو **الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ** جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے کے حقوق اللہ سے مانگتے ہو۔

ایک عورت کی شادی جب ایک مرد سے ہوتی ہے تو یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے جب حلال ہو رہے ہیں ان کا جسم ایک دوسرے کے لیے حلال ہو رہا تو اس کی وجہ اللہ کا نام نامی اسم گرامی ہے اللہ کے نام کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے اوپر حلال ہو رہے ہیں۔ تو اللہ فرما رہا ہے کہ چونکہ میرے نام سے تم دونوں ایک دوسرے کے لیے حلال ہوئے ہو لہٰذا مجھ سے ڈرو میرے حقوق ادا کرو میرے حقوق کی طرف دھیان کرو میرے حقوق کی طرف غور کرو جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں اس پہ عمل کرو

وَ الْاَرْحَامَ اور ڈرو رحموں کے قطع کرنے سے رحموں کے قطع کرنے سے مراد اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا ہے ان کو توڑو نہیں، عزیزوں سے صلح رکھو اپنے عزیزوں سے کبھی بھی لڑائی جھگڑا نہ کرو اللہ نے واضح کر دیا کے رحموں کو قطع نہ کرو عزیزوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا، عزیزوں کو چھوڑ دینا اللہ نے اسے سخت منع فرمایا ہے قطع رحمی اس کا الٹ ہوتا ہے

صلہ رحمی صلہ کہتے ہیں جوڑنے کو اور قطع کہتے ہیں توڑنے کو

تو اللہ نے اپنے عزیزوں کے ساتھ محبت اور پیار کا حکم دیا کہ تم کبھی بھی اپنے عزیزوں سے دور نہ رہو۔

آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

کہ جو چاہتا ہے کہ اس کا رزق اور اس کی عمر دونوں بڑھ جائیں گے۔

تو وہ اپنے عزیزوں سے پیار کیا کرے اس کا رزق بھی بڑھ جائے گا اس کی عمر بھی بڑھ جائے گی اپنے عزیزوں سے ملنا چاہیے، تائے، پھوپھے، بہن، بھائی ان سب کا خیال رکھنا یہ قرآن کا حکم ہے اور ایک عورت کو خاص طور پر یہ مخاطب کیا جا رہا ہے کیونکہ نام ہی سورۃ کا نام ہی عورتیں ہیں تو اصل میں یہ حکم عورتوں کے لیے بھی ہے کہ تم اپنے عزیزوں، رشتہ داروں سے دوری اختیار نہ کرو۔ آج دیکھیں کوئی گھر اٹھا لیں کوئی گھر اٹھائیں کوئی اپنی بہن سے ناراض ہے، کوئی چچے سے ناراض ہے، کوئی پھوپھے سے مطلب ہر ایک نے اپنے رشتے توڑے ہوئے ہیں اور باتیں کیا ہیں چھوٹی چوٹی باتیں ہیں اور اگر وہ بیٹھ جائیں اور اگر آپ تحمل سے گفتگو کریں تو حل ہو سکتی ہیں ان کے اوپر کوئی زیادہ مسئلہ نہیں ہے لیکن بس اپنی انا اور اپنی ضد کے پیچھے اپنے پورے پورے گھر اجاڑ لیں گے لیکن صلح نہیں کریں گے صلح کی طرف نہیں آئیں گے پورے پورے گھر اجڑ جائیں گے تو اللہ فرما رہا ہے کہ رحموں کو قطع نہ کرو بعض رہو اس سے۔

حضرت عائشہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں کہ متبسم چہرہ تھا بہت دل حضور علیہ السلام کا خوش تھا اور آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا کہ عائشہ آج بڑا دل خوش ہے مانگو جو دل میں آئی ہے بات پوچھو میں تمہیں بتاتا ہوں آپ نے جب یہ بات سنی تو سمجھدار خاتون تھیں جلد باز نہیں تھیں اور کوئی عورت ہوتی تو زیور مانگ لیتی فورا، پیسے مانگ لیتی کہ اج میاں خوش اے تے اج انوں خوب لٹو ہمارا تو یہ ہوتا ہے نا ہم جلد باز قسم کی خواتین ہماری پائی جاتی ہیں تو سمجھدار تھیں کہا اچھا آپ دینا چاہ رہے ہیں کچھ، ہاں بالکل فرمایا میں آتی ہوں چلیں گئیں گھر گئیں اپنے والد سے ملیں حضرت صدیق اکبر ارشاد فرمایا کہ آج حضور نے مجھے یہ کہا ہے تو آپ بتائیں میں حضور سے کیا مانگوں مجھے آپ مشورہ دیں سمجھدار تھیں تحمل سے بات سمجھ گئیں حضرت صدیق اکبر خوش ہوئے فرمایا کہ اچھا اگر نبی نے ایسا کہا ہے تو نبی اپنی بات پر عمل کرتا ہے تم ایسے کرو کہ تم معراج کی رات کی وہ باتیں حضور سے پوچھو جو انہوں نے کبھی کسی کو بھی نہیں بتائیں وہ باتیں پوچھو کہا ٹھیک ہے واپس آئیں کہا آقا ﷺ آج معراج کی رات سے وہ باتیں بتایئے جو حضور آپ سے اللہ نے کیں تھیں اچھا دیکھو مانگا بھی تو علم ہی مانگا کمال ہو گیا (سبحان اللہ) مانگا بھی تو کیا مانگا علم مانگا ان لوگوں کی نظر میں علم کی کتنی اہمیت تھی علم کو کتنا اچھا سمجھتے تھے کتنا اعلیٰ جانتے تھے کہ اگر انہیں چند باتیں علم کی آ جائیں تو یہ کروڑہا خزانوں سے بہتر ہے۔ایک عالم کا ایک جاہل سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے تو دیکھیں مانگا بھی تو علم ہی مانگا کہا حضور مجھے وہ علم دیجیے جو آپ کو معراج کی رات حضور اللہ نے جو آپ سے باتیں کیں تھیں وہ کہا اچھا اے عائشہ مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے یہ سوچ تمہاری نہیں لگتی یعنی حضور بھی اس کمزوری کو سمجھتے تھے کہ عورتیں اتنی گہرائی میں نہیں جاسکتیں یہ اتنے نازک مزاج کی نہیں ہوتیں ان کی سوچ اتنی گہرائی میں نہیں جاتی کہا اے عائشہ تیری سوچ نہیں لگتی کہا جی بالکل یہ میری سوچ نہیں ہے یہ میرے والد گرامی نے صدیق اکبر نے مجھے کہا ہے فرمایا بس مجھے لگا کہ یہ تیری سوچ ہے فرمایا

عائشہ آ پھر میں تجھے ان میں سے صرف دو باتیں بتاتا ہوں صرف دو ساری نہیں جی بتایئے کہا ایک میں جب اللہ کے ساتھ خلوت میں تھا کوئی نہیں تھا میرے اور اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ میں اس سے بات کر رہا تھا وہ مجھ سے کر رہا تھا اللہ نے ایک بات جو کہی تھی وہ یہ تھی کہ

جب بھی تیرے گھر میں کوئی آئے تو اسے بھوکا پیاسا نہیں بھیجنا (سبحان اللہ)

مجھے یاد ہے جب میں یہ بات پیرومرشد سے سن رہا تھا تو میرے ذہن میں آرہا تھا کہ کتنی بڑی عبادت کا ذکر کریں گے کتنے لمبے وظیفوں کی بات ہوگی اچھا یہ اب کام تم کیا کرو دیکھئے ہمارا دین کیا ہے؟ اور ہم کدھر جارہے ہیں دین ہمارا یہ کہتا ہے کہ تم اس خلوت کی رات میں جب آقا علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی اپنی ذات تھی تو باتیں کیا ہو رہی ہیں کہ بھوکوں کو کھانا کھلایا کرو، کرو پانی پلایا کرو مہمان نوازی کیا کرو، کبھی کسی کو خالی نہ بھیجو، کبھی کسی کو بھوکا نہ بھیجو فرمایا جی حضور دوسری بات کیا ہے فرمایا

دوسری بات یہ ہے کہ جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے رشتہ جوڑو

یہ دوسری بات جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو آگے بڑھ کے اس کو جوڑ دو پوری کوشش کرو کہ یہ ٹوٹنے نہ پائے اس رشتے کی لاج رکھو اور جو ہے وہ آج آپ دیکھ لیں کہ خواتین اور خواتین کو میں خاص طور پہ قرآن کی بھی آیت بھی اور ساری گفتگو بھی خواتین کے حوالے سے یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ رشتے توڑنے میں ماہر ہوتی ہیں ان کے معاملات اس قدر عجیب ہوتے ہیں کہ یہ ذرا غور کریں تو بہت سارے معاملات سدھر سکتے ہیں لیکن بس ان کی ضد کے ہاتھوں کئی گھر اجڑ جاتے ہیں۔ یہ میرے اپنے تجربے میں کئی باتیں ہیں جو خواتین کی ضد کے ہاتھوں گھروں کے گھر اجڑ گئے۔فرمایا کہ جو تم سے توڑ رہا ہے تم ٹوٹنے نہ دو آگے بڑھو، معافی مانگو، اس کے لیے صلح کرو، اس کے لیے اس کو مناؤ، اس کے لیے کوشش کرو۔ وہ رشتہ وہ بہن کا، وہ شوہر کا، وہ بھائی کا، وہ چچے کا، وہ تائے کا، وہ پھوپھے کا وہ ٹوٹنے نہ پائے جوڑو آگے بڑھو ہم کیا کرتے ہیں ہم عجیب لوگ ہیں ہم توڑنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ ہم توڑنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ کوئی ایسی گل نظر آئے بس اب توڑو اس کو۔ منگنی توڑنے کے تو انہیں ایسے مطلب نظر آتا ہے جیسے کوئی نا مطلب ایک مکھی اڑانا ہے ناک کے اوپر سے منگنی توڑنا یہ تو لوگوں نے ایسے بنا دیا ہے اور نکاح کو بھی کچھ نہیں سمجھتے حالانکہ رشتے جو ہیں وہ یاد رکھیئے جوڑنے سے مضبوط ہوتے ہیں۔ آپ جوڑیں گے تو وہ مضبوط ہو جائے گا پکا ہو جائے گا۔

مجھے یاد ہے کسی جگہ حاضر ہوئے تو یہی حضرت صاحب سے سمجھا ہے اور آج تک اسی پہ رہتے ہیں کہ جو رشتے ہیں وہ ٹوٹنے نہیں چاہئیں ان کے اوپر پوری کوشش کرتے ہیں

کئی لوگ آتے ہیں صلح کے لئے اور بات کے لیے تو اس میں یہی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی بھی اب آ گیا ہے تو اب جوڑے گا ہمارے پاس آ کے ٹوٹ نہیں سکے گا۔ اگر ہمارے پاس آ گیا ہے نا مسئلہ تو اس مسئلے کو ہم نے جوڑ کے ہی بھیجنا ہے یہ نہیں کہ اچھا آ گئے ہو چلو جاؤ اب جاؤ تم علیحدہ ہو جاؤ تم علیحدہ ہو جاؤ بھئی یہ تو کوئی بھی کر سکتا تھا تیرے پاس کس لیے آئے ہیں؟ تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تم اسے جوڑو۔

آقا علیہ السلام کی خدمت میں ایک بڑا بھائی حاضر ہوا چھوٹے بھائی کو ساتھ لے آیا اس نے کہا یا رسول اللہ یہ چھوٹا بھائی جو ہے یہ بہت بدتمیز ہے میں تو اس سے بہت تنگ ہوں کماتا بھی نہیں یہ گھر میں بھی جھگڑا کرتا ہے لہذا میں اس کو اپنے سے علیحدہ کرنا چاہتا ہوں میں اس سے رشتہ ختم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کا کیا حکم ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی مجھے آپ بھی میرے ساتھ اس میں میری تائید کریں اور میں اس کو علیحدہ کر دوں۔ اب دیکھیں آقا علیہ السلام نے کتنی پیاری بات ارشاد فرما دی حد کر دی اور اس سے رشتے جڑتے ہیں جو حضور نے لفظ بولے ارشاد فرمایا کہ اے بڑے بھائی ہو سکتا ہے کہ تیرے گھر کا رزق اسی چھوٹے بھائی کی وجہ سے آ رہا ہو تو اگر تم اسے **نکال دو گے تو پھر تیرا رزق اگر بند ہو گیا تو پھر کیا کرو گے** یعنی حضور نے دیکھیئے دل جوڑے ہیں آپ نے دل توڑے نہیں ہیں ہم توڑ دیتے ہیں فوراً آپ کو جب بھی کسی بھی جگہ ایسا موقع ملے تو اس کو جوڑنے کی کوشش کریں۔

مجھے یاد ہے کہ وہ ایسا معاملہ بنا کہ کسی جگہ گئے تھے تو لڑائی جھگڑا اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ وہ طلاق دینے پہ بیٹھے ہوئے تھے بس انھوں نے کہا جی آپ آئیں اور آ کے صرف ہمیں ذرا بتا دیں کہ طلاق دیتے کیسے ہیں؟ طریقہ کیا ہوتا ہے؟ شرعی طریقہ کیا ہے؟ ہم اسی طریقے کے مطابق طلاق دینا چاہتے ہیں میں چلا گیا ابھی طلاق ہوئی نہیں تھی۔ اچھا یہ بتا دیجئے کہ آپ نے اگر مجھے بلایا ہے تو میری حیثیت کیا ہے؟ مجھے کیوں بلایا گیا ہے؟ آپ مجھے بتا دیں کہ اگر میں کوئی بات کروں گا تو کیا وہ مانی بھی جائے گی یا ایویں بس آپ نے صرف مشورہ ہی لینا ہے۔ فرمایا نہیں آپ جو کہیں گے وہ ہم مانیں گے مشورہ نہیں لینا آپ سے آپ کا حکم ہو گا تو اگر میرا حکم ہو گا تو میرا حکم یہ ہے کہ طلاق نہیں دی جائے گی اور مجھے بیٹی سے ملنے دیں بیٹے سے ملنے دیں میں الگ الگ دونوں کو ملنا چاہتا ہوں اور مل کے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ معاملہ کیا ہے؟ پھر اس پہ بات ہو گی میں ملا تو مجھے سمجھ آیا کہ وہ دو چار باتیں تھیں جن کو ہر گھر میں ہی ہوتی ہیں لڑائیاں کس گھر میں نہیں ہوتیں ٹینشن پریشانیاں ہوتی ہیں۔ کہا آپ مجھے دو سال کا وقت دے دیں اور دو سال آپ دونوں جو ہے وہ دونوں گھر یہ اب ان دونوں کو کچھ نہیں کہیں گے میں خود ہی ان سے deal کروں گا میں سمجھا لوں گا جو بات ہو رہی ہے۔ دو سال کے بعد اگر پھر یہ ایسے ہوں تو میں خود آ کے طلاق کرا لوں گا۔ آپ مجھے دو سال کا وقت دے دیں توجہ میری طرف رکھیئے گا تو پہلے تو وہ نہ مانے انھوں نے کہا کہ یہاں تو ایک دن نہیں گزرتا آپ دو سال کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ نے مجھے کہا ہے کہ آپ کا حکم ماننا ہے تو وہ حکم پھر یہی ہے کہا ٹھیک ہے چلیں آپ کہہ رہے ہیں تو اب کوڑا گھٹ پرنا پڑے گا اور دو سال کا وقت جو ہے وہ ہم دیتے ہیں۔ پھر کہا ان دونوں کو کچھ نہیں کہنا یہ اب میرے ذمے ہیں ان سے خود ہی بات کرتا ہوں۔ میں درمیان میں بات شات کرتا رہا محفل میں بھی بلاتے رہے آتے رہے دعا ہوتی رہی۔ اللہ کی رحمت سے اب اس جوڑے کے تین چار بچے ہیں۔ رشتہ جڑ گیا کوئی اور ہوتا تو آ ہونی آ ہو تین لفظ طلاق طلاق طلاق کیا ہوتا ہے؟ تو بچو رشتے جوڑنے ہیں توڑنے نہیں ہیں اور اللہ کے بندوں کو اللہ کے بندوں سے پیار کریں اللہ کے بندوں سے محبت کریں یہ سارے اللہ کے بندے ہیں۔

آج میں جمعے میں بھی یہی عرض کر رہا تھا اللہ کے بندوں سے محبت کریں اللہ خوش ہوتا ہے۔ **خدا کی قسم! یہ اللہ کی تخلیق ہے اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا**

لقد خلقنا الانسا ن فی احسن تقویم

ہم نے انسان کو سب سے سوہنا پیدا کیا ہے میری یہ بڑی پیاری تخلیق ہے، مجھے اس سے بڑا پیار ہے، مجھے انسان سے بڑی محبت ہے۔ آپ دیکھیں دنیا میں کسی شاعر کو بولائیں اس کے سامنے اس کے شعر کی تعریف کر دیں وہ آپ کا ماتھا چام لے گا۔ کیونکہ وہ شعر اس نے تخلیق کیا تھا آپ نے اس کی تعریف کر دی اب وہ گھنٹوں آپ کے سامنے بیٹھ کے اپنے شعر سنائے گا تھکے گا نہیں۔ آپ کسی عمارت کے سامنے جس نے وہ عمارت ہو اس کی تعریف کر دیں اور کہیں یار تم نے بڑی اچھی بنائی ہے وہ پھول کے پوپا ہو جائے گا کیونکہ اس نے تخلیق کی تھی۔ آپ ایک گانا گانے والے کے گانے کی تعریف کر دیں وہ اس پہ بڑا خوش ہو جاتا ہے۔ ارے انسان جو اللہ نے بنایا ہے تخلیق اللہ نے کی ہے اور سب سے اعلی مخلوق

ہے سب سے بہترین دنیا میں سب سے بہترین مخلوق نہ سمندر، نہ دریا، نہ ہوائیں، نہ فضائیں، نہ درخت، نہ چرندے، نہ پرندے، نہ مچھلیاں، نہ فرشتے، نہ روحیں، نہ جنات، نہ ہا بیل، نہ کابیل کوئی دنیا کی ایسی شے نہیں جو اللہ کو پیاری ہو سب سے زیادہ پیار اللہ نے انسان سے کیا ہے اپنی تخلیق سے اللہ کو بڑی محبت ہے اپنی creation سے اسے بڑا پیار ہے لہذا وہ اس کو ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ انسان کی کبھی بے عزتی وہ برداشت نہیں کرتا جس گھر کے اندر لوگوں کی بے عزتیاں ہوتی ہوں جس گھر کے اندر رشتے ٹوٹتے ہوں جس گھر کے اندر لوگ ایک دوسرے کے اوپر گالی گلوچ کرتے ہوں اللہ اس گھر کے نظام کو آسمانوں سے اٹھا کر زمین پہ دے مارتا ہے اس گھر کا نظام پلٹ کر کے رکھ دیتا ہے جہاں لوگوں کی بے عزتیاں ہوتی ہوں جہاں رشتے ٹوٹتے ہوں جہاں لوگوں کی عزت نہ ہو اس لیے کہ **اللہ اپنے بندوں کی عزت کے اوپر حرف آنا برداشت نہیں کرتا یہ اللہ کی عادت ہے۔**

Edison Thomas Alva Edison جس نے یہ بلب ایجاد کیا تھا روشنی

اس کے بارے میں آتا ہے کہ یہ بڑا ٹھنڈے مزاج کا شخص تھا اور یہ بڑی ٹھنڈی طبیعت والا تھا کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں سائنس دان تھا نا ہر وقت اپنے کام میں لگا رہتا تھا کسی سے گفتگو زیادہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دن بازار سے گزرا تو وہاں پہ وہ لال ٹین بنانے والا لال ٹین بیچ رہا تھا تو یہ گزرا قریب سے تو اس نے جملہ ایک سن لیا وہ لال ٹین والا Edison کو گالیاں دے رہا تھا وہ جانتا نہیں تھا کہ یہی Edison ہے جو گزر رہا ہے تو گالیاں دے رہا تھا کہ اس نے میرا کاروبار برباد کر کے رکھ دیا ہے اب لوگ لال ٹین نہیں استعمال کریں گے اب لوگ روشنی جلالیں گے بلب جلالیں گے میری لال ٹینیں کون خریدے گا؟ لال ٹین کی بے عزتی نہ برداشت کر سکا اس کے گریبان کو جا پڑا اور دھینگا مشتی شروع ہو گئی لڑائی شروع ہو گئی پولیس آ گئی لوگ اکٹھے ہو گئے اسے لوگوں نے کہا اوتم تو بڑے ٹھنڈے مزاج کے شخص تھے تم کیسے لڑ پڑے کہا میں برداشت نہیں کر سکا اس نے میری تخلیق کی بے عزتی کی ہے تو میرے بچو یہی حال اللہ کا ہے وہ اپنی تخلیق کی بے عزتی برداشت نہیں کرتا آپ اپنی ماں کی بے عزتی کر دیں اللہ تعالی آپ کو زمین کی تہوں سے بھی نکال لائے گا کیونکہ وہ ماں کے ساتھ ایک انسان بھی تھی آپ اپنے والد کی بے عزتی کر جائیں اللہ آپ کو دنیا کے اندر ایسی زبردست جگہ پہ چکی میں پیس دے گا کیوں وہ باپ بھی تھا اور اک انسان بھی تھا۔

آپ بھائی کے ساتھ رشتہ توڑ دیں، آپ بہن کے ساتھ رشتہ توڑ دیں، آپ عزیزوں، رشتہ داروں کو بھول جائیں وہ عزیز رشتہ دار کے ساتھ آپ ایک انسان بھی تھے تو اللہ تعالیٰ انسانوں کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔

آپ اللہ کے قریب ہونا چاہتی ہیں میں آپ کو ایک گر دینے لگا ہوں ایک بہت بڑا راز سمجھانے لگا ہوں اللہ نمازوں، تسبیحوں، مصلوں، محرابوں، ڈپٹوں، اماموں میں نہیں ہے اللہ تعالی مخلوق کے دلوں میں ہے **اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں بستا ہے تم چاہتے ہو اللہ کو پانا چاہتے ہو، تم اللہ کے قریب ہونا چاہتی ہو تو تمہیں ایک راز دینے لگا ہوں میرے بچو غریب لوگوں سے محبت کرو، رشتے جوڑو، لوگوں سے پیار کرو، لوگوں کے ساتھ اتنی عزت سے پیش آؤ اور یہی سمجھو کے یہ اللہ کے بندے ہیں۔**

مثال

وہ ملک دیکھیں جن میں انسانوں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے **دنیا میں ایسے ملک جہاں انسانوں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے،** انسانوں پہ ظلم نہیں ہونے دیا جاتا، غریبوں کے حقوق نہیں مارے جاتے، انسانوں کو تعلیم دی جارہی ہے، انہیں صحت دی جارہی ہے، ان کے لیے ہسپتال کھولے جارہے ہیں، انسانوں کو سیلابوں سے بچایا جا رہا ہے، انہیں زلزلوں سے بچایا جارہا ہے، انسانوں کے لیے کوشش جاری ہے، انکے لیے اچھی اچھی روڈیں بنتی ہیں، ان کے لیے اچھے اچھے جو ہے وہ انتظامات کیے جاتے ہیں آپ دیکھیں وہ ملک کافر ہونے کے باوجود، وہ ملک یہودی ہونے کے باوجود، اللہ کو نہ ماننے کے باوجود وہ خوشحال ہے اللہ انہیں روٹی بھی دیتا ہے، کھانے کو بھی دیتا ہے سب کچھ دے رہا ہے اس لیے کہ وہاں لوگوں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے اور وہ ملک جہاں غریب کا حق مارا جارہا ہے، جہاں غریبوں کی عزت رولی جاتی ہے، جہاں انصاف نہیں ملتا، جہاں غریب اور غریب ہو رہا ہے اور امیر اور امیر ہو رہا ہے، جہاں ایک کتے کی عزت زیادہ ہے انسان سے وہ ملک۔۔۔۔ دنیا کے ملک ہیں اور وہ امیر ملکوں کے دروازوں پہ بھیک مانگ رہے

ہیں نہ ان کے اقتدار کو اللہ وسیع ہونے دیتا ہے ان کے اندر جو وزیر بنتے ہیں، وزیر اعظم بنتے ہیں، صدر بنتے ہیں وہ بھی بے عزتی کرواتے ہیں، لعنتیں لیتے رہتے ہیں لوگوں سے ، ہروقت بد دعائیں لیتے رہتے ہیں، ہروقت لوگوں کی طعنے سنتے رہتے ہیں، ہیں آپ ہیں صدر صاحب لیکن آدھا ملک اسے گالیاں دے رہا ہے، ہیں وزیر اعظم لیکن آدھا ملک اسے طعنے کوس رہا ہے اس کی زندگی کو کوس رہا ہے کہ یہ ایسا بد بخت انسان ہے اسے پتہ ہی نہیں کہ اس وقت ملک میں لوگ کس قدر غربت کی چکی میں پس رہے ہیں تو اللہ چند ہی دنوں میں وہ ختم کر دیتا ہے، اللہ وسیع نہیں ہونے دیتا۔

لہٰذا بچو جو انسانوں سے محبت کرتا ہے، ان کے ساتھ رشتے جوڑتا ہے ان کی عزت اور احترام کرتا ہے اللہ اس کی دولت میں بھی اضافہ کرتا ہے، اس کی عزت میں بھی اضافہ کرتا ہے۔

اس کے ارے وہ کافر ہی ہو لیکن اس کا ڈیرہ بند نہیں ہونے دیتا ہمارے گھروں کے چراغ اس لیے بھی گل رہتے ہیں کہ ان چراغوں کی روشنی میں ہم اپنے گھر سے باہر نکلنا پسند ہی نہیں کرتے ہم کہتے ہیں کہ روشنی میرے لیے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کو دوسروں کی خدمت زیادہ پسند ہے اللہ تعالیٰ رشتے جوڑنے کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حدیث قدسی اللہ فرماتا ہے

کہ اے میرے بندے میں پیاسا تھا دنیا میں تو نے مجھے پانی کیوں نہیں پلایا، اے میرے بندے تو نے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں پیش کیا، اے میرے بندے میں بے لباس تھا تو نے مجھے لباس پیش نہیں کیا فرمایا آقا علیہ السلام فرماتے ہیں وہ بندہ اللہ سے کہے گا قیامت کے دن مولا تجھے پیاس نہیں لگتی میں تجھے پانی کہاں پیش کرتا، تجھے بھوک نہیں لگتی میں تجھے کیسے کھانا پیش کرتا، تجھے لباس کی ضرورت نہیں میں تجھے کیسے لباس پیش کرتا فرمایا تو جب دنیا میں تھا تو تیرے قریب ایک شخص تھا جو پیاسا تھا تو نے اسے پانی کیوں نہیں پیش کیا، تیرے قریب ایک بھوکا تھا تو نے اسے کھانا کیوں نہیں پیش کیا تیرے قریب ایک لباس نہیں تھا تو نے اسے لباس کیوں نہیں پیش کیا ارے تو اسے لباس دے دیتا تو تو مجھے لباس دے دیتا، تو اسے پانی پیش کر دیتا تو میری پیاس بجھ جاتی، تو اسے کھانا کھلا دیتا تیرے رب کا پیٹ بھر جاتا ہم ایک کسی کو گلاس دے کے راضی نہیں، کسی کو چاول کی ایک پلیٹ دے کر راضی نہیں، کوئی مہمان آجائے ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔ تو لہٰذا بچو یہ ایک ایسے معاملات ہیں جن کی طرف اللہ نے اس دو لفظوں کے اندر بہت گہرائی ہے رشتے توڑو نہیں اللہ سے ڈرو رشتے توڑو نہیں جوڑو ان کے لیے کوشش کرو۔ (اللہ اکبر)

مخلوق سے محبت اللہ کو اتنی پسند ہے رشتے جوڑنے والے لوگ جو لوگ رشتے جوڑتے ہیں اور ان کی عادت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ صلح کراتے ہیں ہمیشہ صلح کراتے رہتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ محبت اور پیار سے چلتے ہیں۔

آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ایک صحابی کسی مہم پر تھے کسی جنگ میں تھے واپس آئے تو ایک صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ارشاد فرمایا یا رسول اللہ میں اپنے ایک دوست اپنے ایک بھائی کی تعریف کرنا چاہتا ہوں بہت نیک انسان ہے جتنی دیر وہ ہمارے ساتھ رہا ہے یا تو میں نے دیکھا وہ نماز پڑھ رہا تھا یا دیکھا تسبیح پڑھ رہا تھا یا دیکھا قرآن پڑھ رہا تھا یا کوئی وہ درود کوئی وظیفہ ہر وقت میں نے اسے اللہ اللہ کرتے ہی دیکھا ہے حضور بڑا ہی نیک انسان ہے بڑا ہی اچھا ہے اب یہ تعریف حضور کے سامنے ہو رہی تھی اور تعریف ہوتی ہے جب بندے نیک ہو جاتے ہیں تعریف بڑی ہوتی ہے بہت لوگ پیار کرتے ہیں حضرت صاحب بھی کہتے ہیں، مولانا بھی کہتے ہیں، اس کو ولیہ بھی کہتے ہیں بہت پیار کرتے ہیں یہ ایک اللہ کا کرم ہے جو ہو جاتا ہے تعریف ہوتی ہے ایسے ہی اس صحابی نے بھی تعریف کر دی حضور کے سامنے اب میرے آقا نے جو بات کی وہ میری طرف ذرا دھیان کیجیے

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

کہ اے میرے صحابی وہ جو جس کی تم تعریف کر رہے ہو یہ بتاؤ کہ جتنی دیر وہ نماز پڑھتا تھا یا درود پڑھتا تھا یا قرآن پڑھتا تھا اس کی ضرورتوں خیال، اس کے پانی کا خیال، اس کی روٹی کا خیال، اس کے سامان، اس کے جوتے، اس کی چیزیں وہ کون سنبھالتا تھا ظاہر ہے تم لوگ سفر میں تھے تو کسی کی تو ڈیوٹی ہو گی نا کہ اس کی چیزوں کی حفاظت کرے

کیونکہ وہ نماز پڑھ رہا ہے وہ ہر وقت یہی کام کر رہا تھا کہا ایک صحابی نے حضور میں تھا ہاتھ کھڑا کیا میں تھا اور میں نے اس ذمہ داری کو اٹھایا میں نے اس کو پانی پیش کیا، روٹی پیش کی ،اس کا جوتا سنبھالا، اس کے سامان کی حفاظت کی فرمایا **جس درجے پہ یہ عبادتوں سے پہنچا ہے تم اس کی خدمت کر کے اسکے اونچے درجے پہ پہنچ گئے ہو** ہم کسی کا جوتا سیدھا نہیں کرنا چاہتے، ہم کسی کو کسی کی عزت کرنا، کسی کے ساتھ کوئی پیار کرنے والا معاملہ یہ تو کہتے ہیں کہ پہلے میری کرو سارے آپ آج بھی یہ اصول اٹھالیں اور آج کے پانچ سال بعد مجھ سے ملیں آپ کی عزت ساتوں آسمانوں تک پہنچ چکی ہوگی یہ قرآن سامنے کھلا ہے میں سچ کہہ رہا ہوں **آپ لوگوں کو عزت دیں، لوگوں کے ساتھ رشتے جوڑیں**، لوگوں کے ساتھ پیار کریں اللہ آپ کو بلند کر دے گا ارے اس نبی نے یہ بات کہہ کر حق ادا کر دیا اس خدمت گزار کا اور یہاں بچے کتنی خدمتیں کرتے ہیں کوئی یہاں صفیں بچھا تا ہے، کوئی یہاں مائیک لگا تا ہے، کوئی کیمرہ لگا رہا ہے، کوئی جو ہے وہ بے شمار خدمتیں ہیں کیا وہ معمولی لوگ ہیں؟ کیا ان کا ان کی اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں ہے یہ میں یہاں درس دے رہا ہوں خدا کی قسم میرے اس درس سے کہیں زیادہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو خدمت کرتے ہیں لوگوں کی، جو پیار کرتے ہیں، جو اپنی کرسی پیش کر دیتے ہیں، جو اپنا صوفہ پیش کر دیتے ہیں، جو اپنا رومال پیش کر دیتے ہیں، جو اپنی جیب سے وہ اپنا کھانا پیش کر دیتے ہیں آپ کھائیں ارے وہ معمولی لوگ ہیں بہت بڑے لوگ ہیں۔

آقا علیہ السلام کی خدمت میں ایک مہمان آیا تو رات کا وقت ہو گیا عشاء پڑھ لی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ہے جو اس کو لے جائے آج رات انہوں نے صبح جانا ہے تو آج رات کو مہمان نوازی کے لیے ان کا ساتھ لے جائے گھر لے جائے ایک صحابی نے ارشاد فرمایا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں میرے گھر میں گنجائش ہے الگ بستر بھی ہے تو میں اس کو ساتھ لے جاتا ہوں فرمایا لے جایئے صحابی لے گئے گھر پہنچے بیوی سے پوچھا کہ کیا صورتحال ہے کھانے کی تو فرمایا بچے کھا چکے ہیں میں بھی کھا چکی ہوں صرف آپ کا پڑا ہے ایک روٹی ہے تھوڑا سا سالن ہے اور کوئی شے نہیں گھر کے اندر فرمایا اچھا اب اس وقت رات کا وقت ہے تو کوئی اور انتظام نہیں ہو سکتا ایسے کرو کے تم ٹھیک وہ لے آؤ کہا وہ اس مہمان کیا کھلائیں گے کہا بس تم لے آؤ اوپر پردہ ڈال دیا پونا ڈال دیا کھانا لے آئے رکھ دیا کھانے لگے تو وہ صحابی کہنے لگے کے وہ حضور میں نا یہ ذرا چراغ نا ذرا ٹھیک کرلوں روشنی مجھے اس کی کم لگ رہی ہے تو میں اس کا ذرا چراغ ٹھیک کرلوں اٹھے اس بہانے سے اور جا کے اس چراغ کو بجھا دیا اندھیرا ہو گیا کہنے لگے وہ ذرا نا چراغ جو ہے وہ تیل کم تھا تو کوئی نہیں چاند کی روشنی ہے آپ کھائیں میں آپ کے ساتھ کھا رہا ہوں بیٹھے اور منہ چلاتے رہے لیکن کھانا نہیں کھایا کوئی ایک لقمہ بھی نہیں توڑا اسے یہ محسوس ہوا کہ یہ بھی میرے ساتھ ہی کھا رہا ہے سارا کھانا میزبان نے کھایا تسلی سے رات ہوئی سو گئے صبح فجر کے وقت آقا کی خدمت میں حاضری ہوئی تو حضور علیہ السلام مسکرا کے دیکھ رہے ہیں (سبحان اللہ)

مسکرا کے دیکھ رہے ہیں اس صحابی کو قریب بلایا **فرمایا میرے صحابی کیا عمل کیا رات کو کہ رب نے تیرے لیے سلام بھیجا ہے** اچھا وہ سلام نمازوں سے نہیں آیا ہم کہتے ہیں نا یہ مسلہ ہے یہ قرآن اس سے سلام نہیں آیا سلام کس سے آیا ہے مخلوق کی خدمت سے کہا سلام بھیجا کہا حضور میں نے کوئی خاص عمل نہیں کیا نماز وہی پڑھی جو آپ کے ساتھ پڑھ کے گیا تھا کوئی تسبیح بھی پڑھی نہیں فرمایا کچھ ہوا کہا ہاں رات کو مہمان کی خدمت اس انداز سے کی ہے **حضور بڑا خوش ہوئے فرمایا اے میرے صحابی اللہ تجھے مبارک کرے اللہ نے تیرے اس عمل کو اتنا پسند کیا ہے کہ تجھے آسمانوں سے سلام بھیجا ہے** ہم کسی کو خوش کرنے پہ راضی نہیں، کوئی ہم سے خوش ہو جائے اے کتھے لکھیا اے پیلاں مینو خوش کرو۔

ماں چاہتی ہے بیٹی پہلے مجھے خوش کرے میں نہیں بیٹی کو خوش کروں، بیٹی کہتے ہے ماں پہلے مجھے خوش کرے، بہو کہتی ہے پہلے ساس میری خدمت کرے میرے لیے سارا کچھ کرے میں کیوں پھر ساس کی خدمت کروں، ساس کہتی ہے اے کار آئی ساڈے لہذا یہ میری خدمت کرے پھر میں ان کی خدمت کروں میرے بچو آپ اس اصول کو اٹھا لیں آپ کے گھر میں اللہ کی جنت کے باغات اگ جائیں گے **ہر ایک کی خدمت آپ نے کرنی ہے امید نہ رکھیں کسی سے چھوڑ دیں اللہ خود ہی کروائے گا** جو اپنے شیخ کی خدمت کرتا ہے اللہ اسے مخدوم بنا دیتا ہے **مخدوم کہتے ہیں اس کی بھی خدمت ہونا شروع ہو جاتی ہے** تو پہلے خدمت کرو گے تو کرواؤ گے نا تم اپنے بچوں کی خدمت کرو جب بچے چھوٹے تھے تم نے ان کی خدمت کی، تم نے ان کچھے بدلے، تم نے ان کے کپڑے بدلے، تم نے ان کو نہلایا دھلایا یہ کیا ہو رہا ہے یہ آپ اپنے بچوں کی خدمت

کررہے ہیں وہ بڑا ہورہا ہے آپ اس کی فیسیں دے رہے ہیں آپ اس کے روٹی پانی کا بندوبست کررہے ہیں وہ اور بڑا ہو گیا آپ نے اس کی شادی کا بندوبست کر دیا، آپ نے اس کے لیے عزت و رحمت کا بندوبست کیا لہٰذا اب بڑھاپا آ گیا اب آپ کی خدمت کی باری ہے اب بچے آپ کی خدمت کریں گے تو جو بچوں کی خدمت خود نہیں کرتی اور کہتی ہے میں خدمت بڑا ہو کے کروا لوں ان سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لفظ سے بہت بڑی حقیقت سامنے آتی ہے جو میں نے عرض کر دیا۔

اللہ فرما رہا ہے کہ کبھی بھی قطع رحمی نہ کرو رشتے جوڑنے ہیں صرف جوڑنے ہیں کوئی ناراض ہے خود چلے جائیں چلے جائیں جا کے اس سے بات کریں

وہ نہیں راضی ہوتا اس سے کہہ آئیں کہ میں نے اپنے دل سے وہ تمام چیزیں بھلا دی ہیں ہاں تم نہیں راضی ہوتی تو اب تیرا اور تیرے رب کا معاملہ ہے میں اللہ اور رسول کی بارگاہ میں سرخرو ہوں میرے دل میں تیرے لیے کوئی کڑ نہیں، کوئی میرے دل میں تیرے لیے غصہ نہیں میں صدق دل سے آج وہ تمام چیزیں ختم کرنے آئی ہوں اس لیے کہ میں نے آج درس میں سن لیا ہے کہ رشتے جوڑنے ہیں توڑنے نہیں ہیں میں اس قرآن کی آیت پر عمل کرنے اپنے رب کا حکم سن کے آئی ہوں کہ میں رشتے جوڑنے کے لیے آئی ہوں اگر تو چاہتی ہے کہ اس رشتے کو آگے چلانا ہے تو میں سب کچھ بھلانا چاہتی ہوں ہاں اگر وہ نہیں مانتی تو پھر آپ کا قصور نہیں ہے چھوڑ دیں اسے پھر صرف اس کے ساتھ سلام دعا رکھیں باقی اگر وہ نہیں آتی تو اللہ کا حق آپ سے اٹھ گیا آپ نے وہ حق ادا کر دیا ہم کئی کئی سالوں سے کن رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں اندر اور بچو کے رشتے بھی توڑ دیتے ہیں اور میرا جنازہ بھی تو نہیں پڑھ سکتی خبردار میرے گھر بھی تو آئی ایسے ایسے لفظ بول جاتے ہیں کہ جن سے سوائے میرے بچو مجھے بتائیں آج کے اس دور میں ہر طرف جو اس وقت ٹینشنوں کا جو ماحول ہے وہ کیوں ہے وہ اسی وجہ سے ہے۔ تو قرآن کی اس آیت پر بہت بڑا سبق ہمارے پلے پڑا ہے۔

اللہ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًاO

میں ہمیشہ تمہارے اوپر نگران ہوں میں تمہیں ہر وقت دیکھتا رہتا ہوں تم جو کر رہے ہو نا یہ جو صلح کرنے کے لیے گئے ہو میں دیکھ رہا ہوں یہ جو تو نے ہر شے بھلا کہ دل سے یہ جو ہمت کی ہے نا یہ ہمت کی ہے اور ہر شے بھلا کر خود گئے ہو اور جا کے کہا ہے اے بھائی میں معافی مانگتی ہوں میں دیکھ رہا ہوں تم یہ کر رہے ہو۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا

میں دیکھ رہا ہوں میں کوئی بے خبر نہیں ہوں میں دیکھ رہا ہوں اب وہ آگے سے جو بول رہی ہے وہ بھی میں دیکھ رہا ہوں کیسی قرآن کی آیت ہے خدا کی قسم کہ میں ہر شے سے باخبر ہوں تم جاؤ تو صحیح کام تو کرو میرے بندو میری نگاہیں ہر وقت تمہارے اوپر ہیں میری نظریں تمہارے اوپر ہیں (اللہ اکبر)

آگے ارشاد فرمایا آیت نمبر۲

وَاٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی اَمۡوَالَہُمۡ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَلَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَہُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوۡبًا کَبِیۡرًاO

اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو اپنی ردی چیز کو ان کی عمدہ چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر

واقع یہ بہت بڑا گناہ ہے **یتیموں کیساتھ محبت کی بات کی گئی** اس سے پہلے کہ میں اس پہ بات کروں آپ آئیں صفحہ نمبر ۳۱۶ پہ اور اس میں جو تفسیر نمبر پانچ لکھی ہے اس کے اوپر ایک **حدیث قدسی** لکھی ہے قطع رحمی کے بارے میں میں چاہتا ہوں وہ بھی آپ پڑھ لیں تاکہ ذرا ذہن میں اور معاملہ کلئیر رہے **ارشاد فرمایا**

رحم عرش الٰہی سے آویزاں ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہوشیار جس نے مجھے جوڑا اللہ اسے جوڑ دے اور جس نے مجھے قطع کیا اللہ اسے پارا پارا کر دے یعنی خود رحم بھی یعنی جو رشتہ داری ہے وہ بھی یہ دعا کر رہی ہے کہ جو رشتہ داری جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو رشتہ داری توڑے اللہ اسے بھی توڑ دے یہ میں بھی بددعا دیتی ہوں اسے تو یہ کہا یہ آویزاں ہے عرش الٰہی کے ساتھ اللہ کے عرش کے ساتھ جڑی ہوئی بات ہے۔

جو لکھی ہوئی ہے کہ جو رشتہ داری توڑے اللہ تو اسے بھی توڑ دے اور زیادہ تر غربت کا سبب رشتہ داری توڑنا ہے آپ جائیں ان رشتوں کے گھروں میں ذرا جا کے دیکھیں ان کے گھر میں روٹی پانی کی تنگی ہے جہاں بل پورے نہیں ہوتے جہاں دن رات مارا کٹی چلتی ہے صرف پیسے بے بس اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زیادہ تر ان کے گھروں کے اندر قطع رحمی ہوتی ہے وہ سارے رشتہ داروں سے ناراض ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے گھروں میں رزق بند کر دیتا ہے اور یہ بہت بڑا سبب ہے آج کے اس دور کی بدنصیبی کا جو قرآن نے بڑے احسن انداز سے بیان فرمائی ہے اس کے بعد جو بھی آیت پڑھی اس پہ غور کرتے ہیں۔

آخری بات ارشاد فرمایا

کہ یتیموں کو ان کے مال دے دیا کرو

اور اپنی ردی چیز کو ان کی عمدہ چیز سے نہ بدلو اور اپنے مالوں سے ان کا مال نہ ملاؤ یتیم ایک ایسی شخصیت ہے جس سے اللہ بڑی محبت کرتا ہے **جس کا والد دنیا سے اٹھ جائے اسے یتیم کہتے ہیں اور جس کی ماں چلی جائے اسے مسکین کہتے ہیں** تو یتیم جو ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں بہت پسندیدہ ہوتا ہے ایک تو اس کا سہارا کوئی نہیں ہوتا اس کا والد چلا جاتا ہے دنیا سے تب اگر اس کی جائیداد ہو تو اللہ فرما رہا ہے کہ اس کی جائیداد کو خبردار کسی نے اسکی یتیم کی جائیداد کو ہڑپ کرنے کی کوشش کی تو یتیم کی جائیداد کو جس نے کوشش کر کے ملا کر اپنے مال سے ملا کر اس کو غلط ملط کرنے کی کوشش کی اور فرمایا واقع یہ بہت بڑا گناہ ہے **حُوۡبًا کَبِیۡرًا** بہت بڑا گناہ ہے جس نے ایسا کیا کہ اس نے یتیم کا مال کھا لیا اور یتیم کو کمزور سمجھ کر کہ اس کا کون والی واث ہے چھوڑ دیا اس کی زمین بھی ہڑپ کر لو اس کا بینک اکاؤنٹ بھی اپنے اندر لے آؤ اس کے مال و اسباب بھی کھا پی لو کون سا کسی کو پتہ چلنا ہے تو اللہ فرما رہا ہے میں خود اس کا نگہبان ہوں یتیم کی کفالت میرے ذمے ہے س لیے یتیم کے ساتھ ہمیشہ محبت اور پیار کا معاملہ ہونا چاہیے اللہ سے دعا ہے

اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

عیبوں کو چھپائیں

اللہ کی خاص رحمت سے ہر جمعے کو خواتین کے لیے اور مردوں کے لیے عالم القرآن کورس کا یہ مبارک موقع ہے جس میں ہم قرآن پاک کو سمجھتے ہیں اور قرآن پاک سے گفتگو کی جاتی ہے آج انشااللہ العزیز ہماری گفتگو کا آغاز صفحہ نمبر ۳۵۸ تین سو اٹھاون

آیت نمبر ۶۳

اللہ نے ارشاد فرمایا

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰہُ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَوْلًا بَلِیْغًاO

اللہ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یہ وہ لوگ ہیں **یَعْلَمُ اللّٰہُ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ** اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے **فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ** تو اے نبی آپ ان سے چشم پوشی فرمایئے **وَعِظْھُمْ** اور نصیحت کرتے رہیے **وَقُلْ لَّھُمْ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَوْلًا بَلِیْغًا** اور انہیں کہیے تنہائی میں ایسی بات جو بڑی مئوثر ہو، بڑی اچھی ہو، بڑی اعلیٰ ہو۔

یہ آیت کریمہ جو آپ کی خدمت میں پڑھی گئی ہے سورۃ النساء آیت نمبر ۶۳ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ خوب جانتا ہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اور اے نبی ان سے چشم پوشی فرمایئے اور ان سے نصیحت کرتے رہیے اور انہیں تنہائی میں بڑی مئوثر بات سمجھا دیجیے بتا دیجیے۔ یہ آیت کریمہ جو آپکی خدمت میں پڑھی گئی یہ آیت اس سے پہلے ہم دو تین آیتوں کو پڑھ چکے ہیں جس میں منافقین کی بات ہو رہی ہے کہ منافقین جو ہیں وہ حضور ﷺ کے پاس آتے تو ہیں لیکن اندر سے کھوٹے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسی گفتگو کو آگے انداز بدل رہا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے یعنی یہ دل میں نفاق لے کے آتے ہیں دل میں ان کے منافقت ہے لیکن آپ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں تو لہٰذا اے نبی آپ کو میں خوب ان کے بارے میں آگاہ کر رہا ہوں کہ یہ دل میں جو بھی سوچ کے آتے ہیں تو خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیا ہے۔ ایک تو یہ اللہ نے بڑی خاص انداز سے نبی کو آگاہ فرما دیا اور دوسرا اس سے آگے جو اللہ نے حد کر دی ہے کہ اے نبی ان سے چشم پوشی فرمایئے۔

چشم پوشی کہتے ہیں عیب، عیبوں کو چھپانے کو

کسے کہتے ہیں عیبوں کو چھپانا چشم پوشی کہلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو باقاعدہ عیبوں کو چھپانے کا حکم دے رہا ہے کہ آپ **فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ** ان سے چشم پوشی کیجیے ان کے عیب نہ دیکھیے یہ آتے تو ہیں بیچارے لیکن آپ نے ان سے سختی نہیں کرنی ان کے اوپر ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرنی، ان کو ڈانٹنا نہیں، ان کو نکالنا نہیں ہے بلکہ آگے فرمایا **وَعِظْھُمْ** بلکہ انہیں اچھی بات کہتے رہتے، ان سے نصیحت ان کو کرتے رہیے، انہیں درس دیتے رہے، انہیں اللہ کی معرفت سکھاتے رہیے، انہیں قرآن پڑھاتے رہے آپ کا جو کام ہے وہ اکرتے جائیں آپ اور **آگے فرمایا**

اور انہیں تنہائی میں بات کریں جو بڑی مئوثر ہو اور اگر آپ غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ جو تین باتیں بتائیں ہیں یہ ایک مبلغ کے لیے بہترین لائحہ عمل ہے ایک مبلغ کے لیے، ایک لوگوں کو دین اسلام کے اوپر چلانے والی کے لیے اور وہ لوگ جنہیں درس و تدریس کی سعادت حاصل ہوتی ہے ان کے لیے یہ نصاب ہے۔ جنہیں کسی نیکی کو پھیلانے کی سعادت ہے، جنہیں لوگوں کو نیک راستے پر ڈالنے کا ذمہ دیا گیا ہے، جن میں بڑے بڑے علماء ہیں، صوفیاء ہیں، مبتدی مرید ہیں، کچھ جو ہیں وہ متوسط ہیں، کچھ منتہی

ہیں یہ تمام اس میں آتے ہیں کہ یہ تو اللہ اپنے نبی سے ہی رہا ہے لیکن in the other sense یہ حکم تمام عالمین کے لیے تمام انسانوں کے لیے ہے۔ ہر انسان کو یہ حکم ہے جو نیکی پھیلاتا ہے۔ دیکھیں انسان کبھی بھی کوئی بھی جب بھی آپ نیکی پھیلانے کے حکم پہ آتے ہیں اور اللہ آپ کو یہ سعادت دیتا ہے تو آپ کے سامنے بہت سارے لوگ بیٹھتے ہیں اور کوئی بھی ان میں سے مکمل نہیں ہوتا آپ کے سامنے جتنا بھی مجمع جتنے بھی لوگ آ کے بیٹھیں گے وہ سارے گناہگار اور سیاہ کار اور اسی طرح ان کی زندگیاں بھی پریشان بے عمل بھی ہوں گے اور عشق سے بھی خالی ہوں گے محبت سے بھی خالی ہوں گے سب کچھ ان کے اندر ہے جو عیبوں سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن یہ تین حکم اتنے اعلیٰ ہیں کہ خدا کی قسم جی چاہتا ہے کے اس کو چوکوں میں لگوا دیا جائے علماء کے لیے، صوفیاء کے لیے، مبلغین کے لیے اور جن کا تعلق کسی اللہ والے سے ہے ان کے لیے۔ سب سے پہلے فرمایا چشم پوشی فرمایئے عیب نہ دیکھیے آپ چشم پوشی کہتے ہیں مثال سے سمجھا تا ہوں کہ

مثال:

آپ دیکھ رہے تھے کسی کو کہ اچانک وہ چلتا ہوا آ رہا تھا تو آپ دیکھ رہے ہیں لیکن اس کا پاؤں جو ہے نالی میں جا گرا ہے تو آپ حالانکہ دیکھ رہے ہیں لیکن ساتھ ہی آپ نے نظر ادھر کر لی ہے کہ اسے یہ لگے کہ میں نے دیکھا ہی نہیں ہے۔ اسے یہ لگے کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا حالانکہ آپ نے دیکھا اور آپ جان گئے کہ گر گیا بیچارا لیکن آپ فوراً نظر کو اس طرح پھیر لیں ادھر ادھر کر لیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھے تو اسے نظر آئے کہ اوہ میری عزت بچ گئی ہے انہوں نے تو دیکھا ہی نہیں مجھے اسے کہتے ہیں چشم پوشی کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن جانا۔ **سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن جانا** (اللہ اکبر)

تو یہ اس قدر جو ہے وہ بڑی عظیم عادت ہے جو کم صوفیوں میں کم نیک لوگوں میں نظر آتی ہے اور دنیاداروں کا تو خیر یہاں سوال ہی پیدا نہیں ناں ہوتا ان کی تو آپ بات ہی چھوڑ دیں وہ تو عیب ڈھونڈتے ہیں وہ تو عیب تلاش کرتے ہیں سارا دن کہ کسی جگہ سے کوئی عیب نظر آئے اور اس کو میڈیا کے اوپر بھی اچھالوں، اخباروں میں بھی ڈالوں، اس کو tv میں بھی ڈالوں اور لاکھوں لوگوں کو بتاؤں کہ یہاں فلاں گناہ ہوا ہے مطلب عام لوگوں کو تو آپ صفحہ ہی ان کا ختم کر دیں وہ تو اس میں ان کی تو بات ہی نہیں ہو رہی یہ بات ہو رہی ہے علماء کی، صوفیاء کی جو حضور کے متدعین ہیں انہیں حکم ہے کہ وہ کسی کا بھی عیب کبھی بھی لوگوں کے سامنے بیان نہ کریں بلکہ خود بھی نظر چھپا جائیں (اللہ اکبر) یہ اتنا اعلیٰ طریقہ ہے میرے نبی علیہ السلام کا کہ آپ بھی آپ ہمیشہ اس پر عمل فرماتے تھے اور آپ ہمیشہ اپنے رب کے حوالے سے آپ نے یہاں ایک حدیث شریف بھی لکھی ہے صاحب

ضیاالنبی نے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے جب یہ کلام جب یہ آیت اتاری تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

حدیث

میرے رب نے مجھے آداب و اخلاق کی تعلیم دی ہے اور خوب دی ہے۔

یعنی مجھے بڑا پیارا اللہ نے ادب سکھایا ہے یعنی حضور جس کے لیے خود تعریف کر دیں کہ یہ مجھے کتنی پیاری بات سکھائی گئی ہے آپ اندازہ کریں کہ وہ کیا ہو گی۔ لوگوں کے عیب چھپانا بہت بڑی نیکی ہے۔ **لوگوں کے عیبوں کو پردہ میں رکھنا کسی کو بتانا نہ بہت بڑی نیکی ہے یہ۔** میں کہتا ہوں کہ ہزاروں نمازیں ایک طرف اور آپ کسی کا عیب چھپا جائیں یہ اس سے بڑا ثواب کا کام ہے چشم پوشی کرنا۔ تو یہاں تو عجیب حالات ہیں کہ لوگ باقاعدہ انتظار کرتے ہیں کہ کبھی کسی کا عیب پتہ چلے تو میں اس کی عیبوں کو لوگوں کو بتاؤں اور عورتوں کے حوالے سے تو معاملہ اس قدر خطرناک ہو چکا ہے کہ اس میں تو بڑی بڑی صوفیاء پھنسی ہوئی ہیں، ذکر کرنے والیاں، نماز پڑھنے والیاں، درود پڑھنے والیاں لیکن جونہی کسی کا عیب دیکھیں گی تو منہ پھٹ ہو جائیں گی یہ بہت مشکل کام ہے کسی کے عیب کو ہضم کرنا مشکل کام ہے لیکن جو یہ کر لے ولایت اس کے لیے تیار ہے ولی بننا مشکل نہیں ہے اس کے لیے ولی اسے کہتے ہیں وہ لوگوں کے عیب چھپاتی ہے (اللہ اکبر) تو

فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ

اے نبی ان سے چشم پوشی فرمایئے آپ نہ دیکھئے جو بھی کر رہے ہیں کرنے دیں آپ اپنا دھیان کسی اور طرف رکھیں ایک تو پہلا اصول یہ بتایا گیا کہ جب آپ لوگوں کے عیبوں سے

نظر اٹھالیں گے ناں تو لوگ آپ سے ملنے میں،لوگ آپ کے پاس بیٹھنے میں شرمندگی محسوس نہیں کریں گے۔بھئی آپ ایک عالم دین ہیں آپ ایک عالمہ ہیں آپ نے قرآن، حدیث اچھی باتیں اگر سیکھانی ہیں اور لوگ ہی آپ سے دور رہتے ہیں لوگ ہی آپ کے قریب بیٹھنا پسند نہیں کرتے تو کس کو سیکھانا ہے قرآن حدیث؟ کون آئے گا تیرے پاس؟ اگر تو لوگوں کے عیبوں کو چھپائے گی نہیں لوگوں کے عیبوں کو اچھال دے گی تو کوئی تیرے قریب بیٹھنا پسند نہیں کرے گا یہی سوچیں گے کہ اس کو تو میرے فلاں عیب کا بھی پتہ ہے اس نے بتا بھی دیا تھا تو اب کس منہ سے اس کے پاس بیٹھوں وہ کبھی بھی نہیں بیٹھے گی آپ کے پاس اور اگر آپ نے اسے چھپا دیا اور آپ نے اس کو پتہ بھی نہیں چلنے دیا مجھے پتہ ہے تو وہ تو اسی محبت سے آئے گی ناں وہ تو یہی جانے گی کہ میرے عیبوں کا انہیں علم ہی نہیں ہے لہذا پیار سے محبت سے آؤں گی بیٹھوں گی تو یہ پہلا اصول اللہ نے بڑا پیارا دیا اپنے نبی کو لیکن اس کے پیچھے بہت بڑا پیغام بھی دے دیا کہ اس طرح اگر آپ کریں گے تو یہ لوگ آپ سے جو ہے وہ بھاگیں گے نہیں بلکہ آپ کے قریب آئیں گے کیونکہ آپ ان کے عیب چھپاتے ہیں(اللہ اکبر)

بہت سارے اللہ والوں سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے مریدوں کے عیب چھپائے اپنے بچوں کے عیب چھپائے،اپنی جو ہے وہ طریقت کے چلنے والوں اور اسی طرح دیگر بھی عیب چھپانے میں ماہر لوگ ہیں یہ اور یہ ذکر بھی نہیں کرتے کبھی کسی سے اتنی بڑی جو ہے وہ سعادت اللہ جسے دے دے کہ وہ عیب چھپانے والی بن جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اللہ تعالی تک جانے کے لیے اب کوئی چیز روک نہیں سکتی آغاز ہو گیا لیکن اس عادت کو develope کرنا چاہیے ذہن بنانا چاہیے کہ مجھے جب بھی کوئی عیب کسی کا پتہ چلے گا تو میں اسے چھپاؤں گی اور اس کو کسی سے بھی ذکر نہیں کروں گی بلکہ اچھے الفاظ میں بیان کروں گی اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا تو میں یہی کہوں گی کہ وہ بہت اچھا ہے فلاں بہت اچھی ہے چلو ایک ہے مسئلہ لیکن اللہ کرے وہ ٹھیک ہو جائے گا positive چیزیں بیان کریں negative چیزوں کو چھپا جائیں آپ positive چیزیں بیان کر دیں negative چیزوں کو چھپا جائیں آپ دیکھیں گی کہ اللہ تعالی معاملات بہتر فرما دے گا۔**تو یہ عادت دعا کریں اللہ ہمیں عطا کرے کہ ہم لوگوں کے عیبوں کو چھپایا کریں اور یہ practical** ہے لفظوں سے نہیں ہوتا ہر روز کوئی نا کوئی موقع ہمیں ملتا ہے ہم کہیں نا کہیں کوئی بھی بات کر سکتے ہیں اس وقت اپنی زبان کو روک لینا یہ بہت بڑی سعادت ہے لیکن اصلاح کے لیے بھی اگر آپ چاہتی ہیں کہ نہیں میں تو اصلاح کرنا چاہتی ہوں تو پھر آگے ایک اور بات بھی آرہی ہے میں وہ بھی عرض کر دوں گا کہ اللہ نے اپنے نبی کو مبلغین کے پیرائے میں کتنی پیاری باتیں سیکھائی ہیں(اللہ اکبر)

واقعہ:

اسی طرح ایک بزرگ تھے تو ان کے مرید نے اس سے کوئی غلطی ہو گئی،کوئی کوتاہی ہو گئی،کوئی جرم ہو گیا تو اب وہ جو ہے جانتا تھا کہ حضرت کو علم ہو چکا ہے تو نہ آیا کافی عرصہ نہ آیا تو آپ نے پیغام بھیجا کہ آپ کافی عرصہ سے غیر حاضر ہیں کیا وجہ ہے؟ تو جواب آیا حضور میں بہت شرمندہ ہوں مجھ سے ظلم ہوا ہے،مجھ سے فلاں گناہ ہو گیا ہے اور فلاں میں نے کوتاہی کر دی تھی تو مجھے یہ بھی علم ہے کہ آپ کو بھی پتہ ہے لہذا مجھے شرم بہت آتی ہے میں کس طرح آپ کا سامنا کروں تو انہوں نے جواب میں بڑا پیارا جملہ لکھ کے بھیج دیا انہوں نے

ارشاد فرمایا:

بیٹا!بات یہ ہے کہ اگر تو آکے ہمارے عیبوں کا پتہ کرے تو ہمارے عیب اتنے ہیں کہ ہم تو زمین پہ جب چلتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے اتنے عیبوں کے باوجود ہمیں چلنے کی زمین کے اوپر اجازت دی ہوئی ہے تو تو تو پھر بھی ایک عیب کر کے بیٹھا ہوا ہے ہمارے عیب اس سے کہیں زیادہ ہیں تو آجا میں تو اپنے ہی عیبوں سے فارغ نہیں ہوا تیرے عیبوں کو کیسے دیکھوں گا۔

تو انسان کو اپنے عیب سے ہی فرصت ملے تو وہ دوسروں کو دیکھے تو جو لوگ دوسروں کے عیب دیکھتے ہیں لازمی بات ہے کہ وہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتے۔یہ ایک سیدھی سی بات ہے کہ اگر آپ نے دوسرے کا عیب دیکھا اتنی دیر کے لیے آپ نے اپنی طرف سے نظر اٹھالی اور **طریقت میں اس سے بڑا جرم نہیں ہے** کہ آپ کسی کا عیب لوگوں کو بتائیں۔یہ کسی کو پتہ چل گیا ہے تو اس کو نشر کر دے۔طریقت میں اس کو اتنا نقصان ہو جاتا ہے کہ شاید دوبارہ کبھی بھی اس مقام پہ وہ نہ آسکے جس مقام پہ وہ پہلے کھڑی تھی لیکن چونکہ عیب بتایا اور اس کو جرم ہی نہیں لوگ سمجھتے۔مثلا اس کو کوئی گناہ نہیں سمجھتے آپ کسی کا عیب بتا دیں کسی کو اے کیڑا گناہ اے کوئی مسئلہ نہیں پھر کیا ہو گیا **حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:**

حدیث:

اگر تمہاری زبان سے کوئی ایسا جملہ نکلتا ہے جو اللہ کو ناپسند ہو تو اللہ تعالی اس جملے کی نحوست کی وجہ سے تجھے دوزخ کی اس گہرائی میں پھینک دیتا ہے کہ تجھے علم بھی نہیں ہوتا اور فرمایا جو لوگوں کے عیب چھپاتا ہے اللہ پھر اس کے بھی عیب چھپاتا ہے۔ جو لوگوں کے عیب نشر کرتا ہے اللہ اس کے عیب نشر کر دیتا ہے۔

عَنْهُمْ نصیحت کرتے رہیں دوسرا لفظ اچھا عیبوں کا بھی پتہ ہے سارا کچھ جانتے ہیں لیکن اس کو اللہ اللہ بھی کروانی ہے، اس کو درس بھی دینے ہیں، اس کو اچھی باتیں پھر بھی سمجھانی ہیں۔ مایوس نہیں ہو جاتے کہ یہ تو ٹھیک ہی نہیں ہو سکتا لہذا اسے قرآن کیوں سیکھاؤں، اسے کیوں نیکیاں سیکھاؤں، اسے کیوں اللہ اللہ سیکھاؤں یہ نہیں صحیح ہو سکتی تو لہذا اس کو پھر راستے پہ لانے کا کوئی رستہ باقی نہیں رہا اور وہ دوزخی ہو گئی ضائع ہو گئی لیکن آقا ﷺ کو اللہ حکم دے رہا کہ نہیں آپ نے چشم پوشی بھی کرنی ہے اور ساتھ ساتھ ان کو قرآن، نیکیاں، نماز پڑھاتے جائیں آپ۔ آپ جاری رکھیں اپنا کام۔ آپ نہ پیچھے ہٹیں۔ کوئی آتا ہے نہیں آتا ہے، کوئی بیٹھتا ہے نہیں بیٹھتا ہے کوئی چلا جاتا ہے جائے آپ اپنا کام جاری نصیحت کرتے رہیں۔ **یہاں نصیحت سے مراد کیا ہے؟ درس قرآن۔ نصیحت سے مراد کیا ہے؟ جمعہ۔ نصیحت سے مراد کیا ہے؟** sittings محفلیں وہ جاری رکھیں آپ ان کو نہ چھوڑیں کتنے ہی گناہ گار کیوں ناں ہوں آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ اللہ اکبر۔ اور آگے تیسرا اصول جو بیان کر دیا وہ سب سے قیمتی ہے

اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا

اور انہیں تنہائی میں اچھی بات کہیں آپ اگر کسی کو درست کرنا چاہیں کسی کو چاہیں کہ وہ بہت نیک رہے اللہ اسے سعادت دے دے گناہ سے باز آ جائے اسے کبھی بھی لوگوں کے درمیان نہیں کہنا چاہیے کہیں آپ بیٹھے ہوئے ہیں بات ہو رہی ہے تو لوگوں کے درمیان ہی گفتگو شروع کر دی کہ فلاں یہ جرم کرتی ہے فلاں کے اندر یہ بری عادت ہے سمجھیں کہ آپ نے اس کی ہدایت کا راستہ بند کر دیا اب وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی بے عزتی ہو چکی اصول یہی ہے کہ آپ اسے تنہائی میں لے جائیں اکیلے میں بات کریں پیار سے بات کریں اور یہ بھی کہا صرف بات نہیں کرنی مئوثر بات کرنی ہے اثر والی بات کرنی ہے۔

واقعہ:

ایسے کسی جگہ حاضری کی سعادت ملی تو والد صاحب فرمانے لگے کہ میرا بیٹا ہے تو بہت نالائق ہے بہت زیادہ تنگ کرتا ہے تو اب میں بلاتا ہوں تو آپ ذرا اسے نصیحت کیجئے کہ ٹھیک ہو جائے ہمیں تنگ نہ کیا کرے ماں اس سے دکھی ہے باپ بھی دکھی ہے سارے دکھی ہیں تو آپ ذرا اسے اگر کہیں گے تو آپ آئے ہیں اللہ آپ کی زبان سے اس پہ سچا اثر پیدا ہو اور ٹھیک ہو جائے میں نے کہا جی بلائیے میرا ذہن یہی تھا کہ وہ آئے گا تو میں اسے ایک side پہ لے جاؤں گا اکیلے میں تو معاملہ حل ہو جائے گا اب وہ جونہی اندر آیا والد صاحب شروع ہو گئے یہ ہے ہی بیوقوف اے ہے ہی جاہل اے ہے ہی غلط یہ تو بلکل ہی اس کو تو عقل موت ہی کوئی نہیں اس جیسا تو بدتمیز ہے ہی کوئی نہیں حضرت یہ ہے ہی ایسا اب میں سر جھکا کے سب سن رہا ہوں اس بچے ایک رنگ اڑ رہا ہے ایک جا رہا ہے ایک آ رہا ہے ایک جا رہا ہے میں نے پھر خود ہی کہا میں نے کہا اچھا آپ ذرا خاموش ہو جائیں تو بچے کو میں نے کہا بیٹا تم ذرا جاؤ وہ چلا گیا **میں نے عرض کی میں نے کہا محترم آپ نے اپنے بچے کی ہدایت کا دروازہ خود اپنے ہاتھوں سے ہی بند کر دیا ہے** اب یہ کبھی ٹھیک نہیں ہو گا میں قرآن گھول کے بھی پلا دوں ناں تو آپ نے جو اس کے عزت نفس کو میرے سامنے اپنے پاؤں کے نیچے روندا ہے اب وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو گا اسے پیار سے اور تنہائی میں لے جانے کا حکم تھا میں وہی کرنے لگا تھا آپ نے صبر ہی نہیں کیا۔

تو عام طور پہ ماں باپ کی یہی عادت ہوتی ہے وہ چاہتے یہی ہیں کہ ان کی اولاد نیک ہو جائے لیکن پوری شادی کے ہال میں بے عزتی شروع کر دیں گے اور رشتہ داروں کے درمیان بیٹھ کے لعن طعن شروع ہو جائے گی تو اس سے اس سے کیا ٹھیک ہو سکتا ہے تو ایک مبلغ کو یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ نے اگر کسی کو چاہتے ہیں کہ وہ نیکی کے رستے پہ آئے تو تنہائی میں لے جا کے بات کریں۔ عیبوں کو تنہائی میں دھونے کا حکم ہے لوگوں کے سامنے نہیں لوگوں کے سامنے کبھی نہ ایسا کیا جائے بلکہ تنہائی میں بات کی جائے تو یہ تینوں اصول ایک مبلغ کے لیے لازمی ہیں آپ کو جس سے مسئلہ ہے اس کو لوگوں کے سامنے نہ discuss کریں لوگوں کے سامنے نہ بات کریں اسے یہ کہیں ذرا پانچ منٹ کے لیے ذرا میں ایک بات کرنی ہے ذرا ادھر آ جائیں بس بات کر لیں ختم ہو جائے گا مسئلہ لوگوں کے سامنے کھول دیں گے تو اس سے کبھی بھی مسائل حل نہیں ہوتے بڑھ جاتے ہیں (اللہ اکبر)

تو آقا علیہ السلام کو تینوں حکم چشم پوشی کرنے کا، نصیحت کرتے رہنے کا اور اسی طرح تنہائی میں بات کرنے کا اللہ نے خود حکم فرمایا ہے کہ آپ ایسا کیجیے (اللہ اکبر)

اس سے اگلی آیت

آیت #64

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ط وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡظَّلَمُوۡ آ اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡ االلّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَلَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًاO

ارشاد فرمایا:

ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی لیے بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے اللہ کے حکم سے اور اے نبی اگر یہ لوگ ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر تو حاضر ہو تے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ سے اور آپ بھی اور رسول بھی اللہ سے مغفرت طلب کرتا تو وہ ضرور پا لیتے اللہ کو کہ وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم والا ہے۔ کہ اے نبی یہ جتنے لوگ گناہگار ہیں اگر یہ آپ کے پاس آجاتے اور آپ کے پاس آ کے توبہ کرتے اور پھر آپ بھی ان کے لیے مجھے سفارش کر دیتے بتا دیتے مجھے کہہ دیتے تو آپ دیکھتے کہ میں ان کی توبہ بھی قبول کر لیتا اور ان پہ رحم بھی کر دیتا (سبحان اللہ)

حضور علیہ السلام کی زندگی کے اوپر ایک دلیل اور آپ کا زندہ نبی ہونے کا ایک بہت بڑا ایک چمکتا ہوا یہ ایک سورج ہے جو آیت میں نے پڑھی ہے۔ اس آیت سے بہت ساری چیزیں ثابت ہوتی ہیں میں کوشش کروں گا کہ اپنے بساط کے مطابق اس کو آپ کے سامنے پیش کروں۔

ایک تو اللہ تعالی نے اس میں یہ بات بیان فرمائی کہ ہر رسول کی اطاعت کوئی رسول جو بھی آتا ہے اس کی اطاعت کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ اللہ کا حکم ہے کہ اس کی جائے ایک تو اللہ نے یہ کہہ دیا کہ نبی کو بھیجا ہی اطاعت کرنے کے لیے جاتا ہے **نیرا میلا دمنانے** کے لیے نبی نہیں بھیجا جاتے جیسا ہم نے کیا ہوا ہے عام طور پہ نبی کو **بِاِذۡنِ اللّٰهِ** اطاعت کے لیے بھیجا جاتا ہے، ہم نے صرف حضور کو میلا د منانے کے لیے رکھا ہوا ہے عمل کے لیے کوئی نہیں **تو فرمایا کہ اطاعت کی جائے اس کا حکم مانا جائے اس کے پیچھے چلا جائے آگے فرمایا اور اگر یہ لوگ ظلم کر بیٹھے اپنے آپ پر تو یہ آپ کے پاس کیوں نہیں آتے آپ کے پاس آجائیں۔** اب اس آیت سے چونکہ آپ ماشاءاللہ گذشتہ سال ہو گیا ہے آپ کو قرآن پاک کے ساتھ وقت گزر رہا ہے اب آپ کو یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ قرآن پاک کی آیات کا ایک اپنا اصلوب ہوتا ہے ایک طریقہ ہوتا ہے اس میں اللہ تعالی بڑا واضح حکم فرما رہے ہیں کہ جب بھی کوئی اپنی جان پہ ظلم کر بیٹھے یاد رکھیے

ظَّلَمُوۡ آ اَنۡفُسَهُمۡ

وہ گناہ ہوتا ہے جو انسان اپنے نفس کے بہانے میں آ کے کرتا ہے اپنے نفس کے ابھارنے پہ جتنے گناہ کیے جاتے ہیں انہیں **ظَّلَمُوۡ آ اَنۡفُسَهُمۡ** کہتے ہیں جسے انسان اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کے کرتا ہے اس سے کسی نے کروایا نہیں ہے خود کیا ہے اس نے جتنے بھی بڑے گناہ ہیں کوئی بھی نام لے لیں وہ سارے اس میں آئیں گے **ظَّلَمُوۡ آ اَنۡفُسَهُمۡ** قتل، سود، شراب، چوری بڑے گناہ اگر خود کیے ہیں اپنے نفس کے جھانسے میں آ کے کیے تو اسے **ظَّلَمُوۡ آ اَنۡفُسَهُمۡ** کہتے ہیں تو اللہ فرما رہا کہ جتنے گناہ اگر تم سے کوئی بھی ہو گیا ہے کوئی مسئلہ نہیں پریشان کیوں ہو **جَآءُوۡكَ** میرے نبی کے پاس چلے جاؤ (سبحان اللہ)

میرے نبی کی خدمت میں چلے جاؤ جَآءُوۡكَ مولا حضور تو آج ہے ہی نہیں چودہ سو سال پہلے وہ وصال ہو چکا اب کدھر جائیں؟ **آپ نے فرمایا نبی کے پاس جاؤ تو اس سے دو چیزیں ثابت ہوئیں۔**

ایک تو یہ کہ ایسی آیت قرآن میں آ ہی نہیں سکتی جس کا حکم کچھ دیر کے لیے ہوتا ہے قرآن کی ہر آیت کا حکم قیامت تک کے لیے ہے یہ کتاب دو چار دنوں کے لیے نازل نہیں ہوئی

، یہ کتاب چند مہینوں کے لیے، چند سالوں کے لیے نازل نہیں ہوئی، یہ کتاب صرف مدینے اور مکے کے لیے نازل نہیں ہوئی، یہ کتاب صرف چند انسانوں کے لیے نازل نہیں ہوئی ، یہ سارے انسانوں کے لیے، سارے جہان کے لیے اور قیامت تک کے لیے نازل ہوئی ہے۔ یہ کبھی بھی کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ قرآن کی کسی آیت کا حکم تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے اس کے بعد اس آیت کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔ اب آپ کے سامنے یہ آیت لکھی ہے اب آپ خود اپنے دماغ، اپنا دل، اپنی سوچ کو دعوت دیں کہ اللہ کیوں کہے گا ایسی آیت ایسی آیت کیوں قرآن میں درج فرمائے گا جس کا حکم ہی آج پورا نہیں ہو سکتا باقی ہر حکم پورا ہو رہا ہے یہ کہاں پورا کریں ہم مولا تو کہہ رہا ہے نبی کے پاس جاؤ اگر تم سے گناہ ہو جائے تو نبی تو جا چکا وصال ہو گیا آواز آتی ہے نہیں سمجھو نبی صرف نظر نہیں آ رہا ہے وہ تمہارے قریب ہی۔ ہے وہ تمہارے قریب ہی پاس ہی **بزرگوں نے ایک بڑی خوبصورت بات لکھی ہے کہ کسی بزرگ کو آقا علیہ السلام کی زیارت ہوئی بڑے مشہور بزرگ ہیں** نام میرے ذہن سے اتر گیا اللہ ابھی یاد آ جاتا ہے زیارت ہوئی تو انہوں نے پوچھ لیا انہوں نے کہا حضور مسئلہ ختم کر دیں میلاد ہم مناتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کس کا میلاد مناتے ہو وہ تو فوت ہو چکا ہے وہ تو جا چکا ہے دنیا سے تو حضور آپ میلاد کی محفلوں میں آ جایا کریں ناں نظر آیا کریں لوگوں کو آپ میلاد کی محفلوں میں آ جایا کریں مسئلہ ہی ختم ہو جائے لوگ آپ کو دیکھ کہ راضی ہو جائیں اور سارے سوالوں کے جواب بھی مل جائیں ہم جو کہتے ہیں یہ نبی کی محفل ہے، یہ نبی کی محفل ہے تو آپ آ جایا کریں ناں بڑی سادہ سی بات ہے اور بڑا اچھا سوال کیا گیا کہ حضور آپ تشریف لے آیا کریں آپ ہی کی محفلیں ہیں تو آ جائیں گے تو ہمارے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے میرے نبی علیہ السلام نے بڑا خوبصورت جواب دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

اگر ہم ہر محفل میلاد میں نظر آ جائیں تو پھر تمہارا امتحان کیسے ہو گا؟

نظر بھی نہیں آتے اور ماننا بھی ہے کہ ہیں۔ نظر بھی نہیں آتے اور ماننا بھی ہے تو اگر دیکھ کے مانا تو کیا مانا قرآن میں نے مومنین کی ایک صفت بیان کی ہے

الم ذلک الکتب لا ریب فیح ھد ی للمتقین الذین یومنون بالغیب

مومن وہ ہے جو غائب پہ ایمان رکھتے ہیں جو نظر نہیں آتا مومن کون ہے بولیئے جو نظر نہیں آتا اس پہ ایمان رکھتے ہیں دیکھے ہوئے سے کیا مانتے ہو بھئی دیکھ لیا تو کیا مانا

(اللہ اکبر)

واقعہ حضرت بہلول دانا رحمتہ اللہ علیہ

حضرت بہلول دانا رحمتہ اللہ علیہ آپ کامل ولیوں میں سے ہیں اور خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں تھے آپ ہارون الرشید جو ہے یہ نکلا کسی جگہ جانے کے لیے تو اس کی اہلیہ بھی اس کے ساتھ تھی ملکہ تو راستے میں دریا کے کنارے سے اس کی سواری گزر رہی تھی کہ حضرت بہلول دانا جو ہیں انہوں نے چھوٹے چھوٹے گھر بنائے ہوئے تھے ریت کے جس طرح بچے نہیں ریت کے اندر پاؤں ڈال کے گھر بناتے پھر پاؤں باہر نکال لیتے وہ گھر بنا رہتا ہے ایسے گھر بنائے ہوئے اور اونچی آواز لگا کے کہہ رہے ہیں کہ کوئی ہے جو جنت کا محل ایک درہم میں خریدے، ایک درہم میں جنت کا محل، ایک درہم میں جنت کا محل تو ہارون الرشید مسکرایا کمال ہے پاؤں سے بنا رہے ہیں ریت کے گھر اور کہہ رہے ہیں جنت کے گھر ہیں فرمایا ٹھیک ہے آپ نکل رہے تو بیوی آپ کی رک گئی بعض لوگ ہوتے ہیں ان کی بیویاں زیادہ عقل مند ہوتی ہیں تو وہ سمجھ گئی اس نے کہا کہ حضور یہ ایک مجھے دے دیں آپ نے کہا ویسے دے دیں درہم آپ لیکن یہ آپ کیا کر رہی ہیں اس گھر کو کیا کرنا ہے آپ نے کہا بس رہنے دیں ناں جو میں کہہ رہی ہوں مجھے کرنے دیں آپ ایک درہم دے دیا اور فرمایا بہلول دانا جا تجھے اللہ نے جنت میں محل دیا تو خیر نکل گئے رات ہوئی سوئے تو خلیفہ ہارون الرشید خواب میں دیکھتا ہے کہ جنت کا ماحول ہے بڑا پیارا باغ بہترین خوبصورت جگہ قریب ایک بڑا پیارا اعلی شان محل بنا ہوا ہے تو جی میں خیال آتا ہے جاؤں تو سہی اتنا پیارا گھر ہے اندر جاؤں تو قریب جاتا ہے تو اوپر لکھا ہوتا ہے ملکہ زبیدہ کا گھر تو بڑا خوش ہوتے ہیں کہ یہ تو میری بیوی ہے تو اندر جانے لگتے ہیں تو باہر جو فرشتہ موجود ہوتا ہے وہ روک دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے آپ اندر نہیں جا سکتے انہوں نے کہا یہ میری بیوی ہے کہا بیوی تھی وہ دنیا میں یہاں کوئی بیوی نہیں ہے وہ دنیا میں ہے یہ جنت ہے یہاں جو جس کا ہے وہ اسی جگہ رہتا ہے تو اندر نہیں جا سکتے ابھی یہ دیکھا ہی تھا کہ ہڑ بڑا کے اٹھ بیٹھے دیکھا کہ دنیا سو یا ہوا ہوں بستر پہ اسی وقت سرپٹ گھوڑا نکالا بھاگتے ہوئے دریا کی طرف حضرت بہلول دانا جو ہیں اسی طرح بیٹھے ہوئے ہیں اور گھر بنا کے بیچ رہے ہیں ہے کوئی ایک درہم میں جنت کا گھر لے لے۔ او پوری تھیلی درہموں کی پیش کر دی یہ مجھے گھر دے دیں سارے کہا اب تجھے تو نہیں دوں گا اب تو دیکھ کے آیا ہے تو دیکھ کے آ گیا ہے تجھے نہیں ملنا آپ پاؤں پہ پڑ گئے کہا خدا کے لئے کہا نہیں ساری دنیا مانگے اسے دوں گا تجھے نہیں دوں گا۔ تو دیکھ کے آیا ہے۔

تو یاد رکھیے کہ مومنین کی مثال ہی **یو منون بالغیب** پہ ہے ہماری مثال یہ نہیں کہ ہم دیکھیں پہلے ۔ہم موسی کی قوم نہیں ہیں، موسی کی قوم نے کہا تھا اے موسی خدا دیکھا ناں پہلے پہلے خدا دیکھا ناں پھر ہم تیرے خدا کو مانے گے تو آپ نے بڑا سمجھایا کہ دیکھو وہ بڑی اعلی ہستی ہے تم نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ ضد یں پڑ گئیں دیکھاؤ ہمیں دیکھاؤ جیسے ہمیں بہت سارے لوگ کہتے قرآن سے دیکھاؤ میلاد، قرآن سے دیکھاؤ۔ بھئی دیکھا دیا تو قیامت کے دن جو تمہیں عذاب سہنا پڑے گا ناں بہتر نہ پوچھا کرو یہ آیتیں خاموش رہنا ہی بہتر ہے ۔دیکھاؤ ہمیں دیکھاؤ کہاں لکھا ہے، دیکھاؤ کدھر ثبوت ہے؟ بھئی دیکھے ہوئے پہ کام کیا تو کیا کیا؟ **یو منون بالغیب** قرآن کہتا ہے کہ ایمان والے غیب پہ ایمان رکھتے ہیں تو موسی کی قوم نہیں ہم محمد کی قوم ہیں ۔ہم اس نبی کی قوم ہیں، جو بن دیکھے ایمان لاتی ہے، بن دیکھے حضور سے پیار ہے (اللہ اکبر)

قوم موسی کا واقعہ:

اچھا تو وہ موسی کی قوم نے جب کہا آپ نے فرمایا ٹھیک ہے ضد پڑ گئی جب قوم تو کوہ طور پہ تشریف لے گئے فرمایا کہ مولا کرم فرما فرمایا اچھا میرا دیدار کرنا ہے تو میرا دیدار سارے تو نہیں کر سکتے پھر اپنی قوم میں سے چالیس لوگ منتخب کرو جو نیکوں کے سردار ہیں انہیں لے آؤ ہرا یرا غیرا میرا دیدار بولیئے نہیں کر سکتا اس لئے کہ میں جس سے کلام کرلوں وہ نبی بن جاتا ہے، میں تو جس سے بات کرلوں وہ نبی بن جاتا ہے، تو میں جس کو دیدار کرادوں تو اس کا کیا حال ہوگا عام لوگ نہیں دیکھ سکیں گے اے موسی چالیس لوگ منتخب کر وکر لیے آگئے مولی حاضر ہیں دیدار کی سعادت دے فرمایا اچھا اب دیدار نہیں کراتا ذرا ٹیسٹ کر لیتے ہیں چھوٹا سا ۔چھوٹا سا ٹیسٹ کر لیتے ہیں کہ تم بھی سکتے ہو کہ نہیں میں اپنا عکس، اپنی تجلی، اپنا رفلیکشن یہ سامنے پہاڑ پہ ڈالنے لگا ہوں اور پر نہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف دیکھو ذرا ٹیسٹ ہو جائے گا کہ تم دیکھ بھی سکتے ہو کہ نہیں دیکھ سکتے ہو اللہ نے تجلی اس پہاڑ پہ ڈالی **قرآن آگے گواہ ہے پورا واقعہ قرآن میں درج ہے وہ تجلی جب پڑی وہ پہاڑ اللہ کے رعب سے، ہیبت سے سرمہ بن گیا کالا سیاہ ہو گیا اور یہ سارے جب انہوں نے دیکھا تو اللہ کا اتنا نور اتنی تجلی تھی کہ یہ سارے اس نور کو برداشت نہ کر سکے سارے مر گئے موسی علیہ السلام چونکہ نبی تھے آپ بے ہوش ہو گئے اللہ نے آپ کو ہوش دلایا تو اٹھے تو عرض کی مولا** میں یہ عرض واپس لیتا ہوں تو بڑا اعلی، بڑا بزرگ، بڑا برتر ہے آج مجھے یقین آ گیا کہ تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا لیکن مولا یہ جو زندہ کر دے اگر تو بہتر ہے یہ تو پہلے ہی میرے پیچھے پڑے ہوئے تھے یہ بھی اگر مر گئے میں واپس چلا گیا تو میری قوم تو پہلے ہی میری جان نہیں چھوڑتی تو ان کو زندہ کر دے تو اللہ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔تو جو کہتے ہیں نا ہمیں دکھاؤ، ہمیں دکھاؤ، دکھاؤ، دکھاؤ وہ نہیں دیکھ سکتے حضور کو تو **لہذا بزرگوں نے لکھا کہ آقا علیہ السلام کی ہر محفل میں حضور موجود ہوتے ہیں اور اگر موجود نہ ہوں تو مدینہ شریف سے توجہ فرماتے ہیں ان** دونوں میں سے ایک کام ضرور ہوتا ہے لیکن سب کے لیے نہیں سارے ایک جیسے ہو جائیں تو پھر اللہ کو اور چاہیے کیا سارے ایک جیسے نہیں ہوتے پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں تو اس لیے حد کر دی کہ **اے نبی تیری تو مقام اور حیثیت یہ ہے کہ اگر کوئی ظلم کر بیٹھے اپنی جانوں پر تو تیرے پاس آجائے حضور آپ آج نہیں ہیں تو پھر کہا جائیں فرمایا منہ کر لو مدینے شریف کی طرف منہ مدینے کی طرف کر کہ نبی کا تصور کر و ہاتھ اٹھاؤ مولا تیرا نبی موجود ہے میں اپنے فلاں فلاں جرم پہ، فلاں ظلم پہ نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوتی ہوں اور توبہ کرتی ہوں آپ دیکھئیے گا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوں گے اور حضور علیہ السلام کی طرف سے محبت کے پیغام بھی آئیں گے** تو ظالموں نے ۔تو ہمیں نور بشر میں پھنسا دیا ناں زندہ ہے مردہ ہے، موجود ہے نہیں ہے، حاضر ہے ناضر ہے، حاضر ہے غیر حاضر ہے اسی میں پھنسا دیا ہمیں قرآن کہہ رہا ہے کہ اے نبی ہے **جَآئُوْکَ** ان کے پاس جاؤ بھئی جب موجود ہی نہیں ان کے پاس کہاں جانا ہے تو پتہ چلا حضور بولیئے موجود ہیں (اللہ اکبر)

اہل دل سے پوچھو، اللہ اکبر اہل دل سے پوچھو شب غم کی سختیاں کوئی اس سے جا کے پوچھے
تیری راہ تکتے تکتے جسے صبح ہو گئی شب غم کو ہم جانیں اور ہمارا خدا جانے
ارے مہ کشوں پہ کیا گزری ہے تیری، بلا جانے

تجھے کیا پتہ ہو کہ جن کو اللہ نے اپنے محبت کی شراب پلائی ہو جسے نبی نے اپنی عشق کا جام پلایا ہو اس کی آنکھیں کیا کیا دیکھتی ہیں وہ اہل نظر، وہ اہل دل جو ہوتے ہیں ہر آن حضور کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ تو چوبیس گھنٹے حضور کی زیارت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میلاد میں کہاں ہوتے ہیں؟ جاتے کہاں ہیں؟ ادھر کہاں ہیں؟ ادھر کہاں؟ یہ سارے وہ لوگ ہیں جن کا

کوئی حقیقت سے تعلق نہیں ہے یہ صرف لفظوں کی بحث میں الجھے ہوئے ہیں اوران کا کوئی حقیقت سے تعلق نہیں ہے۔تو فرمایا حضور کے پاس آ جاؤ حد کردی آ گے فرمایا اچھا مولا ،آ گئے ہم تیرے نبی کی بارگاہ میں پہنچ گئے تصور سے پہنچ گئے کہ ہم مدینہ شریف میں ہیں حضور کے گنبد خضرا کے سامنے ہیں اور آقا علیہ السلام کی سنہری جالیوں کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اگر تو تصور کرلیا تو اچھی بات ہے نہیں تو اللہ توفیق دے تو مدینے چلے جاؤ وہاں جا کے بیٹھ جاؤ آ گئے مولا کیا کریں

فَاسْتَغْفَرُو االلّٰهَ

اب اللہ سے معافی مانگو میں اک آپ سے یہ بات کرنے والا ہوں کہ یہ بات جو میرا خیال ہے صرف سمجھ داروں کو سمجھ آئی گی اس سے پہلے اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ نبی کے پاس چلے جاؤ مولا چلے گئے اب فرما رہا ہے توبہ کرو اللہ سے استغفار کرو مولا یہ گھر نہیں ہوسکتی تھی توبہ،توبہ گھر نہیں ہوسکتی مسلے پہ توبہ کیا خود نہیں ہوسکتی تھی نہیں میرے نبی کے پاس آ کے توبہ کرو مجھے یہ پسند ہے میرے نبی کی خدمت میں آ ؤ ٹھیک ہے مولا کرلیا آ گے

وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ ابھی بھی بخشش نہیں ہوئی ،ابھی بھی گناہ معاف نہیں ہوا تیسری سٹیج **وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ** اب رسول بھی تیری سفارش کرے نبی بھی تیرے لیے استغفار کہہ دے کہ مولا معاف کردے میرا امتی آیا اگر حضور زندہ ہی نہیں ہیں تو استغفار کون کر رہا ہے بھئی اگر حضور موجود ہی نہیں ہیں تو استغفار تیرے کیے کس نے پڑھنا ہے پتہ نہیں کون سی آیتیں پڑھتے ہیں یہ لوگ ،انہیں کس نے قرآن پڑھایا ہے **وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ** رسول بھی تیرے لیے توبہ کردے (اللہ اکبر)

اب complete ہوتی ہے یہاں پر توبہ complete ہوئی **لَوَجَدُو االلّٰهَ** تو پالے گا اللہ کو (سبحان اللہ) تو پالے گا اللہ کو اللہ مل جائے گا تجھے پہلی شرط میں دوبارہ دہراتا ہوں

پہلی شرط نبی کے پاس جاؤ دوسری شرط وہاں بیٹھ کر استغفار کرو تیسری شرط نبی بھی تیری سفارش کردے

تو ساتھ ہی فرمایا

لَوَجَدُو االلّٰهَ اللہ کو پالو گے **تَوَّابًا رَّحِيْمًا** تمہاری توبہ قبول کرنے والا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردینے والا۔

اب اس سے بندہ کیا کلام کرے اور قرآن کی آیت جب سامنے ہے تو اس کے بعد تو کوئی کثر رہ نہیں جاتی بزرگ فرماتے ہیں کہ

یہاں پہ طریقت والوں کے لیے ایک بہت بڑا نقطہ ہے اصل میں انسان کی طریقت میں داخلے کے بعد جو رتبہ اور مقام ہم شیخ کو حاصل ہوتا ہے اگر وہ اس کو کوئی جان جائے جو پیر و مرشد کا درجہ اور مقام ہے اگر اس کو کوئی جان جائے تو اس کے لیے تمام گناہوں کی بخشش بہت آسان ہو جاتی ہے اصل میں شیخ کا جو درہے یا شیخ کا جو شیخ کی جو جگہ ہوتی ہے نبی علیہ السلام کی محبت اور پیار کا مقام وہی ہوتا ہے یوں سمجھ لیں کہ شیخ کی نظروں سے نبی آپ کو دیکھ رہا ہے اور نبی کی نظروں سے خدا آپ کو دیکھ رہا ہے یہ ایک ایسا اصول ہے

جس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا شیخ کی نظریں نبی کی نظریں ہیں اور نبی کی نظریں خدا کی نظریں ہیں۔تو بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے کوئی طریقت میں ہے شیخ و مرشد والی ہے پھر تو ان کی بارگاہ ہی کافی ہے ان کے پاس جانا اور بیٹھ کے ان کے پاس توبہ کرنا سے ہی گناہ بخشے جائیں گے کیونکہ وہ آ گے حضور کی بارگاہ میں عرض کردیں گے اور حضور آ گے اللہ کو سفارش کر دیں گے تو اللہ کے کرم سے اور فضل سے یہ وہ راستہ ہے جو کبھی بھی وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کا تعلق کسی شیخ و مرشد سے نہیں ہے

؎ خاصاں دی گل عاماں اگے نہیں اے مناسب کرنی میٹھی کھیر پکا محمد کتیاں آ گے ترنی

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بارگاہ کو یہ درجہ اور مقام صرف آج کل صرف مدینہ شریف کے اندر ہی نہیں دیا ہوا بلکہ یہ مقام قیامت تک کے لیے ہے۔

مجھے یاد ہے کہ کسی جگہ حاضری تھی تو وہاں مجھ سے ایک شخص بحث میں الجھ پڑا اس نے کہا کہ کوئی جو ہے وہ ایسا نہیں ہوتا کہ حضور آج کسی کے لیے کچھ کرتے ہیں وہ تو اپنی قبر میں ہیں تو میں نے اسے یہی آیت پیش کی میں کیا کہ مجھے تم یہ بتادو کہ اس آیت میں اللہ فرما رہا ہے کہ اللہ کا نبی موجود ہے اور تم جا کے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور توبہ کرو استغفار پڑھو نبی پھر تمہارے لیے سفارش کرے گا اور پھر تم پالو گے اللہ کو اور وہ تمہاری توبہ بھی قبول کرلے گا اور تم پر رحم بھی کردے گا۔

اس کے الفاظ یہ تھے کہ نعوذ باللہ اس کے الفاظ یہ تھے کہ یہ آیت صرف اتنی دیر کے لیے تھی جتنی دیر نبی زندہ تھے اس کے بعد یہ آیت ہے ہی نہیں لہٰذا میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور میں نے ہاتھ جوڑ دیئے کہ مجھے اجازت دے دیں میں آپ سے گفتگو نہیں کرسکتا آپ نے قرآن کی آیت کو قرآن سے ہی نکال دیا ہے کہ کیا یہ آیت صرف اسی وقت کے لیے ہی تھی جس وقت حضور زندہ تھے تو پھر آج کیوں ہے بھئی آج کیوں پڑھ رہے ہیں، ہم، نہیں قرآن کی ہر آیت قیامت تک کے لیے ہے اس کا حکم قیامت تک کے لیے ہے پھر اس سے جب یہ کہا نا تو اس کو میں نے ایک اور مثال دے دی جس سے وہ سمجھ میں تو نہیں آیا نہ اس نے سمجھنا تھا لیکن مجھے تسلی ہوگئی میں نے کہا اچھا پھر قرآن میں ایک اور آیت بھی ہے نماز قائم کرو اور یہ بھی حضور کے دور میں ہی نازل ہوئی تھی آپ نماز پڑھنے کیوں آئیں ہیں مسجد میں وہ تو حضور کے دور میں تھی، جی بول دیں کیوں آئیں ہیں وہ کہنے لگا نہیں یہ آیت تو فرض ہے ناں تو میں نے کہا حد ہوگئی ہاں تو پھر یہ بھی اللہ کا ہی حکم ہے کہ جاؤ نبی کے پاس ادھر اللہ کہہ رہا ہے نماز قائم کرو ادھر اللہ کہہ رہا ہے ایک حکم کو آپ کہہ رہے ہیں مدینے کے لیے ہے اور حضور کے دور کے لیے تھا ایک حکم آپ کہہ رہے ہیں قیامت تک کے لیے ہے کوئی دماغ آپ کا کوئی عقل موت ہے آپ کو اسے سمجھ آگئی کہ میں پھنس گیا ہوں صحیح بات ہے نماز قائم کرو چھوڑ دو پھر تو یہ تو صرف اس دور کے لیے ہے نا نبی کے لیے آئی تھی اور نبی جب دنیا سے چلے گئے تریسٹھ برس کے بعد جب تو کیوں نماز پڑھتے ہو اللہ نے قیامت تک کے لیے نماز کا حکم نازل کیا ہے۔ تو اسی طرح یہ حکم بھی قیامت تک کے لیے ہے کہ کبھی بھی نبی کی بارگاہ میں حاضری دینی ہو آنکھیں بند کریں گنبد خضراء کا تصور کریں، آپ نبی کے پاس ہی پہنچ جائیں گے کوئی ضرورت نہیں (اللہ اکبر)

تو لہٰذا آقا علیہ السلام کا یہ معیار اور حضور آقا علیہ السلام کی یہ عزت جسے اللہ نے ہمیں آج پڑھنے کی سعادت دی ہے اللہ سے دعا ہے اللہ ہمیں عمل کی سعادت عطا فرمایئے اور ہمیں آقا علیہ السلام کی سچی محبت عطا کرے۔ (آمین)

منافقین کی پہچان

صفحہ نمبر ۳۶۴

آیت نمبر ۷۲:

وَاِنَّ مِنۡکُمۡ لَمَنۡ لَّیُبَطِّئَنَّ ج فَاِنۡ اَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ اِذۡ لَمۡ اَکُنۡ مَّعَھُمۡ شَھِیۡدًاO

آیت نمبر ۷۳

وَلَئِنۡ اَصَابَتۡکُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوۡلَنَّ کَاَنۡ لَّمۡ تَکُنۡ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَہٗ مَوَدَّۃٌ یّٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ مَعَھُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا عَظِیۡمًاO

عالم القرآن کورس کی مبارک کلاس ہے اور آج کی ہماری مہمان خصوصی کراچی سے تشریف لائی ہماری صاحبزادی محترمہ ومکرمہ شمائلہ فاروقی صاحبہ آپ کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں یہ سعادت ہے کہ یہ آج کی ہماری کلاس میں شامل ہیں اور اللہ کے قرآن کو سمجھنے کا یہ مبارک سلسلہ ہے اور مبارک موقع جو ہم سب کو اللہ نے عطا کیا ہے اس میں یہ آج ہمارے ساتھ اس کی برکتیں اس کی رحمتیں سمیٹ رہی ہیں

ایں سعادت باز ور باز و نیست

یہ وہ اللہ کا کرم ہے جو انسان کو اپنے جسم کی طاقت سے نہیں ملتا بلکہ یہ بزرگوں کی نگاہ کرم ہوتی ہے اللہ انہیں سلامت رکھے۔ آیت نمبر ۷۲ اور ۷۳ آپ کے سامنے پڑھی۔ سورۃ النساء ہے پانچواں پارہ ہے اور ہماری گفتگو چل رہی تھی پیچھے اللہ تعالی نے منافقین کے حوالے سے ان آیات میں بیان فرمایا ہے

ترجمہ آیت نمبر ۷۲

اور بے شک تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت تو وہ کہیں گے کہ احسان فرمایا ہے اللہ نے مجھ پر کہ میں نہیں تھا تمہارے ساتھ جنگ میں اور اگر ملے تمہیں فضل، فتح اور مال غنیمت اللہ کی مہربانی سے تو ضرور کہیں گے جیسے نہیں تھی تمہارے درمیان ان کے درمیان کوئی دوستی کاش میں بھی ہوتا ان کے ساتھ تو حاصل میں بھی بڑی کامیابی کر لیتا ۔

بہت خوبصورت گفتگو اور بڑا پیارا انداز اللہ تعالیٰ نے منافقین کا طرز عمل اور رویہ جو ہے اس آیت میں اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ایک تو ان کی عادت یہ ہوتی ہے کہ اے نبی تیرے ساتھ چلنے میں دیر لگاتے ہیں سست ہیں اور بہانے ڈھونڈتے ہیں جب تم انہیں کسی جگہ بلاتے ہو کسی جگہ جنگ میں یا کسی آزمائش کے موقع پہ دعوت پیش کرتے ہو کہ آؤ میرے ساتھ چلو تو یہ سارے بہانے بناتے ہیں دیر کر دیتے ہیں اور اگر بعد میں جنگ میں نقصان ہو جائے یا بعد میں کوئی مسئلہ بنے تو پھر وہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں دیکھا میں نہیں ناں گیا تھا وہاں اچھا ہوا نہیں گیا تم سارے دیکھو کتنے نقصان میں گئے کتنا پریشانی اٹھانی پڑی میں آرام سے گھر بیٹھا رہا مجھے کوئی مسئلہ نہیں آیا۔ تو یہ منافقین کا ایک رویہ ہے جو اللہ نے قرآن میں درج فرمایا۔

آج بھی لوگوں کا یہی رویہ ہوتا ہے عام طور پہ اور یاد رکھیے کہ نیکی دو قسم کی ہوتی ہے

ایک نیکی ہے جسے عظیمت کہتے ہیں اور

ایک نیکی ہوتی ہے جسے جو ہے آپ رخصت کہتے ہیں

عظیمت اور رخصت یہ دو قسم کی نیکیاں ہوتی ہیں سمجھدار اور اللہ کے مکربین جو ہوتے ہیں وہ رخصت والی نیکی نہیں کرتے وہ عظیمت والی نیکی کو اختیار کرتے ہیں جس میں عظیمت ہو ۔تو عام طور پہ لوگوں کا یہی رویہ ہے کہ وہ رخصت کی طرف زیادہ دھیان کرتے ہیں اگر جو ہے وہ کوئی ایسا معاملہ بن گیا ہے جس میں نیکی مشکل ہے تو عام لوگ نیکی چھوڑ دیتے ہیں

کیونکہ نیکی کرنا مشکل ہو گیا ہے جبکہ مکربین اور جونہیں اللہ نے اعلیٰ صفات دی ہوتی ہیں وہ اس مشکل نیکی کو کرنا پسند کرتے ہیں اور وہ اس مشکل نیکی کی طرف خود جاتے ہیں کہ مولا تیرا کرم تو یہیں سے ملے گا جبکہ دوسرے لوگ رخصت کی طرف دھیان رکھتے ہیں تو یہ منافقین کا ایک رویہ ہے کہ وہ رخصت کی طرف دھیان رکھتے ہیں کسی طرح چھٹی مل جائے مجھے نہ ہی جانا پڑے نہ ہی مجھے کوئی ایسا معاملہ بنے اللہ کرے کہ مجھے کوئی یاد ہی نہ کرے تو ایسے معاملات میں کبھی بھی درجے نہیں ملتے بلندیاں اللہ تعالیٰ انہیں دیتا ہے جو عظیمت والی نیکیوں کو سرانجام دیتے ہیں بلند درجے آسانیوں سے نہیں آتے اللہ کا قرب اور اللہ کی رحمتیں آسانیاں ڈھونڈنے والوں کو نہیں ملا کرتیں۔ جیسے

ابو بن عدم آپ رات کو سونے لگے تو آواز آئی کہ جیسے کوئی چھت پہ دوڑ رہا ہے چھت پہ گئے بادشاہ وقت تھے دیکھا کہ ایک شخص جو ہے وہ چھت پہ ادھر ادھر بھاگتا پھرتا ہے آپ نے اس سے پوچھا کون ہو اور یہاں کیا لینے آئے ہو؟ تو وہ کہنے لگا کہ میں اپنا اونٹ تلاش کر رہا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ بھئی تو عجیب انسان ہے اونٹ چھت پہ کہاں ملتا ہے؟ اونٹ تو زمین پہ ہوگا جاؤ نیچے جا کے ڈھونڈو کسی کی چھت پہ چڑھ گئے ہو تو فرمایا اس شخص نے کہ دیکھو تم نرم بستروں پہ اللہ تلاش کر سکتے ہو تو میں چھت پہ اونٹ بھی تلاش کر سکتا ہوں۔ جس طرح نرم بستروں پہ اللہ نہیں ملتا اس طرح چھتوں پہ بھی اونٹ نہیں ملتے۔

تو اللہ تعالیٰ تو عظیمت والی نیکیوں کے اندر ہے جہاں جانا مشکل ہو وہاں جایا جائے جہاں پریشانی ہو وہاں اٹھائی جائے تب ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ملا کرتی ہیں۔ ہم لوگ پکی پکائی دیگ کھانے کے عادی ہیں ہم پکی پکائی کے اوپر بیٹھنا چاہتے ہیں اور ہمارا رویہ یہ ہے کہ ہمیں صرف جو ہے وہ بس ہر شے تیار کر کے تمہارے آگے رکھی جائے بلکہ ہم خود بھی نہ کھائیں کوئی ہمارے منہ میں ڈالے اتنی زحمت بھی نہیں کرنی کہ چمچ سے خود ہی منہ میں ڈال لیں یہ بھی نہیں مجھے کوئی ڈالے اور چبانا بھی نا پڑے خود ہی ہضم ہو جائے اتنی سستی ہے نیکی کے اندر بجائے یہ کہ اعلیٰ سے اعلیٰ منازل کی طرف انسان دھیان کرے اعلیٰ سے اعلیٰ اللہ کے قرب کی منزلیں حاصل کرنے کی کوشش کرے یہاں پہ تو حال ہی عجیب ہے کس کو بندہ حالِ دل سنائے کس کے ساتھ اپنا غم شیئر کرے۔

علامہ اقبال نے اس لئے شاہین کو بڑا پسند کیا ہے شاہین جو پرندہ ہے ناں اس کی یہ عادت ہے کہ یہ کبھی بھی اپنا گھونسلا یا اپنی بیٹھنے کی جگہ بلندی سے کم پہ نہیں بناتا بہت بلند جگہ پہ جو پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی ہوتی ہے اس کی طرف اس کی نظر ہوتی ہے اس لئے علامہ نے جا بجا اپنی شاعری میں شاہین کو استعمال کیا ہے۔ کوے اور شاہین میں یہی فرق ہے کوا زیادہ سے زیادہ اڑے گا تو کتنا اونچا اڑ لے گا اور ایک کھمبے تک اڑ کے بیٹھ جائے گا اور سمجھے گا کہ میں بہت بلند ہو گیا ہوں جبکہ شاہین جو ہے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پہ جا کے بیٹھتا ہے۔ تو منافقین کا طرزِ عمل یہی ہوتا ہے کہ وہ بہانے ڈھونڈتے ہیں اور ان کو یہی ہوتا ہے کہ ہمیں کوئی بڑا کام نہ ہم سے لیا جائے بس ہمیں نماز، روزہ پڑھائی جائے بس کافی ہو گیا۔

ـ تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے — خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے

عبس ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں — تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے — کہ تیری دہر کی موجوں میں اضطراب ہی نہیں

تو تڑپتی نہیں، تیری آنکھ سے آنسو نہیں بہتے، تجھے اللہ کی یاد نہیں آتی تجھے کسی طرح سے اللہ کرے تجھ پہ کوئی مصیبت آ جائے تاکہ تو تڑپے تاکہ تیری جان نکلے، تیرے رونے نکلیں تیری چیخیں نکلیں اور پھر اللہ تجھے یاد آئے۔ تو یہ بڑے لوگوں کا طریقہ ہے کہ وہ ہمیشہ عظیمت والی نیکیاں پسند کرتے ہیں۔

حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ:

مجھے دو چیزیں بڑی پسند ہیں، فرمایا حضور کیا؟ فرمایا: گرمیوں میں لمبے روزے، شدید گرمی میں روزہ اور شدید سردی میں فجر کی نماز یہ دونوں چیزیں مجھے بڑی پسند ہیں میں انہیں کبھی نہیں چھوڑتا۔

ہماری جانیں نکلتیں ہیں اور ہم موقع ڈھونڈتے ہیں مولا نہ ہی پڑنی پڑے نہ ہی رکھنے پڑیں ایسے روزے جو لمبے ہوں تو یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک تو وہ بہانے بناتے ہیں اور دوسرا اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اندر سے خوش ہوتے ہیں بڑے ہی خوش ہوتے ہیں کہ دیکھا میں کتنا عقل مند تھا میں ساتھ شامل نہیں ہوا اور دیکھو یہ ہار کے تکلیف میں پریشانی

میں مبتلا ہوئے ہیں میں گیا ہی نہیں تھا لہٰذا میں دیکھو کتنا صحیح رہا حالانکہ وہ جو کرم اور فضل مجاہدین کو مصیبتیں برداشت کرنے پہ حاصل ہوا ہے تم ساری زندگی کی نعمتیں اکٹھی کر لو تو اللہ انہیں پھر بھی تم سے زیادہ اجر دے چکا ہے۔ انسان کے درجے اللہ کی نظر میں صرف دو چیزوں سے بلند ہوتے ہیں، صرف دو رستے ہیں جس سے اللہ کی نظر میں درجے بلند ایک ،عبادت کرنے سے، دو دکھ اور تکلیف سہنے سے۔

حضرت شاہ نقشبند فرماتے ہیں کہ:

مجھے دوسرا طریقہ زیادہ پسند ہے فرمایا حضور اس کی کیا وجہ ہے؟ کہا:

اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت بعض اوقات انسان میں غرور پیدا کر دیتی ہے، فخر پیدا کر دیتی ہے، تکبر پیدا کر دیتی ہے کہ میں نیک ہوں، میں بڑا ہوں مجھے اللہ نے اپنا ولی بنایا ہے میں بہت نیکی کے اوپر آچکی ہوں تکبر پیدا کر دیتی ہے جب کہ دکھ اور تکلیف سے کوئی تکبر جو ہوتا ہے وہ بھی نکل جاتا ہے تو اس لیے مجھے اللہ کی قربت کا دوسرا رستہ زیادہ مرغوب ہے زیادہ پسند ہے کیونکہ اس سے انسان واقعتاً اللہ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ نقشبند کا یہ خوبصورت فرمان ہمارے لیے میرا خیال ہے کہ زندگی کی ساری حقیقتیں کھولنے کے لیے کافی ہے تو دکھ اور تکلیف آئی تو ساتھ ہی کہنے لگے ہاں اچھا ہوا ناں میں نہیں گیا تھا، بہتر ہو گیا تو ایسی اگر بعض اوقات انسان جو ہے آپ سب ماشاءاللہ ایک جان ہیں، آپ سب ایک نظام کے ساتھ منسلک ہیں، آپ سب ایک سسٹم کیساتھ چل رہی ہیں اور آپ کا ایک نظام ہے یہاں گوجرانوالہ میں، out of the city، ملک سے باہر بھی سسٹم چل رہا ہے آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ آپ ان میں کتنی زیادہ اِن پٹ دیتی ہیں کتنا زیادہ آپ ان کا ساتھ دیتی ہیں اور اگر آپ کو کسی جگہ بلایا جاتا ہے، کسی جگہ آپ کو دعوت دی جاتی ہے، کسی جگہ آپ کو یہاں کسی بھی معاملے میں آپ سے اللہ کے دین کے لیے کوئی آپ کو دعوت دی جاتی ہے اس میں اپنا رویہ دیکھ لیا کریں کہ آپ کا کیا ہے، ہم سب اپنا اپنا رویہ دیکھیں کہ اس وقت اپنے رب کے لیے کیا کرتے ہیں جب ہمیں اللہ کے دین کے لیے بلایا جاتا ہے تو پھر ہم کیا یہی رویہ تو نہیں ہمارا کہ اللہ کرے مجھے ابھی کوئی مہمان آجائے، ابھی کوئی کام پڑ جائے میں نہ ہی جاؤں اور پھر بتا دوں او ہو حضرت صاحب میں بیمار ہو گئی تھی مجھے تو فون آگیا، مجھے تو مہمان آپڑے، مجھے تو فلاں ہو گیا تو اس طرح کے معاملات میں انسان کی پرکھ ہو جاتی ہے جو dedicated لوگ ہوتے ہیں جو committed ہوتے ہیں انہیں کوئی سردی گرمی، کوئی مہمان اللہ کے دین سے دور نہیں کرتا وہ بہانے نہیں بناتے بلکہ وہ ہر بہانے کو بہانہ لگا دیتے ہیں، جی میں نے ایک جملہ کہا ہے ہر بہانے کو بہانہ لگا دیتے ہیں کہ بھئی اگر تم یہ کہہ رہے ہو کہ مہمان آئیں ہیں تو مہمان کو بہانہ لگا کر نکل آئیں کہ میں بس آئی ابھی بس آئی تو اگر ایسا ہو گا تو اللہ تعالیٰ درجے اور رحمتیں دے گا جس نے کوئی تکلیف ہی نہیں سہی اس نے کون سا دین کا کام کیا۔

حضرت فاروق اعظم بیٹھے ہیں تشریف رکھتے تھے ایک شخص آیا بتانے لگا حضرت دعا کریں مجھے اللہ نے اپنے دین کی خدمت کی بڑی توفیق دی ہوئی ہے میں دین کی خدمت کر رہا ہوں بہت دین کا کام کرتا ہوں فرمایا ضرور دعا کروں گا لیکن اتنا بتاؤ کہ کیا تمہیں کوئی پریشانی، کوئی مصیبت کا سامنا ہے، کوئی دکھ کوئی تکلیف، کوئی معاملہ ایسا ہے تو اس نے کہا نہیں حضرت اللہ کی بڑی رحمت ہے میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنے کام پہ غور کرو جو تم کر رہے ہو وہ دین کا کام نہیں ہو سکتا وہ کچھ اور ہی ہے پھر اس لیے کہ دین کا کام ہو اور اس میں رکاوٹ نہ آئے، اس میں کوئی مسئلہ نہ آئے، کوئی پریشانی نہ آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو جاؤ جا کہ دیکھو تو سہی وہ کچھ اور ہی تم کرتے ہو۔

تو اس لیے اللہ کی رحمت اور کرم، آزمائشیں، رحمتیں، کرم اور فضل بعد میں ملتی ہیں جب پہلے آزمائشیں آتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کا رویہ درج کر رہا ہے قرآن پاک میں کہ یہ بھاگتے ہیں ان تمام چیزوں سے انہیں تم بلاتے ہو اور یہ آگے سے بہانے کرتے ہیں ادھر ادھر نکل جاتے ہیں اور کہتے ہیں بس میں ابھی آیا۔ حضور علیہ السلام جب آپ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے تو آپ کے ساتھ بہت سارے صحابہ نے بھی ہجرت کی تھی بعد میں تو بہت سارے پھر نہیں بھی آسکے تھے کہ انہیں ان کی بیویوں نے روک لیا عام طور پہ

بیویاں ہی روکتی ہیں یہ بیویاں بڑی بلا ہوتی ہیں اگر یہ صحیح نہ ناہوں تو یہی زیادہ تر روکتی ہیں تو روک لیا، بچوں نے روک لیا، بعض کو کاروباروں نے روک لیا، بعض نے اپنی خود کوئی وجہ بنالی کہ حضور آپ نکلیں بس پہنچیں مدینے ہم آتے ہیں آپ کے پیچھے پیچھے پہنچے، وقت گزرتا چلا گیا انہیں بھی احساس ہوا چھ سات مہینے بعد جب مکمل ہجرت ہوئی سارے مسلمان وہاں پہنچ گئے مکہ سے سب نے ہجرت کر لی تو جب یہاں پہنچے تو یہاں حالت عجیب تھی حالت یہ تھی کہ چھ مہینوں سے قرآن مسلسل نازل ہورہا تھا، مسلسل رحمتیں کرم اور فضل آرہا تھا اللہ کا نبی قرآن کی آیتیں سمجھا سمجھا کے درس کے حلقے لگا کے، مسجد نبوی بھی بن چکی تھی اور بہت ہی زیادہ یہ لوگ علم میں آگے نکل چکے تھے جو حضور کے ساتھ پہلے دن آئے جو بعد میں آئے انہوں نے جا کے آ کے دیکھا رنگ ہی بدلے ہوئے ہیں وہ لوگ چھ مہینے سے ان کے ساتھ تھے اٹھتے بیٹھتے تھے اب ان کے طور طریقے ہی اور ہیں، ان کی گفتگو ہی کا رنگ ہی نرالا ہے وہ اٹھتے بیٹھتے علم کے ایسے ایسے نقطے بیان کرتے ہیں کہ ان کی عقل دھنگ رہ گئی کہ یہ کیا ہو گیا ہم نے کتنا نقصان کر لیا ہمیں ایک لفظ نہیں آتا اور یہ چھ مہینوں میں اتنا زیادہ قرآن بھی پڑھ گئے اور سمجھ بھی گئے اور علم بھی اتنا لے گئے تو فیصلہ کر لیا کہ ہم اپنے بیوی اور اپنے بچوں کو قتل کر دیں گے جنہوں نے ہمارا اتنا نقصان کر دیا ہے کہ ہم اب ان کے ساتھ نہیں مل سکتے تو حضور تک یہ بات جب پہنچی تو آپ نے انہیں بلا لیا اور پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا یہ نیت کی ہے کہ کیا ایسا کریں گے کہا جی حضور ہمیں اجازت دیں ہم ان سب کو قتل کر دیں جنہوں نے ہمارا کچھ نہیں چھوڑا ان کی وجہ سے ہم رکے تھے تو فرمایا نہیں تم ایسا نہیں کرو اس لیے کہ اگر ہم آج ایسا کریں گے تو اسلام کا پہلے دن ہیں ہمارے تو لوگ کہیں گے کہ یہ تو آپس میں ہی قتل و غارت کرتے ہیں تو فرمایا حضور کوئی حل اس کا؟ فرمایا: اس کا کوئی حل نہیں وہ جو تم سے علم آگے نکل گئے اب تم ان کے ہمیشہ پیچھے ہی رہو گے کبھی ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ تو یہ جو بہانے بازیاں ہیں یہ بعض اوقات انسان کا اتنا نقصان کر دیتی ہیں کہ اس کے بعد دوبارہ موقع نہیں ملتے۔

مجھے یاد ہے حضرت اللہ ساری رحمتیں آپ پر نازل فرمائے اس وقت آپ مکہ شریف میں ہیں یقیناً ابھی جماعت وہاں ادا کر رہے ہوں گے آپ حرم شریف میں ہوں گے تو آپ کا جو ہے کچھ ایسا معاملہ تھا کسی بچے کے حوالے سے اسے غالباً خلافت دینے کا ارادہ تھا تو بہت زیادہ آپ نے استخارے وغیرہ بھی کیے ہم سے بھی کروائے لیکن وہ اس دن ایسا معاملہ بنا کہ بس وہ کسی وجہ سے نہ آ پایا بعد میں پوچھا گیا تو پتہ چلا بس یار ایوائیں بہانہ سا بن گیا تھا نہیں پہنچ سکا تھا تو وہ اس دن سے آج کا دن آیا دوبارہ حضرت نے سوچا ہی نہیں خلافت دینے کا۔ آپ جس دن اللہ کے ذکر سے دور ہونے لگیں یا نظر آئے کہ میرا کوئی بہانہ بن رہا ہے سمجھ جائیں آج ہی مجھے کچھ وہاں سے ملنا ہے اور اب تو چھوٹی نہیں ہوگی بڑی کوئی ایسی مجبوری آ جائے جس کو دنیا اور آخرت میں یوں کہا گیا ہے کہ کوئی جنازہ پڑھنا پڑ گیا ہے، کوئی فوت ہو گیا ہے کوئی ایسا مسئلہ بن گیا ہے جس میں آپ کی موجودگی اگر نہ ناہوئی تو بڑا افساد ہو جائے گا تو پھر اجازت ہے قرآن کا درس چھوڑنے کی اس کے علاوہ دنیا کو آپ ہر حالت میں مینج کر سکتے ہیں کوئی ایسی بات نہیں سمجھداری دماغ اللہ نے دیا ہوا ہے اسی لیے دیا ہوا ہے کہ یہ آپ مینج کریں۔ فرمایا کہ وہ نہیں کرتے ایسے وہ بہانے بنا کے ادھر ادھر نکل جاتے ہیں اور بعد میں پھر باتیں کرتے ہیں۔

ایک اور عادت بھی اگلی آیت میں بیان کر دی کہ اگر تمہیں ہم فتح دے دیں اے نبی تو پھر ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ یہ کہتے ہیں ہم بھی تو تمہارے ساتھ والے ہیں چلو ساتھ تو نہیں گئے تمہارے لیکن تمہارے بھائی ہیں ہمیں بھی تو مال غنیمت دو یہ وہی معاملہ ہے کہ انسان جو ہے لہو لگا کے تو شہیدوں میں جا کے لیٹ جائے اچھی طرح سے جسم پر بلڈ ملے اور شہیدوں میں جا کے لیٹ جائے کہ میں بھی شہید ہوا ہوں تو بعض ہوتے ہیں ایسے کہ ساری محفل گزر جاتی ہے اور end میں پہنچتے ہیں اور آ کر کہتے ہیں حضرت صاحب دعا کر دیجیے دعا تمہارے کیے کیا کریں تم نے اپنا جو ہے وہ عین ٹائم پہ آ کے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہمیں بھی کوئی مل جائے وہ تو ختم ہو گیا معاملہ دعا تو ہو گئی تو یہ عادت اللہ نے درج تو منافقین کے لیے کی لیکن قیامت تک کے مسلمانوں کو پیغام بھی دیا کہ بعد میں شامل ہو کر بعد میں آ کر کہنا کہ ہمیں بھی اب حصہ دیں محنت جنہوں نے کی ہے جنہوں نے سارا اپنی زندگی کا جو ہے زور لگا کے جنگ جیتی ہے اب تم آ کے مال غنیمت مانگ لو تو ایسے لوگوں کو اللہ نے قرآن میں point out کیا باقاعدہ کہ یہ ان کی عادت ہے یہ ایسے کرتے ہیں (اللہ اکبر) اسی طرح آگے تشریف لائیں گے گفتگو اسی طرح چلتی ہے میں اس کی assinement دوں گا۔

ہم آگے ایک آیت پڑھتے ہیں، صفحہ نمبر ۳۶۷ ایک طویل آیت ہے اور یہ شروع ہوتی ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ یہاں سے شروع ہوگی اور ہمارا آج کا موضوع جو ہے اس آیت کا نیچے والا حصہ ہے

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا O

اس سے اگلی آیت بھی ہمارا موضوع ہے 78

اَيْنَ مَاتَكُوْنُوْ يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْ اهٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ط قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَايَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا O

صفحہ نمبر ۳۶۷ ترجمہ:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ اے نبی آپ فرما دیجیئے دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے قلیل ہے **وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى** آخرت بہت زیادہ بہتر ہے اس کے لیے جو تقویٰ اختیار کیے ہوئے ہے **وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا**

اور تم پر کھجور کی گٹھلی کے ریشے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اللہ اکبر۔ اگلی آیت جہاں کہیں تم ہو گے آ ملی تمہیں موت اگر چہ پناہ گزین ہو تم مضبوط قلعوں میں اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے انہیں کوئی تکلیف تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے اے میرے رسول آپ انہیں فرما دیجیئے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو کیا ہو گیا اس قوم کو کہ بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔ اللہ۔ اس سے اگلی آیت بھی اسی طرز پہ ہے میں چاہوں اسے بھی ہم پڑھ لیں

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ O

یہاں تک جو پہنچے آپ کو بھلائی سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو آپ کو تکلیف پہنچے تو وہ آپ کی طرف سے ہے (سبحان اللہ) **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ** اے نبی ان سے فرما دیجیئے کہ دنیا کی زندگی بہت قلیل ہے دنیا کی دولت بڑی تھوڑی ہے

؎ آ گاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں　　　سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

تو انسان جو ہے وہ کسی حالت میں بھی آپ غور کریں تو ہم ایک ایسے نظام میں رہتے ہیں جہاں پہ سوائے اللہ کی رحمت کے ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہے ہم خود سر سے پاؤں تک سائنس ثابت کر چکی ہے کہ انسان کے اپنے جسم میں تین لاکھ بیماریاں ہیں جن کو ان کا رب ہر وقت دبائے ہوئے ہے اور وہ کسی بھی وقت بیماری کو کھول دے آپ کچھ نہیں کر سکتے سائنس اس بات کو ثابت کر چکی ہے کہ انسان کی جو ہے وہ اگر صرف سانس کی نالی میں ایک قطرہ چلا جائے تو انسان کی دس منٹ میں موت واقع ہو جاتی ہے سائنس اس بات کو ثابت کر چکی ہے کہ اگر دل کی دھک دھک کے اندر جو دل ایک دفعہ دھک اور پھر دھک کرتا ہے اس کے دوران تھوڑا سا وقفہ آ جائے دل ذرا سا لیٹ ہو جائے تو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے۔ سائنس اس بات کو ثابت کر چکی ہے کہ آپ کی ہم سب کے جسم میں جو خون دوڑ رہا ہے اگر وہ کسی ایسی نس میں چلا جائے جہاں پہ اس کے لئے رستہ نہ ہو تو وہ نس پھٹ سکتی ہے اور جوں ہی وہ پھٹتی ہے تو اس کے بعد اس کا کوئی علاج نہیں سوائے موت کے تو ہم اپنے جسم میں تین لاکھ بیماریاں اٹھا کر پھر رہے ہیں جن کو ہمارا کریم رب اپنی رحمت سے، اپنے کرم سے ان بیماریوں کو تمہارے لیے مصیبت نہیں بنے دیتا رات تم سوئے تمہیں کیا پتہ ہو کہ کتنی بار موت تمہارے اوپر آئی تھی لیکن اللہ نے اسے دور کر دیا اور تمہیں پھر آنکھ کھولنے کی توفیق دی تمہیں زندہ کر دیا تمہیں پھر زندگی عطا کر دی۔ آپ سڑک پر جا رہے ہیں کتنے لوگ ہیں جو آپ کے قریب سے گزر رہے ہیں گاڑیوں کے اندر اور اگر اچانک کسی ڈرائیور کو صرف ہارٹ اٹیک ہو جائے یا اسے زور کی چھینک ہی آ جائے اور اس کا ذرا سا stairing اس کے ہاتھ سے نکل جائے اس کے بعد نہ وہ بچے گا نہ تم بچو گے لیکن آپ کے قریب سے آپ کی موتیں گزر رہی ہوتی ہیں لیکن ہم سب اس میں بچتے جا رہے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کتنی حکمتوں سے آپ صرف اتنا دیکھ لیں کہ جو سورج ہمارے اوپر چمکتا ہے وہ ایسی rays اور ایسی کیمیائی اور خطرناک rays اس میں سے نکلتی ہیں لیکن زمین کے لیے اللہ تعالیٰ نے ultra voilet rays کا ایک ایسا جال بچھایا ہوا ہے جو فلٹر کر کے سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچاتا ہے اگر ڈائریکٹ سورج کی روشنی زمین تک آ جائے تو زمین پہ کوئی جاندار زندہ نہ رہے کیونکہ اس میں اتنی خطرناک شعاعیں ہیں جو جسم کو جلا سکتی ہیں چند منٹوں، سیکنڈوں کے اندر۔ تو ہم ہم ہیں کیا چیز؟ کیا چیز ہیں ہم؟ کبھی انسان اپنی حقیقت پر غور تو کرے کہ وہ ہے کیا؟

ایک گندے قطرے سے انسان کی پیدائش ہوتی ہے اوراس کا جو ہے وہ آخری اس کا جوجز ہے وہ مرا ہوا، سڑا ہوا مردہ ہے یہ جو درمیان میں اس نے زندگی دی ہے یہ درمیان میں جو اس نے تمہیں چند دن کی خوبصورتیاں اور چند دن کے دن اور رات دیئے ہیں یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے تم پہ ورنہ وہ تو کسی حالت میں بھی کچھ بھی کر سکتا ہے۔تو فرمایا اے نبی ان سے کہہ دیجئے کدھر بھاگتے پھرتے ہیں

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے بہت تھوڑی ہے (اللہ اکبر)

کیونکہ میں پڑھ رہا تھا کہ آپ جب آنکھ جھپکتے ہیں تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے ایسا ایک سسٹم رکھا ہوا ہے کہ جوں ہی آپ آنکھ جھپکتے ہیں تو آپ کی آنکھ جب واپس مطلب کھلتی ہے بند ہو کے دوبارہ کھلتی ہے اتنی دیر میں ہزاروں خلیے، ہزاروں cells ہیں جن کو اللہ حرکت میں لا کر آپ کی آنکھ کو جھپکا تا ہے اگر ان میں سے ایک بھی cell اپنے کام سے انکار کر دے تو تم آنکھ نہیں جھپک سکتے وہ کون سی ذات ہے جس نے ان تمام حکمتوں کے ساتھ انسانوں کو زندگی دی ہوئی ہے اور وہ کون سی ذات ہے؟ جس نے ان تمام حکمتوں کے ساتھ انسان کو ہر لمحہ اپنی حفاظت بھی دی ہے لہذا ہم سب مجبور ہیں، بے بس لوگ ہیں ہم بے بسوں کی ایک زندگی گزار رہے ہیں (اللہ اکبر)

پیدا اپنی مرضی سے نہیں ہوئے اسی نے کیا مریں گے بھی اپنی مرضی سے نہیں اسی نے جب بلانا ہے چلے جائیں گے اس کے درمیان جو اس نے چند دن دیئے ہیں جب ہر طرف اسی کی مرضی چل رہی ہے تو پھر چند دن وہ بھی اسی کی مرضی کے گزار جاؤ اس پہ لڑائی کیوں ہے اس پہ کیوں لڑائی ہے وہ چند دن بھی اسی کی مرضی کے گزار دو جب باقی بھی اسی کی مرضی ہے۔تو فرمایا اے نبی ان سے کہہ دیجئے کہ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے جس کے لئے تم میرے نبی کا ساتھ نہیں دیتے ہو آج کروڑوں اربوں لوگ ہیں اسلام کی تابانیاں اس وقت دنیا کے سامنے ہیں لیکن کتنے لوگ ہیں جو اسلام کے اصولوں سے بھاگ رہے ہیں اور نماز، روزے سے دور ہیں، اللہ کے قرآن سے دور ہیں، مسجدوں سے دور ہیں، مسلوں سے دور ہیں اللہ انہیں کہہ رہا ہے کدھر جا رہے ہو دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے۔

اس کی تشریح آقا علیہ السلام نے کچھ اس طرح بھی کی ہے فرمایا کہ:

اگر ایک سوئی کو کوئی سمندر سے نکالے اور جتنا پانی اس سوئی کی نوک پہ ٹھہر گیا ہے وہ دنیا ہے اور جو تمہیں سامنے سمندر نظر آتا ہے وہ آخرت ہے اب تم خود ہی سوچ لو کہ تم کس کے لیے کام کر رہے ہو کس کے لیے دن رات کی زندگی ہے کس کام کے لیے دن رات کو تم استعمال کرتے ہو اگر دنیا کے لیے کرتے ہو تو دکھ ہے تم پہ ،افسوس ہے تم پہ کہ تمہاری زندگی ضائع ہو رہی ہے اس لیے کہ تم سوئی کے ناکے کے اوپر، سوئی کی نوک کے اوپر جو پانی ٹھہرا تھا حضور نے اس سے تشبیہہ دی ہے دنیا کو اور اس کے بعد تو کروڑوں اربوں سال کی زندگی ہے وہ آخرت ہے تو اس کی طرف دھیان کرو۔تو لہذا اللہ تعالیٰ نے تو واضح کر دیا کہ میرے بندو میں نے تو دنیا کو بہت تھوڑا بہت قلیل بنایا ہے تمہاری آخرت کی طرف نگاہ ہونی چاہیے

اور آگے فرمایا

وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى

جو تقویٰ اختیار کرتا ہے آخرت اسی کے لیے ہے، تقویٰ والوں کے لیے آخرت ہے جو تقویٰ والے نہیں ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے تقویٰ اللہ کے ڈر کو کہتے ہیں نیکی اسی لیے کی جائے کہ آپ اللہ سے ڈرتے ہیں، گناہ اس لیے نہ کیا جائے کہ آپ اللہ سے ڈرتے ہیں، ماں باپ سے اس لیے پیار کیا جائے کہ اللہ کا حکم ہے، بیوی بچوں کو اس لیے پالا جائے کہ اللہ کا حکم ہے، کاروبار اس لیے کیے جائیں کہ رزق حلال کمانا اللہ کا حکم ہے، اپنے شیخ و مرشد سے اس لیے پیار کیا جائے کہ وہ مجھے اللہ تک پہنچاتے ہیں اپنے دینی نظام کے ساتھ اس لیے مخلص ہوا جائے کہ یہ میرا سسٹم ہے جو مجھے اللہ کی بارگاہ تک رسائی کا رستہ دیتا ہے ہر چیز میں اللہ کی ذات کو سامنے لانے والے تقویٰ والے لوگ ہوتے ہیں تو اللہ نے فرمایا آخرت تو میں نے بنائی ہی تقویٰ والوں کے لیے ہے دوسرے تو اس میں کچھ نہیں کہیں گے۔

وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا

مثال

تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا ایک کھجور کی گٹھلی کے ریشے کے برابر بڑی پیاری مثال دی ہے وہاں تم پہ کوئی ظلم نہیں تمہاری جتنی نیکیاں ہوں گی یا نہیں رہیں گی اسی طرح ہزار گنا دس گنا بڑھا کے تمہیں دی جائیں گی تم پہ کوئی ظلم نہیں ہوگا اللہ اکبر۔ فرمایا تمہیں موت آ جائے گی اگر تم مضبوط قلعوں میں بھی ہو گے یہ ان لوگوں سے کہا جا رہا ہے جو موت سے ڈرتے ہوئے منافق جو ہیں وہ جنگ میں نہیں جاتے تھے حضور علیہ السلام بلاتے رہتے کہ بھئی آؤ غزوہ بدر ہے، آؤ غزوہ احد ہے، آؤ غزوہ خندق ہے آؤ میرے ساتھ مل کر کافروں کے خلاف کھڑے ہو جاؤ تو یہ اس لیے کہ میں تو گیا تو مر جاؤں گا تو حضور علیہ السلام کی اس پکار کو نہیں سنتے تھے تو للہ نے کہا موت تو تمہیں مضبوط قلعوں میں بھی آ جاتی ہے کسی بھی جگہ ہو گے وہ تمہیں پہنچ ہی جائے گی وہ تو تمہارا کسی طلل میں پیچھا نہیں چھوڑتی بچ کیسے سکتے ہو؟

حضرت سلیمان علیہ السلام آپ تشریف رکھتے تھے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے تو آپ نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے آپ کے قریب ایک شخص بیٹھا ہے مجھے اس کی زندگی یعنی اس کی موت اور اس کی روح قبض کرنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔ آپ کے قریب بیٹھا ہوا ہے فلاں شخص ہے لیکن میں حیران ہوں کہ مجھے تو حکم ہوا ہے کہ اس کی موت فلاں یہاں سے ہزاروں میل دور ایک جگہ جنگل کے اندر ہو گی تو میں نے آپ کی زیارت بھی کرنی تھی تو حاضر ہوا ہوں تو میں تو حیران ہو گیا ہوں کہ یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے اور مجھے تھوڑی دیر بعد اس کی روح وہاں قبض کرنے کا اشارہ مجھے تو حکم آ ملا ہے تو یہ چلو جو اللہ کی۔ تھوڑی دیر گزری تو وہ شخص خود ہی اٹھ کے آیا اس نے کہا حضور آج ایک کرم کیجئے ناں فضل کیجئے فلاں جنگل میں جانے کا بڑا دل کر رہا ہے تو کوئی ہوا کو حکم دیں ناں کہ مجھے وہاں چھوڑ آئے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ نے ہوا کو حکم دیا کہا جا اسے چھوڑ آ۔ ہوا نے اٹھایا لے گئی حضرت عزرائیل مسکرا اٹھے فرمایا اسی لئے اللہ نے مجھے وہاں حکم دیا تھا۔ تو موت تو ہر جگہ پہنچ جاتی ہے مضبوط قلعوں میں بھی اللہ فرما رہا ہے آ جائے گی تم میرے دین سے کیوں بھاگتے ہو میری رحمتیں میرے کرم لینے سے کیوں پیچھے ہٹتے ہو تمہیں وہاں بھی نہیں چھوڑے گی (اللہ اکبر)

پھر آگے فرمایا

اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں اللہ کی طرف سے آئی ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پھر کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ معاف فرمائے محمد کی وجہ سے آئی ہے کہ دیکھو ناں یہ ہمیں جنگ میں لے گئے تھے تو ہم دیکھیں ہمارے بازو ٹوٹ گئے ہمارے اوپر تکلیف آ گئی ہم زخمی ہو گئے ان اس کی وجہ سے اللہ فرما رہا ہے میرے نبی کو کیوں کچھ کہتے ہو

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ارے یہ سب کچھ تو اللہ ہی کر رہا ہے ہر نیکی ہر بھلائی ہر قسم کی تکلیف اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے جو جادو پہ یقین رکھتے ہیں اور یہ گفتگو کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کسی نے جادو کر دیا ہے لہذا ہمارا رشتہ نہیں ہو رہا، ہماری جو ہے وہ رزق تنگ ہو گیا، ہمارے بچے بیمار ہونا شروع ہو گئے کوئی کہتا ہے میری اولاد باندھ دی ہے اس نے، کوئی کہتا ہے میری صحت خراب اس لئے کر دی کہ مجھ پہ جادو ہو گیا ہے تو اللہ تعالی نے یہ لفظ جو نازل کر دیا یہ کافی ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

فرما دیجیے اے اللہ کے نبی ہر شے اللہ کی طرف سے ہے کوئی شے خود نہیں ہو سکتی جب تک اس کا رب وہ رب جو ہے اس کی منظوری نہیں دیتا ہر شے اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے تو انسان جو ہے وہ جنات پہ اور تعویذوں پہ اتنا بھروسہ کر لے کہ بس جی اب تو انہوں نے کیا ہے سارا کچھ تو یہ آیت اس کو رد کر رہی ہے یہ آیت اس تصور کو رد کر رہی ہے کہ ہر شے اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

جو پہنچے بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے (سبحان اللہ) فرمایا کہ جب کسی کو میں نیکی کرم اور فضل دیتا ہوں تو وہ یقیناً میری طرف سے ہے وہ یقیناً باقی بھی سب کچھ میری طرف سے ہے لیکن جو پریشانی، دکھ اور تکلیف آتی ہے اس میں زیادہ قصور تمہارا ہے لہذا وہ تمہاری طرف سے ہے ہم عجیب لوگ ہیں ہم اچھائیاں ہوں تو کہتے ہیں اللہ نے دی ہیں وہ خود کی ہیں اور اگر پریشانیاں آ جائیں تو کہتے ہیں اللہ نے دی ہیں حالانکہ اللہ فرما رہا ہے کہ جو پریشانیاں آتی ہیں وہ تمہاری اپنی وجہ سے ہیں تم نے محنت نہیں صحیح کی، پلاننگ صحیح نہیں کی، تم

نے صحیح طرح سے دعا نہیں مانگی تم نے میرے ذکر کو چھوڑا ہوا ہے، میری نمازیں چھوڑی ہوئی ہیں اب دیکھیں ناں لوگ بعض یہ شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ دیکھیں نہ جی کاروبار بند ہوا ہوا ہے، اولاد ہمارے سر پر چڑھتی ہے، راتوں کو نیند نہیں آتی، اتنے پیسے کماتے ہیں جاتے پتہ نہیں کدھر ہیں یہ ایک عام جملہ ہے جو لوگ بولتے ہیں اور پھر اس کا ایک ہی حل نکال دیتے ہیں کہ ہم پہ جادو ہوا ہوا ہے جبکہ اللہ فرما رہا ہے کہ یہ ساری تکلیفیں تمہاری اپنی وجہ سے ہیں جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ تمہاری اپنی وجہ سے ہوتی ہیں۔

تو اسی طرح کوئی آیا تھا تو اس نے یہی بات جب کی تھی تو مجھے یہ بات یہ آیت یاد آ گئی تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ کہہ رہے ہیں مجھ پر بندش ہے تو یہ بندش پتہ ہے کس نے لگائی ہے آؤ میں تمہیں بتاؤں وہ بڑا خوش ہوا کہ کون ہے بتائیں حضرت؟ بس نام بتا دیں جو بھی ہے میں خود نبٹ لوں گا اس سے جس نے میرے کاروبار کی بندش لگائی ہے، جس نے میری صحت کی بندش لگائی ہے، جس نے میری اولاد کی بندش لگا دی ہے میں تو کسی کام کا ہی نہیں رہا میری تو ہر شے ختم ہو چکی ہے میں تو اب کسی کام کا نہیں مجھے بتا دیں وہ کون ہے شخص تو میں نے بڑے پیارے عرض کیا تھا کہ وہ حضور آپ خود ہیں یہ بندش آپ نے لگائی ہے کہتا ہے میں نے نہیں، میں تو نہیں لگائی کوئی بندش مجھے تو کوئی ایسا جادو منتر نہیں آتا میں نے کہا آپ کو جادو منتر کیا ضرورت ہے

آئیں میں آپ کو آپ کے نبی کی حدیث سناتا ہوں آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

حدیث:

جو فجر نہیں پڑھتا اللہ اس کا رزق بند کر دیتا ہے، یہ بندش تو نے خود لگائی ہے فرمایا جو ظہر نہیں پڑھتا اللہ اس کے رزق کی برکت اٹھا دیتا ہے وہ کاروبار تم نے بند کیا ہوا ہے فرمایا جو عصر نہیں پڑھتا اس کے جسم سے قوت کھینچ لی جاتی ہے یہ بھی بندش اپنی صحت کی تو نے خود لگائی ہے فرمایا جو مغرب نہیں پڑھتا اس کی اولاد نافرمان ہو جاتی ہے یہ بندش بھی تو نے خود لگائی ہے اور عشاء کی نماز جو نہیں پڑھتا اس کی نیند سے راحت اور چین ختم کر دیا جاتا ہے یہ بندش بھی جناب آپ نے ہی لگائی ہے۔

تو ہم تو یاد رکھیے ہمارا معاملہ جو ہے ناں وہ اور ہے، ہم تو وہ پریشان سا حضرت یہ آپ کوئی تعویز نہیں ہو سکتا آپ اندازہ کریں کہ پانچ بندشیں انسان روز لگائے اپنے اوپر ایک بار نہیں روز لگائے اپنے گھر کے اوپر پانچ بار تالے لگائے اگلے دن پھر لگائے، اگلے دن پھر لگائے، لگاتا چلا جائے ارے گھر کا دروازہ تالو تالا ہو جائے اور کہے مجھے کوئی اندر نہیں جانے دیتا وہ تالے لگا لگا کے روز پانچ تالے تو خود لگا رہا ہے۔ تو اللہ فرما رہا ہے جو بھی تکلیف پہنچتی ہے تمہیں وہ تمہاری اپنی وجہ سے ہے ہاں جتنی بھلائی آتی ہے اس کو نہ اپنے نام کرو وہ تمہیں تیرا رب دیتا ہے کہتا ہے نہیں یہ میں نے اپنے ڈنڈوں سے کیا ہے، میں نے قوت استعمال کی ہے، میرا دماغ بڑا تھا دیکھیں ناں کیسی پلاننگ کی ہے میں نے، میں نے کتنی سوچ سمجھ سے کام کیا تھا آج میں کامیاب ہو گیا یہ میری وجہ سے ہوا ہے اللہ کہہ رہا ہے یہ credit تیرے رب کا ہے یہ credit اس کا ہے ہاں جو تکلیف اور پریشانی ہے وہ تم نے خود ہی اپنے اوپر ڈالی ہے

؎ میری رات کی دعائیں جو نہیں قبول ہوتیں میں سمجھ گئی یقیناً مجھ ہی میں کچھ کمی ہے

جس کو یہ عادت پڑ جائے ناں کہ وہ اپنا موازنہ کرنا شروع ہو جائے پچھلے سال کیسی تھی اب کیسی ہوں، اس سے پچھلے سال کیسی تھی اب کیسی ہوں، پہلی زندگی کیا تھی، بیعت سے پہلے کیا تھی آج کیسی ہوں، بیعت کے دوران میرا حال کیا ہے اب کیا ہے یہ جو موازنہ کرتے رہتے ہیں وہ کبھی فیل نہیں ہوتے موازنہ کرنا چاہیے اپنے حالات کا کہ میں نے بھلائی پائی ہے یا برائی پائی ہے پہلے سے بہتر میری زندگی ہوئی ہے، روحانی، جسمانی، معاشی، ذہنی یا پہلے سے بری ہو رہی ہے۔ اللہ اکبر۔ آقا علیہ السلام کی ساری زندگی اسی بات پہ گواہ رہی اور آپ نے بھی اسی اصول پہ عمل فرمایا اور اپنے صحابہ کو بھی یہی اصول دیا کہ بھئی سارے جو ہے اس بات کا خیال رکھو کہ کوئی مصیبت جب آئے تو اس وقت اپنے اوپر بات کرو کہ یہ میری وجہ سے آئی ہے۔ اس قدر اللہ والے اس بات پہ اس آیت کے اوپر بڑی گفتگو ہے بزرگوں کا یہ بھی ایک طریقہ رہا کہ دنیا میں جہاں کہیں پہ خبر ملتی ہے کسی مصیبت کی تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی میری وجہ سے آئی ہے میرا گندہ وجود دنیا میں موجود ہے اور اس کی نحوست فلاں ملک میں کسی عذاب کی شکل میں آئی ہے یہ میری وجہ سے ہوا ہے ہر برائی کو اپنے اوپر لے جاتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگتے ہیں (اللہ اکبر)

تو فرمایا کہ جتنی اچھائیاں ہیں وہ ساری ہماری طرف سے ہیں تم آج اپنے آپ کو درست کرلو ہم وہ بھلائیاں تمہیں بھی دے دیں گے، تم آج اپنے آپ کو بہتر کرلو، تم آج اپنی life committed شروع کرو، تم آج بہتر سے بہتر ہونے کی نیت کرو ہم تمہیں بہتر بنا دیں گے (اللہ اکبر)

مجھ یاد پڑتا ہے قبلہ عالم آپ نے ہمیشہ ہمیں یہ تعلیم دی ہے ہمیشہ ہمیں اسی کا درس دیا اور کبھی جو ہے وہ سستی کا درس نہیں دیا بلکہ ہمیشہ یہی کہا ہے کہ **جتنا زیادہ تم محنت کرو گے تو اتنا زیادہ پالو گے، جتنی زیادہ تمہاری اللہ کے دین کی طرف رغبت ہوگی اللہ کی رغبت بھی اتنی تمہاری طرف ہوگی فاصلے matter نہیں کرتے فاصلے کبھی بھی اس چیز کی اہمیت نہیں ہوتی**

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے وہ اپنی خاص کرم نوازی سے نوازا جاتا ہے۔

رات میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں حضرت صاحب آپ اس وقت ظاہر ہے وہاں ہیں تو پھر ذہن، دھیان ادھر ہی رہتا ہے آپ کی طرف ہی ذہن رہتا ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ وہیں پہ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ بڑے پیار سے قریب بلا کے تو آپ نے گرم چادر لی ہوئی ہے امامہ شریف پہنا ہوا ہے، گرم چادر ہے تو اس چادر کے اندر مجھے چھپا لیتے ہیں فرماتے ہیں ادھر آجاؤ میرے پاس اندر آجاؤ قریب آجاؤ اپنے قریب کر لیتے ہیں اور اندر چھپا لیتے ہیں اندر اپنی چادر کے اب ہم یہاں بیٹھے ہیں حضرت وہاں ہیں خواب پہ نہ میرا کنٹرول نہ کسی اور کا یہ اللہ نے دکھایا مجھے تو پھر ساتھ ہی یہ آواز آتی ہے کہ آپ کی حاضری بھی وہاں ہے تو میں سوچ رہا تھا کہ دیکھیں جسم کتنی دور ہیں لیکن جب انسان سوچ اور فکر کے ساتھ چلے اور یہ سوچے کہ میرے معاملات میں اللہ کا کرم شامل ہو تو اللہ تعالیٰ جسموں کا محتاج نہیں وہ فاصلوں کا بھی محتاج نہیں

وہ جسے چاہیں جمال اپنا دکھا دیں

تو انسان ہمیشہ یہ سوچے کہ جتنی بھی مصیبتیں اور پریشانیاں ہیں وہ میری اپنی وجہ سے ہیں اس پہ میرا حضرت کوئی قصوروار نہیں، اس میں میرا نبی قصوروار نہیں، میرے ماں باپ قصوروار نہیں اس میں میرے کوئی عزیز، کوئی میری بیوی بچے قصوروار نہیں میں خود چول ہوں، خود میں ہی بڑا ایک بد بخت ہوں ہم فورا اپنی ہر قسم کی جتنی دکھ تکلیفیں ہیں انہی والد صاحب پہ پہلے تو ڈالیں گے ایناں دی وجہ توں سارا کم خراب ہویا اے، اے ہی صحیح کمان دے نئیں، یا اپنے میاں پہ ڈالیں گے کہ یہ تو ہے ہی ایسا یا اپنے بچوں پہ ڈالیں گے جب سے یہ ہوئے ہیں سکون ہی برباد ہوگیا ہے یا جب کوئی نہیں ملے گا پکڑ کر نواز شریف پہ ڈال دیں گے کہ یہ جو ہے ہمارا حکمران ہی غلط ہے اور کراچی میں تو کہتے ہیں ساری مصیبت ہے ہی الطاف حسین کی وجہ سے حالانکہ آپ جا کے کھول کہ دیکھیں کہ کراچی کے حالات ایسے ایسے blunders وہاں ہوتے ہیں کہ ان کی میں لسٹ نہیں یہاں پہ میں کھول سکتا وہ اپنا کیا ہوا خود کاٹ رہے ہیں اور ڈالتے الطاف حسین پہ ہیں۔ تو یہ ہماری قوم کا ایک رویہ ہے جس نے ہمارے گھروں کی جڑیں اکھاڑ دی ہیں کہ ہم دوسروں پہ جو بھی کوئی مصیبت آتی ہے اسے دوسروں پہ ڈال دیتے ہیں اللہ فرما رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے اب دیکھیں نا ذرا قرآن پر نظر ماریں آپ کو ثواب ہوا اور جو پہنچے آپ کو تکلیف سو وہ آپکی طرف سے ہے لہٰذا ایسے نہ نا مجھے نہ نا ہر جگہ اللہ کو نہ نار گڑتے جائیں (اللہ اکبر)

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس آیت کو صحیح سمجھ جائیں کوئی دنیا کی ایسی مصیبت نہیں جو اس آیت سے حل نہ ہو جائے۔

ایک بار ایسا ہوا تھا کہ حضرت سے میں عرض کیا تھا کسی پریشانی کا کوئی معاملہ ایسا بنا تو میں عرض کیا کہ حضور یہ مسئلہ ہے پریشانی آگئی ہے ورنہ میری کوشش ہوتی ہے کہ میں حضرت صاحب کو ان معاملات میں کبھی نہ لے کے آؤں کیونکہ یہ لوگ جو ہیں ہمارے لئے ویسے ہی بڑی دعائیں کرتے ہیں ان کو کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی یہ بڑے سمجھدار، بڑے فتین ذہین ہوتے ہیں ارے جس کو اللہ نے اپنے نبی کی بارگاہ کا مقبول بنا دیا ہو اور جس کو اللہ نے یہ ارشاد فرما دیا ہو کہ **اللہ کے نیک بندوں کی فہراست قلبی سے ڈرو وہ اللہ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھتے ہیں جس کو اللہ کا دیا ہوا نور ملا ہوا ہے اس کو بار بار بندہ ٹھوکتا رہے یہ تو عجیب لگتا ہے۔**

تو مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں نے عرض کیا تھا پھر قبلہ عالم آپ کہیں جانے لگے تھے تو عرض کر دیا تو آپ رک گئے تو چلتے چلتے ہی فرمانے لگے کہ آپ کو جو ہم نے دیا ہوا ہے جو استغفار کی تسبیح ہے، جو درود شریف خضری ہے جو اللہ ھو ہے گیارہ مرتبہ ہے اس کا کیا حال ہے تو اب میں تھوڑا سا ناں مطلب ہلکا سا مجھے لگا کہ کیونکہ کچھ دنوں سے وہ ٹھیک طرح سے نہیں ہو پا رہا تھا شاید تو میں نے عرض کی حضور تھوڑا معاملہ ہے ایسا کہ وہ گڑ بڑ ہے تو فرمایا کہ ساری زندگی کیلئے یہ بات اپنے ذہن اور پلے باندھ لو تم وہ پورے کرتے جاؤ تمہیں کوئی مسئلہ نہیں آئے گا میں نے کہا حضور بس اب میں ہوں اور آپ کے ساتھ میرا وعدہ ہے اب آپ سے کوئی بات نہیں کروں گا تم وہ پورے کرتے جاؤ اس کے بعد تمہیں کوئی مسئلہ نہیں

آئے گا اللہ خود ہی حل کرے گا کوئی آزمائش بھی آجائے گی تو چند ہی دنوں میں چند ہی لمحوں بعد ختم ہو جائے گی بس اس کے بعد وہ دن گیا اور آج کئے سال ہو گئے ہر بھلائی ہر دکھ اور تکلیف جب آیا ہے تو فوراً اپنی طرف ہی دیکھا ہے کہ یقیناً کسی وظیفے میں کسی میں کسی جگہ پہ کوئی کمی آئی ہے نماز وقت پہ نہیں پڑھی گئی، کوئی کسی جگہ گئے تھے ادب پورا نہیں ہوا، کسی جگہ پہنچے تھے تو معاملات ہم نے صحیح نہیں ہو سکے تھے شاید اس کا ہمیں یہ مسئلہ اس کو ٹھیک کر لیا وہ خود ہی ٹھیک ہو گیا کبھی ایسا نہیں کرتے ہم ایسا نہیں کرتے کاش کہ ہم ایسا بھی کریں تو پھر تو زندگی جنت بن جائے کہ اگر فجر چھوٹی ہے کیوں چھوٹی ہے اس کے لیے توبہ کی جائے نفل پڑھے جائیں بار بار اللہ سے معافی مانگی جائے ،ظہر چھوٹ گئی ہے کیوں چھوٹی ہے ظہر رو یا جائے اسے پرواہ ہی کوئی نہیں کئی کئی دنوں کی نمازیں قضا ہیں اور اس پر کوئی دکھ نہیں کوئی تکلیف نہیں تو پھر رگڑا ئے گا اللہ ٹھیک ٹھاک رگڑے گا تو پھر کہتے ہیں کہ حضرت صاحب ہمارے لئے کچھ نہیں کرتے پیر صاحب سب سے پہلے ذمہ دار ہیں کیوں نہیں کرتے تو لہٰذا جب بھی پریشانی آتی ہے تو اپنی طرف دیکھا جائے اپنے حالات دیکھے جائیں ،صبح سے رات تک کی روٹین دیکھی جائے رات سے صبح تک کی روٹین دیکھی جائے تنہائی میں اپنا حال دیکھا جائے کہ میں تنہائی میں کیا ہوتا ہوں یا کیا ہوتی ہوں میرا تنہائی میں کیا حال ہے قرآن کی طرف اپنی رغبت دیکھی جائے ،قرآن کے ساتھ میرا کیا سلوک ہے ،نماز مسئلے کے ساتھ کیسا سلوک ہے ،میری تسبیح کے ساتھ میرا کیا سلوک ہے جو تم اس کے ساتھ کر رہی ہو اس کا ہی رٹن آرہا ہے تو ان کے ساتھ سلوک اچھا کر لو اللہ تیرے ساتھ دنیا کا سلوک اچھا کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ جتنی باتیں کی ہیں ان کو سمجھنے کی سعادت عطا فرمائے اور جو گفتگو کی ہے اس گفتگو کو ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔(آمین)

قرآن کا اعجاز اور سفارش کا بیان

عالم القرآن کورس کی مبارک کلاس ہے اورالحمد وللہ ہمارا یہ ہفتہ وار قرآن پاک کو سمجھنے کا سلسلہ جاری ہے آج انشاء اللہ العزیز صفحہ نمبر ۱۳۷ اور سورۃ نساء کی آیت نمبر ۸۲، یہ پہلے ہمارے اس درس کا موضوع ہوگی

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَا فًا کَثِیْرًاO

اللہ نے ارشاد فرمایا

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

تم قرآن پاک میں غور نہیں کرتے۔

وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَا فًا کَثِیْرًا

اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوتا تو اس میں اختلافِ کثیر پاتے

یہ پہلی آیت ہے جس کی طرف ہماری آج توجہ ہوگی ہم اس کو سمجھیں گے جیسا کہ پہلی آیات میں منافقین کا رویہ آپ کی خدمت میں پیش ہوتا رہا، آیات میں اللہ پاک نے منافقین کی گفتگو کی ہے کہ منافق جو ہیں ان کے طرزِ عمل کی طرف اللہ نے اشارہ فرمایا تو یہ آیت بھی منافقین کی طرزِ عمل کی طرف ہی ہے، اللہ فرما رہا ہے کہ تم غور نہیں کرتے قرآن میں۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اگر یہ کسی ایسے شخص کی طرف سے ہوتا جو اللہ نہ ہوتا یعنی غیر اللہ ہوتا تو اس میں تم کثرت سے اختلاف پاتے

قرآن پاک اللہ کا ایسا کلام ہے، قرآن پاک ایسی اللہ کی خاص رحمت ہے کہ اس کلام کے اندر جو بہت بڑی خوبی ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، یہ ایسا قرآن پاک کا اعجاز ہے جس کو کچھ اس طرح سے اگر سمجھ لیا جائے کہ دنیا کی ہر کتاب میں جب بھی کوئی مصنف کوئی کتاب لکھتا ہے تو ضرور اس میں ایک جملہ لکھتا ہے کہ میں نے تو اپنی پوری محنت سے لکھا ہے لیکن اگر اس میں کوئی غلطی پائیں مجھے بتا دیں میں اسکی اصلاح کر دوں گا یہ ہر مصنف نے اپنی کتاب میں لکھا ہوتا ہے کہ اگر کوئی غلطی ہوئی تو مجھے بتا دیجئے گا میں اس کی اصلاح کر دوں گا، میں ٹھیک کر دوں گا، واحد قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جس کتاب کو جب نازل کیا گیا تو اس کی پہلی آیت ہی سورۃ بقرہ کے اندر فرما رہی ہے

الم ذلک الکتب لا ریب فیه یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی غلطی ہے ہی نہیں پہلے جملے میں ہی لکھنے والا بھیجنے والا یہ دعوی کر رہا ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی نہیں، یہ اعجاز ہے قرآن کا یہ قرآن کی تخصیص ہے، یہ قرآن کا خاصہ ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں ہے

آقا ﷺ کی ایک حدیث نظر سے گزری آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

تم قرآن پاک کو پڑھا کرو تم غنی ہو جاؤ گے، قرآن پاک کو پڑھا کرو تمہارے لئے زندگی آسان کر دی جائے گی قرآن کو پڑھا کرو یہ تمہارے لئے اس وقت سایہ بن جائے گا جس وقت دھوپ ہوگی، قرآن کو پڑھا کرو یہ اس وقت تمہارے لئے بخشش لے کر آئے گا جب ہر طرف تمہارے لئے مصیبتیں نازل ہو رہی ہوں گی، قرآن پاک پڑھا کرو یہ اس وقت تمہیں اللہ پاک کے عذاب سے بچا لے گا جب ساری دنیا عذاب میں گرفتار ہوگی۔

تو لہذا یہ وہ کتاب ہے جس کتاب کی طرف منافقین کی اللہ نے توجہ دلوائی کہ تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر جو ہے اس کتاب کو میرے سوا کوئی اور نازل کرتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا، ہر آیت دوسری آیت سے مختلف ہوتی اور کہیں نا کہیں آیات کے معنی بدل جاتے اور کہیں نا کہیں واقعات بدل جاتے لیکن آپ غور کریں کہ قرآن پہلے حرف سے لے کر والناس

تک کسی جگہ بھی ایسی گفتگو پیش نہیں کرتا جہاں اختلاف ہو یعنی قرآن پہلے سپارے میں جو کہتا ہے آخری سپارے تک وہی گفتگو ہے، یہ نہیں کہ آگے جا کے وہ بدل جائے گا بلکہ ہر آیت کو اللہ پاک نے بہت خوبصورت انداز سے یعنی سلیقے سے اس کو رکھا ہے (اللہ اکبر)

تو لہذا اگر کوئی واقعی اسے کلامِ الٰہی سمجھ لے واقعی اسے کوئی کلامِ الٰہی سمجھ لے تو پھر اس کی عزت دل میں اترتی ہے اور بزرگوں نے ایک جملہ لکھا کہ

قرآن کو نہ پڑھنے والا اصل میں اسے کلامِ الٰہی ہی نہیں سمجھتا اسے یہ یقین ہی نہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے

آپ اندازہ کریں کہ آپ کے گھر میں آپ کے والد صاحب کا ایک خط پڑا ہو جو آپ کے والد صاحب نے یورپ سے سعودیہ سے کویت سے بھیجا ہو اور آپ بیٹے ہوں، بیٹی ہوں اور والد صاحب نے بھیجا ہو تو کیا خیال ہے کوئی ہے ایسا بد بخت بیٹا یا بیٹی جو اس خط کو کھول کے نہ پڑھے، نہیں، یقیناً اسے پڑھے گا کیونکہ اس کے والد صاحب نے اسے بھیجا، والد صاحب نے بڑے پیار سے اس میں ہدایت کی ہوگی کوئی اپنے دل کی بات کی ہوگی، کوئی اس میں اپنی محبت کا اظہار کیا ہوگا کہا ہوگا کہ بیٹے دور میرا دل تیرے بغیر دل نہیں لگتا، سو باتیں والد نے لکھی ہوں گی تو بیٹی کتنے پیار سے اسے کھولے گی لیکن اگر اسے یقین ہو کہ یہ والد کا ہے تب کھولے گی تو بزرگ لکھتے ہیں کہ ''ہم وہ لوگ ہیں جنہیں یقین ہی نہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے جس وجہ سے یہ لوگ قرآن نہیں پڑھتے، اگر انہیں یقین ہو کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہوا وہ خط ہے جو ۱۴۰۰ سال پہلے ایک ایسے پیغمبر نے دیا تھا جس کا نام محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے'' ارے پیش کرنے والا بھی بڑا اعلیٰ اور جس نے کتاب بھیجی وہ بھی بڑا اعلیٰ، اور جو کتاب آئی وہ بھی بڑی اعلیٰ، تینوں ہی چیزیں بڑی اعلیٰ ہیں اس کے باوجود نہیں پڑھتا تو سوائے بد نصیبی کی اور کیا کہا جا سکتا ہے، بزرگ فرماتے ہیں کہ

جس شخص کی صبح کا آغاز قرآن پڑھنے سے ہو جائے اس دن اس کی کوئی بدبختی کوئی بد نصیبی نہیں آسکتی، وہ دن خیر ہوگا، وہ دن اس کے لئے بھلائی لے کر آئے گا جس دن کا آغاز قرآن پڑھنے سے ہو، چاہے دو آیتیں ہی کیوں نہ ہو۔

تو اس لئے عادت بنایا جائے قرآن پاک کی تلاوت کو، قرآن پاک کی گفتگو کو، غالباً **حضرت امام شافعیؒ**، آپ نے بڑے عرصہ دس سال کی محنت کے بعد ایک کتاب لکھی اس میں معرفت کی باتیں لکھی اس میں آپ نے بڑی محنت سے بڑی کوشش سے کتاب لکھی تو جب وہ مکمل ہو گی تو ایک دن اپنے شاگرد کو بلایا اور فرمایا کہ جاؤ یہ صندوق لے جاؤ اور اس کا تالا نہیں کھولنا تو اس کو جا کے دریا میں پھینک دو، اس نے پوچھا بھی حضور کچھ خاص ہے تو انہوں نے کہا کہ جو بھی ہے بس اسے پھینک دو تم نے اس کو کھولنا نہیں تو شاگرد چلا گیا تو جا کے اس نے جب دریا میں پھینکا وہ صندوق، کیا دیکھتا ہے کہ اس صندوق کو پانی نے راستہ دے دیا اور پانی جو ہے وہ دونوں طرف سے ہٹتا چلا گیا اور وہ صندوق سیدھا چلا گیا، یہ خیران ہو گیا کہ ایسی کیا تھی اس میں شے جس کو پانی نے بھی راستہ دے دیا، واپس آ کے اس نے حضرت کے پاؤں پکڑے اور پوچھا حضرت مجھے بتائیں کہ اس میں کیا تھا کیونکہ میں نے دیکھا کہ اس صندوق کو پانی نے بھی راستہ دے دیا، انہوں نے بتایا کہ میں نے بڑی محنت سے کتاب لکھی تھی جس میں اللہ کی معرفت کی باتیں میں نے لکھی تھیں لیکن جب میں نے اسے مکمل کر لیا تو جب ایک دن میں نے قرآن کھول کر پڑھا تو مجھے محسوس ہوا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے میری اس کتاب کی ضرورت ہی نہیں لہذا میں نے اپنی کتاب کو دریا بود کروا دیا۔

آپ اندازہ کریں کہ قرآن کے ہوتے ہوئے اور کس ہدایت کی ضرورت ہے انسان کو، یہ وہ کتاب ہے جو آپ کی بیماریاں، آپ کی نحوستیں، آپ کی ظاہری تمام بدبختیوں سے لے کر آپ کی باطنی تمام بیماریوں سے لے کر آپ کی روحانی بیماریوں سے لے کر آپ کی معاشری بیماریوں تک ہر شے کا علاج اس کتاب میں موجود ہے

ولا رطبن ولا یابس الا فی القرآن الکریم

کوئی خشک وتر شے ایسی نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو۔

ہر شے اس میں موجود ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ

میری تو رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن سے ڈھونڈ لیتا ہوں

مثال

تو انسان خود ہی نہ اسے پڑھے اور خود ہی نہ اس پہ غور کرے اور اس کے معاملات کی طرف نہ دیکھے تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کی رحمت ملے، اگر والد صاحب نے وہ خط انگلش میں بھیجا ہے اور وہ آپ کو پڑھنا ہے تو آپ انگلش میں ترجمہ کروائیں اگر انگلش نہیں آتی سمجھیں کہ والد صاحب نے یہ کیا لکھ کے بھیج دیا ہمیں عربی جو ہے نہیں آتی ہمیں اس کا ترجمہ کروانا پڑتا ہے ہم عربی دان نہیں ہیں ہم پنجابی بولنے والے یا اردو سمجھنے والے لوگ ہیں تو اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس کا ترجمہ پڑھیں ہم بھی عربی میں پڑھتے رہتے ہیں بھئی عربی ہماری زبان نہیں ہے، عربی قرآن پاک میں نازل کرنے کا اللہ پاک کا ایک خاص مقصد تھا کیونکہ اس زبان کو اللہ نے قرآن کی زبان اس لئے بنایا کیونکہ یہ آقا ﷺ کی یہ زبان تھی تو اس کے بعد مقصد یہ نہیں کہ اس کو عربی میں ہی پڑھنا فرض ہوگا ہے بلکہ اس کو ترجمے سے پڑھنا ہوگا، ہماری زبان اردو ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اس کو ترجمے سے پڑھنے کا بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے بڑے فخر سے بتائیں گے کہ میں نے ترجمہ پڑھا ہوا ہے بھئی بڑے فخر سے بتانے کی کیا ضرورت ہے **یہ کوئی فخر ہے یہ تو ایک ضرورت ہے، یہ تو ایک بنیادی ضرورت ہے ترجمے سے پڑھنا اور یہاں والدین با قاعدہ بچی کا یہ تعارف کروائیں گے کہ اس نے قرآن ترجمے سے پڑھا ہوا ہے،** یہ کوئی فخر ہے یہ تو ضرورت ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ مجھے پیاس لگی تھی تو میں نے پانی پی لیا ہے بھئی پیاس لگی تھی تو پانی پینا تمہاری ضرورت تھی اس میں تمہیں اعلان کروانے کی کی اور فخر کرنے کی کیا ضرورت تھی تو ایسے ہی اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں ترجمے سے پڑھا ہوا ہوں قرآن تو یہ تو بھئی **it is your need** فخر کی بات تو نہیں ہے، ہم نے نا اسے ایک الگ طریقہ سمجھا ہے کہ ترجمہ اور ہے اور عربی اور ہے لہذا اب میں ترجمے سے پڑھ رہی ہوں، پرے ہو جاؤ پیچھے ہو جاؤ میں ترجمے سے پڑھ رہی ہوں قرآن بھئی یہ تو ایک ضرورت ہے اس کے بغیر تو گزارہ نہیں ہے، افسوس کی بات ہے کہ ابھی تک ہم بڑی محنت کر رہے ہیں مسلسل چار سال ہو گئے قرآن پاک کے کورسز کروانے میں لیکن شعور اب بیدار ہونا شروع ہوا ہے تھوڑا تھوڑا برف پگھلنا شروع ہوئی ہے کہ لوگ اب ترجمہ پڑھتے ہیں اور ترجمے کی طرف دھیان ہوا ہے لوگوں کا تھوڑا تھوڑا، اور ترجمے کی طرف ذہن بڑھا ہے کہ میں ترجمہ پڑھا کروں قرآن کا اس میں، صرف عربی کا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ عربی عرب والوں کے لئے ہے سعودیہ عرب والے ہیں نا جو ان کے لئے ہے انہیں سمجھ آجاتی ہے یہ،

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ انہیں پتہ چل گیا، ہمیں نیچے پڑھنا پڑھے گا کہ تم غور کیوں نہیں کرتے قرآن پہ، (اللہ اکبر) ہماری ڈیوٹی زیادہ ہے ہمیں زیادہ responsible ہونا ہے (اللہ اکبر) تو لہذا معرفت اور حقائق کا یہ سمندر جس کی لہریں جس کی ہر موج ہر قطع رنگ و بو لئے ہوئے ہے اور اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں۔

سورۃ کوثر جب نازل ہوئی تو اس وقت اتفاق سے مکے میں شاعری کا مقابلہ تھا اور وہ ہر سال ہوتا تھا تمام ملکوں سے شاعر آتے تھے اور شعر لکھ کے کعبے کی دیواروں کے ساتھ لگا دیتے تھے اور پھر ابو جہل ،ابو موسیٰ اور اسی طرح دیگر بہت سارے جو سرداران قریش تھے وہ بھی آتے اور پھر ان میں سے بہترین شاعری کا انتخاب کیا جاتا اور پھر اسے کئی کئی سرخ اونٹ انعام میں ملتے جس کو پہلا نمبر ملتا تو ان دنوں جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو کسی صحابی نے اسے بھی لکھ کر اسے خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ لگا دیا چھپ کے رات کی تاریکی میں وہ آیا اور اس کو دیوار پہ لگا دیا، اگلی صبح جب تمام نمونے اتارے گئے اور پڑھے گئے تو فلاں غلطی فلاں غلطی نکالتے ہوئے، ہر شاعر کی شاعری میں غلطیاں نکالتے ہوئے جب سورۃ کوثر پہ آئے تو پڑھا انہوں نے **اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ** بظاہر جملہ بالکل درست ہے کوئی ایسا مسئلہ نہیں **فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ** یہ بھی ٹھیک ہو **اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ** گیا ہے تو یہ شاعری کا ہی انداز نا ایک شاعری جیسا سلسلہ بنتا ہے پھر پڑھا کہ کوئی غلطی نہیں ہے پھر پڑھا پھر تیسرا پھر چوتھا وہ سارے لوگوں نے پڑھا کوئی غلطی ہی کوئی نا نکلے یہاں تک کہ سب نے توجہ جب ادھر ہو گئی تو پوچھا گیا کہ بھئی کون ہے جس نے یہ لکھا ہے نیچے نام بھی نہیں لکھ کے گیا، آئے نام وصول کرلے، کوئی نہ آیا، چونکہ مسلمان کم تھے تعداد میں اس وقت کسی صحابی نے جس نے لکھا تھا اس نے سامنے آنا مناسب نہیں سمجھا تو اعلان انہوں نے بڑا کیا کہ کون ہے جس نے لکھا ہے ہمیں آ کے بتائے تو صحیح کہ اس نے ایسا کلام کہاں سے لکھا ہے جس میں کوئی غلطی نہیں ہے یہاں تک کہ جب کوئی نہ آیا تو انہوں نے نیچے لکھ دیا کہ **ما هذا كلام البشر** یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ کسی اور شے کا ہی کلام ہے کوئی آیا جو نہیں تو کوئی اور ہی انسان لکھ کے چلا گیا ہے اگر انسان کا ہوتا تو ہم غلطی نکال لیتے تو لہذا قرآن پاک میں کوئی غلطی نہیں ہے یہ واحد کتاب ہے جو اپنے ماننے والوں کے لئے رستہ ہدایت ہے نور ہے سر سے پاؤں تک یہ برستا ہوا نور ہے، یہ نور کا برستا ہوا مینار ہے جو امت کے لئے قیامت تک قائم رہے گا۔

تو اللہ پاک منافقین سے یہ کہہ رہا ہے کہ تم یہ سوچ رہے ہو کہ یہ کسی اور نے لکھ دیا ہے کیونکہ کافر یہ کہتے تھے کہ یہ محمدﷺ راتوں کو سوچتے ہیں اور صبح اُٹھ کے لکھ کے لے آتے ہیں، کہانیاں لکھ لیتے ہیں پچھلے دور کی، کوئی انہیں سناتا ہے تو یہ عاد کی، ثمود کی، ابراہیم کی، موسیٰ کی کہانیاں لکھ کے لے آتے ہیں تو اللہ فرما رہا ہے کہ اگر یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ یہ غیر اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا (اللہ اکبر)

اس کے بعد اگلی آیت کی طرف آیئے اور صفحہ نمبر ۲۷۳ پہ آیت نمبر ۸۵ یہ ہمارا دوسرا موضوع ہے ارشاد فرمایا

مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ نَصِیۡبٌ مِّنۡہَا ج وَ مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً سَیِّئَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ کِفۡلٌ مِّنۡہَاط وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقِیۡتًاO

ترجمہ:

جو اچھی سفارش کرے گا اس کا حصہ ہوگا اس میں اور جو بری سفارش کرے گا اس کے لئے بوجھ ہوگا اس سے، اور اللہ پاک ہر چیز پہ قدرت رکھنے والا ہے

بڑی خاص آیت کہ اگر کوئی کسی کے حق میں اچھی سفارش کرے گا تو یہ جائز ہے، سفارش کرنا بذاتِ خود برا عمل نہیں ہے یہ اچھی چیز ہے لیکن اچھی سفارش ہو مثلاً اگر کوئی طالب علم محنتی ہے، کوئی طالب علم اس قابل ہے کہ اسے جاب دی جائے اس کے نمبر بھی اچھے ہیں اور وہ محنتی بھی ہے اور وہ اس قابل بھی ہے اور پھر آپ کو اگر کوئی کہہ دے کہ اس کی سفارش کر دیں تو اس حالت میں قرآن اجازت دے رہا ہے کہ جو کوئی اچھی سفارش کرے گا اس کا حصہ اسی میں سے اسے مل جائے گا، یعنی وہ طالب علم اگر اس سفارش سے کسی جگہ پہنچ گیا تو جتنی نیکیاں، جتنی اچھائیں وہ وہاں کرتا ہے، جتنی بھی اللہ اس کو رحمتیں دے گا اس کا ایک حصہ اس سفارش کرنے والے کو بھی عطا کیا جائے گا تو اس لئے اچھی سفارش کرنا یہ نیکیوں میں حصہ لینے کے برابر ہے اور کسی کے کام آنا کسی کو دیکھ لینا، کہ یہ واقعی مجبور ہے اور اگر میں اس کے ساتھ جاؤں گا یا میں اس کے ساتھ جاؤں گی اس کی سفارش کروں گی اس کے لئے بات کروں گی تو میرا کیا جانا ہے اس کا کام ہو جانا ہے مجبور ہے، پریشان ہے تو اس کے بعد جتنی نیکیاں وہ کرے گی ساری نیکیاں سفارش کرنے والے کو بھی عطا کی جائیں گی۔

آقاﷺ نے اس کو اس حد تک پسند فرمایا کہ

اگر کوئی میرے پاس آئے اور میں کعبے کے اعتکاف میں بھی بیٹھا ہوں، غور سے سن لیں، کہ میں کعبے کے اعتکاف پہ بیٹھا ہوں اور کوئی میرے پاس آئے اور یہ کہے کہ اے محمدﷺ آپ میرے ساتھ چلیں آپ کی سفارش ہوگی تو میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اس بھائی کے لئے اپنے کعبے کا اعتکاف بھی توڑ دوں گا اور جا کے اس کی سفارش کروں گا اور اس کے کام آ جاؤں اور اس کا اگر میری وجہ سے کام رکا ہوا ہے تو میں جا کے کہہ دوں گا تو کام ہو جائے گا تو میں اس کے لئے کعبے کے اعتکاف کو بھی توڑ دوں۔

آپ اندازہ کریں کہ ایک اعتکاف اگر انسان کرے تو اسے دو حج اور دو عمروں کا ثواب پاتا ہے اور کعبے کا اعتکاف خود ایک لاکھ اعتکاف کے برابر ہے ایک انسان کے لئے سفارش کرنا کسی کے لئے جا کے تر لا منت کرنا یہ کتنا پسند ہے اللہ کو کہ ایک لاکھ اعتکاف ایک طرف اور جا کے تو نے کسی کا کام کر دیا، کسی کے لئے فون کر دیا، کسی کے ساتھ چلی او جا کے اس کی سفارش کر دی ایک لاکھ سے زیادہ اعتکاف کا اجر ہے اور ہم عجیب لوگ ہیں کہ ہمارے ساتھ اگر کوئی آئے گا ہمارے پاس اور اگر وہ آ کے کہے گا نا کہ آپ میرے ساتھ چلیں نا تم چلو میرے ساتھ میرا کام ہو جائے گا فلاں کو ذرا کہہ دو نا تو آپ یہ بھی دیکھ لیں کہ کوئی جائز کام ہے کوئی برا نہیں ہے، کوئی اس میں کوئی ایسا کام نہیں یہ کر رہی کہ جو دین سے باہر ہو اچھا کام ہے، بس اس کا جو کام ہے میرے وجہ سے اٹکا ہوا ہے میں جا کے کہوں گی تو حل ہو جائے گا تو اللہ کی طرف سے اسے غنیمت جانو،

بزرگوں نے ایک جملہ لکھا کتابوں میں کہ اگر کوئی تمہارے

پاس اپنی ضرورت لے کر آ گیا ہے تو اس پہ اکڑو نہیں، اللہ کے سامنے سر سجدے میں رکھ دو کہ اس نے تمہیں اس قابل سمجھا

کہ وہ خدا جو خود ضرورت پوری کر سکتا تھا اس نے تیرے رستے اس کی ضرورت کو پورا کرنا ہے، اس نے تجھے اس قابل سمجھا کہ وہ تیرے پاس بھیج دی گئی، ورنہ وہ خدا اگر خود ضرورت پوری کرنا چاہے تو اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے، وہ خود کر سکتا ہے لیکن تیرے پاس بھیجا اسے کہ وہ تیری سفارش کر دے گی تو ہم بھی خوش ہو جائیں گے اور تیرا کام بھی ہو جائے گا ہم عجیب لوگ ہیں ہمارے پاس کوئی آ جائے یا کوئی ایسا معاملہ آ بھی جائے تو اوّل تو توجہ ہی نہیں کرتے یا پھر یہ سوچتے ہیں کہ اس کے عوض مجھے کیا ملے گا اگر میں اس کی سفارش کروں نا آج تو کل کو میں اس سے کیا کام لے سکتی ہوں کیا اس سے نکلواؤں گی یا کل کو میں کیا اس سے فائدہ اٹھا سکوں گی، اگر تمہیں کچھ نظر آتا ہے فائدہ تو پھر تو ضرور جائیں گے اور اگر نہیں نظر آتا تو پھر تو کل آنا، اوّل تو یہ سرکاری محکموں میں دیکھیں نا کیا ہو رہا ہے ان بدنصیبوں کی ذرا حالت دیکھیں سارے تو نہیں لیکن حال بہت برا ہے، بہت برا ہمارے ایک دوست یونیورسٹی میں، سرکاری محکمے میں بھی ہیں وہ ایک دن بتا رہے تھے کہ خدا کی قسم اس قدر یہ لوگ بے رحم ہیں کہ حد ہے، ایک بندہ رحیم یار خان سے چل کے آیا ہے بیچارہ بوڑھا ہے اور آ گیا ہے تو آ کے اس کا کوئی سرکاری کام ہے تو ایک چھوٹا سا کاغذ وہ بھول آیا ہے یا وہ نہیں لا سکا اور گزارہ بھی ہو جائے گا اور پتہ بھی ہے کہ گزارہ ہو جائے گا اسکو دوبارہ کہیں گے جاوا پس رحیم یار خان لے کر آ کاغذ، کہتے ہیں میں اس پہ بڑا سخت رویہ اختیار کرتا ہوں اپنے sub ordinate کے ساتھ کہ کسی نے ایسا ظلم کیا تو میرے سے برا کوئی نہیں ہوگا، ابھی اس نے سوال ہی کیا ہے کوئی بات نہیں اس کا ایک کاغذ ہے وہ بعد میں بھی آ سکتا ہے کسی کا کام نہ روکو، میں نے کہا بہت بڑی نیکی کرتے ہیں آپ، یہ تو جوں سے زیادہ ثواب کما رہے ہیں آپ، **آپ کے پاس اگر کوئی کام لے کر آ جائے تو اللہ کا شکر ادا کریں کہ تمہیں اس قابل سمجھا گیا کہ تمہارا بھی اللہ کی نظر میں کوئی مقام ہے ورنہ اس کے تو کروڑوں ایسے فرشتے ہیں جو اپنے بندوں کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں (اللہ اکبر)**

اس لئے سفارش کرنا کوئی بڑا عمل نہیں ہے اور ڈھونڈا جائے **یہ اللہ والوں کی کیوں شان اتنی زیادہ ہے** میں اکثر عرض کرتا ہوں کہ بزرگوں کی شانیں کیوں اتنی زیادہ ہیں، بزرگوں کی شانیں کیوں بلند ہیں یہ کرتے کیا ہیں یہ کونسی ایسی نماز پڑھتے ہیں۔۔ **سبحان اللہ سے لے کر یوم یقوم الحساب تک** ہی پڑھتے ہیں اس سے زیادہ نہیں پڑھتے اور درود بھی وہی پڑھتے ہیں جو ہم پڑھتے ہیں، ان کا جسم بھی وہی ہے جو ہمارا ہے دو آنکھیں، دو کان، وہی ہاتھ پاؤں وہی جسم، وہی گھر کے حالات سب ایک ہی طرح ہوتے ہیں لیکن ان کی عزتیں، ان کی اللہ کی نظر میں کیوں وقعت زیادہ ہے اس لئے کہ ان کے پاس کوئی آتا ہے نا دعا کے لئے تو آج راز سن لو اور سمجھ جاؤ، کہ جب کوئی ان کے پاس دعا کے لئے آتا ہے نا کہ حضرت میرے لئے دعا کر دیں تو یہ اس کے لئے **اپنی ذات سے بھر کر دعا کرتے ہیں، اپنی ذات کو بھی پیچھے رکھ دیتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں** جو ان کے پاس دعا کی نیت سے آتا ہے لہذا اللہ پاک انہیں بھی بلند کر دیتا ہے، یہ سارا دن اور کیا کرتے ہیں، سارا دن لوگوں کے لئے دعائیں ہی تو کرتے ہیں **مخلوق کی بہتری کے لئے سفارش کرتے** ہیں اللہ کی بارگاہ میں کہ مولا کام تو نے کرنا ہے، آیا میرے پاس ہے کر دے، ہو گیا، پھر کوئی آیا مولا تو نے ہی کرنا ہے، میرے پاس آ گیا ہے اے مولا میں سفارش کرتا ہوں کام کر دے، کام ہو گیا اور یہ کرتے کیا ہیں یہ دن رات سفارشیں ہی تو کرتے ہیں اور اللہ پاک ان کی عزت بنا تا چلا جاتا ہے۔

اور کائنات کے سب سے بڑے سفارشی میرے محمد ﷺ ہیں اور حضور ﷺ بھی تو سفارشی ہوں گے قیامت کے دن، یہ شفاعت کیا ہے، یہ شفاعت کسے کہتے ہیں، یہ سفارش ہی تو ہے

،اب دیکھیں میرے نبی نے کیسا جملہ فرمایا، فرمایا کہ

میری سفارش **لی قبا ئل امتی** میری سفارش امت کے کبیرہ گناہگاروں کے لئے ہوگی\

چھوٹی موٹی سفارشیں تو میرے صحابہ بھی کر لیں گے، باقیوں کو تو میرے صحابہ بھی بخشوالیں گے، میرے ولی اللہ، میرے بہت سارے اور بھی چاہنے والے بخشوالیں گے، میں اپنی امت کے کبیرہ گناہ گاروں کو بخشواؤں گا، میری سفارش ان کے لئے ہے تو **حضور ﷺ ایک دو تین کے لئے نہیں بلکہ ساری کائنات کے سفارشی ہیں** لہذا اس اصول کو جو قرآن نے بیان کر دیا کہ جو اچھی سفارش کرے گا اس کا حصہ پائے گا اس کی رحمت اور کرم اس کو ملے گا اور کہا قبر میں بھی ملے گا، تیری وجہ سے اگر کسی کا بچہ ملازمت پہ لگ گیا، تیری وجہ سے کسی کے بچے نے نوکری پالی، اچھی دکان پہ، اچھے کاروبار پہ چلا گیا، تیری وجہ سے کسی کا قرضہ معاف ہو گیا، تیری وجہ سے کسی کو دوائی مل گئی، تیری وجہ سے کسی کا دکھ دور ہو گیا تو اب قیامت تک اس کا اجر قبر میں بھی پاؤ گے، یہ اللہ کو اتنا پسند ہے

اور صرف اتنا ہی نہیں فرمایا آگے بھی فرمایا

کہ اگر تو بری سفارش کرے گا تو اس کا بوجھ تجھے ہی ہوگا ایک ہے ہی نکما انسان، ایک ہے ہی بے دین اور رشوت لے رہا ہے اور غلط طرف جا رہا ہے اور اس کا نظر آ رہا ہے کہ غلط کام کر رہا ہے تو اس کے لئے اگر سفارش کر دی نا تو اس کا بھی حصہ پاؤ گے اور اس کی بھی نحوست تمہارے اوپر پڑے گی کیونکہ تیری وجہ سے اس کا بھی کام ہو جائے گا، سفارش تو دونوں کی تو نے کی ہے، اچھی کرو گے تو اچھا صلہ ملے گا اور اگر غلط کرو گے تو اس کا صلہ بھی برا ہوگا، بوجھ بن جائے گا تمہارے لئے، بےلذت گناہ، اسے کیا کہتے ہیں بولتے بے لذت گناہ کہتے ہیں، گناہ کسی نے کیا اور سارا تمہارے اوپر آ پڑا بےلذت ہی، چلو اسے گناہ میں کچھ لذت آ گئی تمہیں لذت بھی نہیں آئی اور سارے کا سارا گناہ تمہارے گلے آ پڑا ہے اس کو کہتے ہیں بےلذت گناہ، تو ایسے شخص جو بری سفارش کرتے ہیں، اللہ فرما رہا ہے ان کا ہے یہ

یہ ذہن میں رکھیں کہ یہ جو ووٹ ہے نا یہ بھی سفارش ہے، یہ بھی ایک سفارش ہے، یہ ریکارڈنگ کے ذریعے میرا پیغام انٹرنیٹ تک پہنچتا ہے اور جو مجھے وہاں بھی سنیں وہ بھی اس کو ذہن میں رکھیں کہ ووٹ بھی **ایک** سفارش ہے اور اگر آپ نے کسی غلط بندے کی کر دی نا تو اب اس کا بھی خمیازہ، اس کو تو عذاب ہوگا ہی جو آپ نے اس کی حمایت کر دی تھی جو آپ نے اس کو ووٹ ڈال دیا تھا کہ میری برادری کا ہی ہے اپنا بندہ ہے یار، وہ چچا نے کہا تھا، وہ بھتیجا کہہ رہا تھا لہذا ڈال دو یار، تو پھر کیا ہو گیا او دیکھو نا روٹی کھلائی ہے ہمیں او دیکھو نا وہ ہمیں گاڑی میں لے کے گئے ہیں گاڑی میں لے کر آئیں ہیں انہی کو دینا چاہئے تو اللہ فرما رہا ہے کہ اس کا بوجھ بھی تمہارے اوپر ہے، کل کو وہ جتنے ظلم کرے گا جتنی زیادتیاں کرے گا تم نے ان کو بھگتنا ہے، آپ دیکھ لیں ہماری قوم بذاتِ خود کتنی بڑی مجبوری میں پھنسی ہوئی ہے اور کتنے لوگ ہیں جو غلط سفارشی ہیں اور غلط لوگوں کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے اور لہذا اب روتے پھرتے ہیں۔

وَ کَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا

اور اللہ ہر چیز پہ قدرت رکھنے والا ہے۔

اس سے اگلی آیت ۸۶ صفحہ نمبر ۳۷۳

اللہ نے ارشاد فرمایا

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًاO

بہت خوبصورت آیت ہے اور اس آیت کو مجھے یاد آ گیا کہ قبلہ عالم سے کئی بار ہمیں پڑھنے کی سعادت ملی ہے بہت اعلیٰ مضمون ہے اس آیت کا، جی چاہتا ہے کہ اس کو بہت اچھی طرح کھولا جائے **اللہ نے ارشاد فرمایا**

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا

جب سلام دیا جائے تمہیں کسی لفظ دعا سے تو تم ایسے لفظ سلام سے جواب دو جو اس سے بہتر ہو یا کم از کم وہی لفظ ہی دہرا دو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا

بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی اس کے شان نزول میں جو مفسرین نے درج کیا کہ **بعض** صحابہ کرام جب سلام کرتے تھے **ایک** دوسرے کو تو اسے اشارے سے جواب دیتے تھے مثلاً اگر کسی نے کہا السلام علیکم تو آگے سے سر ہلا دیا، یا کسی نے کہا کہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ تو آگے جواب میں صرف کہا گیا وعلیکم السلام تو اس طرز عمل کو ختم کرنے کے لئے اللہ پاک نے اس آیت کا نزول فرمایا، آپ اندازہ کریں کہ اللہ کو ادب آداب کتنے پسند ہیں کہ ادب آداب کے لئے پوری آیت نازل کر دی اور آداب سکھانے کو اللہ اتنا پسند کرتا ہے کہ پوری آیت کا نزول ہی آداب کے لئے کیا گیا ایک تو اس کا شان نزول یہ ہے۔

اور دوسرا یہ ہے کہ کسی صحابی نے کسی صحابی کو تحفہ بھیجا تو وہ کوئی کھانے والی چیز تھی تو اس صحابی نے بجائے یہ کہ اس کو واپس کرنے کے اچھی چیز وہ خالی برتن ہی اسے واپس کر دیا تو اس کے لئے بھی اللہ نے یہ ادب سکھایا کہ اگر تمہیں کوئی اچھی چیز دے، سلام دے یا کوئی اچھا تحفہ دے تو بھئی اتنے کنجوس نہ بنا کرو بہتر شے واپس کیا کرو

مطلب اگر کسی نے **السلام علیکم** کہا تو تمہارا فرض ہے کہ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ، اور اگر کسی نے السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہا تو تمہارا فرض بنتا ہے کہ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اور اس سے بھی آگے بزرگوں نے پوری دعا لکھی ہے کہ اگر کسی نے یہ بھی کہہ دیا **السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ** تو جواب دو **وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ وجنت حلال**، اور اگر کسی نے یہ بھی کہہ دیا **السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ** وجنت حلال تو اس کا بھی جواب دیتے ہوئے کہا کہ یوں کہو کہ **وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ و جنت حلال و دوزخ حرام**، حد کر دی یعنی ہر لحاظ سے اچھی چیز واپس کرو، ایک تو کہا پہلا طریقہ یہ اور دوسرا کہا چلو نہیں تم اتنا نہیں تمہارا دل اتنا کہ کسی کو دعا دو **اَوْ رُدُّوْهَا** تو کم از کم اتنا ہی لفظ دوبارہ کہہ دو، کسی نے کہا السلام علیکم تم کہو وعلیکم السلام یعنی کم از کم وہی دوبارہ اسے لوٹا دو، آگے نہیں بول سکتے تو

ہم ایسے عجیب لوگ ہیں کہ ہمیں دعا دیتے ہوئے بھی تکلیف ہی ہوتی ہے کہ کسی کو نہ ہی دوں دعا اور یہ بھی کہ کوئی پلے سے خرچ ہو جائے گی شے تو لحاظہ دعا نہ ہی دوں، حالانکہ **دعا دینی چاہیئے جتنی دو گے اتنی بڑھے گی اتنا زیادہ سے زیادہ عزت اور کرم پیدا ہوگا** اور اسی طرح اگر آپ دوسری طرف آئیں تو کوئی تحفہ آپ کو اگر دے تو اس تحفے کے لئے صرف یہ نہیں کہ اس تحفے کے مطابق تحفہ واپس کیا جائے بلکہ اگر وہ آپکو جو ہے کارٹن کا سوٹ دے گیا ہے تو آپ اسے اس سے کوئی قیمتی سوٹ واپس کریں، جب آپ تحفہ دیں تو اس سے بہتر دیں اگر اس نے آپ کو پلاؤ بھیجا ہے تو آپ بھی اس کو پلاؤ ہی بھیجیں لیکن اس میں مٹر بھی ڈال دیں، تھوڑی سی اس میں بہتری پیدا کر دیں اگر اس نے آپ کو کوئی جو ہے تحفہ دیا ہے کوئی خوشبو دی ہے تو آپ اس سے تھوڑی اچھی خوشبو تحفے میں واپس کریں۔

تو حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

مجھے تحفہ دینا بھی پسند ہے اور تحفہ لینا بھی پسند ہے۔

ہم میں سے بہت سارے لوگ حدیث کا صرف دوسرا حصہ ہی پڑھتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ مجھے صرف تحفہ لینا ہی پسند ہے، صرف لینا ہی نہیں پسند بلکہ دینا بھی پسند ہے، ہم میں سے زیادہ صرف لینا ہی چاہتے ہیں کہ ہمیں دیا جائے بس ہمیں ہی دیں تحفہ ہم نہ کسی کو دیں تو ایسے نہیں ہوتا یہ قدرت کا قانون ہے کہ آپ لوگوں کو تحفہ دیں اللہ پاک اس کو اچھے انداز میں اچھی جگہ سے return کرائے گا بہتر انداز میں اللہ اسے واپس کروائے گا تو عام طور پہ یہ عادت دیکھی گئی ہے کہ سلام کرنے میں لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ اگر کسی نے ہاتھ بڑھایا ہے تو پھر ہاتھ بھی پورا نہیں ملائیں گے صرف اتنا سا تھوڑا سا، بھئی ہاتھ تو پورا ملاؤ دست پنجہ تو کرو صحیح طرح، وہ بھی صحیح نہیں ملاتے، کیوں، عادت ہی نہیں ہے، تو ایسے نہیں کرنا چاہیئے،

آداب میں آقاﷺ اس بات کا بڑا خیال رکھتے تھے، حضورﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اول تو سب سے پہلے سلام کرتے، خود سلام کرتے بڑھ کر، اور اگر کوئی سلام میں پہل کر دیتا تو اس کو بہترین جواب دیتے اور ساتھ نام بھی بول دیتے **وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا ابوبکر، وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا عمر**، نام بھی بول دیتے تاکہ اس کو اور عزت محسوس ہو۔

دنیا میں واحد چیز ہے ایک جسے عزت کہتے ہیں جو صرف دینے سے ملتی ہے یہ بغیر دیئے نہیں ملے گی آپ کو،

آپ کسی کو دے دیں تو آپ کو مل جائے گی، کسی کو دیں گے نہیں تو آپ کو بھی نہیں ملے گی، آپ اسے اپنے آپ سے نکال دیں اپنی جھولی سے نکال دیں پھر نکالیں واپس آجائے گی، پھر نکالیں واپس آجائے گی، پھر نکالیں واپس آجائے گی، اس کو جتنا نکالیں یہ واپس آئے گی اور اگر آپ چاہیں گے کہ نہیں لوگ مجھے عزت دیں تو نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا، عزت لینے کے لئے عزت کو دینا پڑتا ہے، پہلے دیں عزت پھر عزت کی توقع کریں، جیسے عجیب وغریب ہمارے حالات ہیں کہ جو دولہا جو ہے شادی کے پہلے دن ہی بیوی سے کہہ رہا ہوتا

ہے کہ میرے والدین کی عزت کرنی ہے تم نے خبر دار میری ماں ہے، باپ ہے، میری بہنیں ہیں ان کی عزت کرو، بھئی عجیب بیوقوف انسان ہو عزت دینے کے بعد ملتی ہے پہلے تم عزت دو اس بچی کو، اس بچی کو پہلے تم عزت دو کہ تو بھئی ہمارے گھر کی ہے ہماری اپنی ہے تیرے ماں باپ اسے عزت دیں، تیرے بہن بھائی اسے عزت دیں اس کے جواب میں یہ عزت دے گی، یہ کہتے ہیں نہیں تم پہلے عزت دو، ایسا نہیں ہوتا۔ تو اللہ پاک نے بڑا واضح کر دیا کہ اگر کوئی تمہیں سلام کرے یا کوئی اچھی چیز پیش کرے تو اتنی کم از کم واپس کر دو، کنجوسی کیوں کرتے ہو، واپس کیا کرو، لوگوں کو تحفے دیا کرو، مال پیش کیا کرو (اللہ اکبر)

آقاعلیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوا فرمایا حضور سخت غریبی ہے اور حالت بہت خراب ہے غربت کی وجہ سے تو ارشاد فرمایا کہ ایسا کرو کہ تم فوراً دعوت کرو، کھانا کھلاؤ لوگوں کو

تو رزق بھی ہمیشہ دینے سے بڑھتا ہے آپ کسی کو دے دیں تو یہ زیادہ ہو جائے گا تو وہ گھر چلا گیا جا کے بیوی سے بات کی کہ میں نے حضورﷺ سے کہا تھا کہ میرا حال بڑا خراب ہے تو آقاﷺ نے فرمایا کہ دعوت کرو تو میرے تو پلے ہی کوئی شے نہیں، تو بیوی کہنے لگی کہ اگر حضورﷺ نے کہہ دیا ہے تو بے شک دال روٹی پکائیں لیکن ایسا ہوگا، دعوت کر دی عزیزوں رشتے داروں کو کہہ دیا بتا دیا کہ آج ہماری طرف دعوت ہے رات کا کھانا ہماری طرف کھائیں تو عزیز بھی کہنے لگے کہ پہلے ہی تم کنگال ہو رہنے دو، کہا نہیں میں نے بس پکا لی ہے تم آ جاؤ جو میری قسمت میں ہوگا کھلا نا تم کھا لینا اب وہ عرب کا علاقہ تھا اب یہ سارے مہمان نواز لوگ ہوتے ہیں ان میں ایک بہت بڑی کوالٹی ہے یہ مہمان نوازی بڑی کرتے ہیں اور مہمان بننا بھی پسند کرتے ہیں اور مہمان بلانا بھی پسند کرتے ہیں تو انہیں جب پتہ چلا کہ اچھا چلو بلا رہا ہے تو ایک رشتے دار جو ہے نکلا تو رستے میں آتے ہوئے آٹے کی بوری اُٹھا لایا دوسرا نکلا تو آتے ہوئے پوری بوری پھلوں کی لے آیا تو تیسرا نکلا تو کہنے لگا کہ میں اب کیا لے کر جاؤں چلو کچھ درہم پیش کر دوں گا چوتھا نکلا تو اس نے چند کپڑوں کے جوڑے لے لئے، پانچوں نکلا تو اس نے آتے ہوئے کوئی قیمتی چیز کا تحفہ لے لیا اور وہ بھی پہنچ گیا اور پہنچے تو کھانا کھلایا گیا تو انہوں نے تحفے پیش کر دیئے کہ حاضر ہوئے ہیں تو خالی ہاتھ آنا مناسب نہیں سمجھا کہ ہم خالی ہاتھ آتے تو یہ تمہارے لئے تحفے لے کر آئے ہیں تو وہ حیران رہ گیا کہ جتنے پیسے لگے تھے وہ جو درہم لے کر آیا تھا وہ درہموں میں وہ پورے ہو گئے آٹے کی بوری بھی گھر آ گئی پورے مہینے کا پھل بھی آ گیا اور بہتر انداز میں جو ہیں وہ کپڑے بھی مل گئے حیران رہ گیا کہ میں نے تو تھوڑی سی چیز خرچ کی تھی تو مجھے اللہ نے اس کا کتنا بہتر اجر عطا کیا۔

تو ہم چونکہ نہ خرچ کرنا چاہتے ہیں ایک چھوٹی سی ٹافی کسی کو دینا مناسب نہیں سمجھتے اور کسی کو روٹی پانی کھلانا تو موت نظر آتا ہے لوگوں کو، اگر کوئی ایک سے دو دن رہ جائے تو اس کے بعد وہ چیڑ الگنا شروع ہو جاتا ہے کہ یہ کیوں رہتا ہے ہمارے گھر، ایسا دور آ گیا ہے تو اس میں کیا رزق کی برکتیں نازل ہوں گی کیا رحمتیں ہوں گی تو اللہ فرما رہا ہے کہ اگر لوگ تمہیں کچھ دیں تو اس سے بہتر لوگوں کو واپس کرو تو اس سے مراد بہت بڑی بات بھی ہے جو ہمارے شیخ و مرشد نے ہمیں سکھائی تھی وہ یاد آ رہی ہے آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ عجب اللہ پاک لوگوں کو حکم دے رہا ہے کہ تم جو تمہیں دے تو اسکو بہتر واپس کرو تو وہ خود رب ہو کے اسے کیسے چھوڑ سکتا ہے اگر تم خدا کو اگر آج ایک نیکی دیتے ہو تو وہ قیامت کے دن تمہیں ایک واپس نہیں کرے گا وہ اسے کروڑ گنا بڑھا کے واپس کرے گا اس لئے کہ وہ خدا ہے وہ برتر ہے وہ اعلیٰ ہے وہ اپنے حساب سے تمہیں واپس کرے گا تمہیں یہ کہہ رہا ہے کہ تم بھئی بہتر چیز واپس کیا کرو تو وہ خود اس پہ کتنا عمل کرے گا (اللہ اکبر)

تو لہذا اس اصول کو سمجھا جائے آج یہیں تک رکھیں گے جتنا آج پڑھا اللہ پاک عمل کی سعادت عطا فرمائے (آمین)

موسمی پرندے اور نماز قصر کا بیان

عالم القرآن کورس کی باقاعدہ کلاس کا خوبصورت موقع ہے قرآن پاک کو سمجھنے کی خوبصورت سعادت اللہ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اور ہر جمعے کو ۲ بجے سے لیکر ۴ بجے تک ہم قرآن پاک کی اس مبارک کلاس میں حاضر ہوتے ہیں اگر بانظرِ دور دیکھا جائے تو یہ شروع سے اللہ کا اصول رہا ہے کہ **حق کی پیروی کرنے والے، عمل کرنے والے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں** لیکن گمراہی کے پیچھے چلنے والے اور اپنی خواہش کو ہی پوجنے والے لوگ بہت زیادہ ہوتے ہیں تعداد میں بھی زیادہ ہوتے ہیں، یہ آج سے نہیں ہے یہ ازل سے یہی اصول ہے اگر آپ غور کریں کہ اگر ہم یہاں کوئی ایسا پروگرام رکھیں جو دنیاوی کسی فنکشن کے حوالے سے ہو اور باقاعدہ ہر جمعے رکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ کس قدر اس میں تعداد لوگوں کی شامل ہوگی اور لوگ جوق در جوق آئیں گے اس لئے کہ لوگ اپنے نفس کی پیروی میں آسانی محسوس کرتے ہیں انہیں اپنے نفس کے پیچھے چلنا عام طور پہ لوگوں کو بڑا آسان محسوس ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کو آپ تین گھنٹے فلم دیکھانے کے لئے بیٹھا دیں تو بڑی آسانی سے وہ تین گھنٹوں کو گزار دے گا لیکن وہی وقت اسے آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ اسے قرآن کے لئے یا کسی نیکی کے لئے دیا جائے تو چونکہ وہ نفس کے اوپر بھاری ہوگا اس لئے وہ مشکل ہو جائے گا، تو ایسے ہی وہ تمام لوگ جن کو اپنے نفس کی پیروی اچھی لگتی ہے وہ کبھی بھی باعمل لوگوں کے قریب نہیں آپاتے۔

اسی لئے وہ لوگ جنہیں ایسے پیر چاہیئے ہوتے ہیں جو نماز بھی نہ پڑھیں جو قرآن کی تو گفتگو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور کوئی عمل کی بھی دعوت بھی نہ دیں بس جائیں تو پیر صاحب دعا کر کے فارغ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں بڑی منتا ہوگی وہاں بڑے لوگ ہوں گے اور اتنے لوگ ہوں گے کہ بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ملے گی تو اس سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس کو قبولیت بھی حاصل ہے وہ قبولیت کا معاملہ یوں نہ سمجھ لیا جائے، قبولیت اس طرح نہیں ہوتی، تو اللہ پاک نے اپنے اصول کو واضح کر دیا کہ

جو بھی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ کی خاص رحمتیں پائے، اللہ کا خاص فضل پالے یا اللہ کا خاص کرم پالے تو اس کو عمل کرنا پڑے گا۔

اسکو عمل کی راہ سے گزرنا ہے

لہذا ہم نے دیکھا بچپن سے دیکھا لہذا آج بھی یہی ہے کہ

ایسے تمام صوفیاء اکرام، علماء اکرام جو باعمل ہیں سر سے پاؤں تک باعمل ہیں تو اللہ انہیں تھوڑے لوگ دیتا ہے لیکن چن کر دیتا ہے۔

ان کے پاس آنے والے تھوڑے لوگ ہوتے ہیں لیکن وہ چنے ہوئے لوگ ہوتے ہیں وہ صائب ہوتے ہیں وہ صائب الرائے ہوتے ہیں، جب کہ دوسرے جو بے عمل ہیں انہیں بے حدو حساب مخلوق دیتا ہے لیکن وہ سارے چڑو بے وقوف جاہل ان پڑھ، نہ ان کا کوئی آگے نہ کوئی پیچھے نہ کوئی زندگی کا مقصد تو اس لئے عمل ہمیشہ مشکل ہوتا ہے عمل میں آسانی جو ہے مانگتے ہیں وہ لوگ، اور مانگتے ہیں کہ بس آسانی ملتی جائے ہمیں کوئی محنت نہ کرائے جب کہ انسان جب اپنے شیخ کے پاس بیٹھتا ہے بزرگوں کے پاس بیٹھتا ہے وہاں پہ تو بھئی کام کرنا پڑے گا وہاں پہ تو عمل کرنا ہوگا اگر وہ قرآن کے درس میں بیٹھے ہیں تو تمہیں بھی بیٹھنا ہوگا اگر وہ نماز پڑھ رہے ہیں تو تمہیں بھی پڑھنی ہوگی اگر وہ وظیفہ پڑھ رہے ہیں تمہیں بھی پڑھنا ہوگا، اگر وہ تلاوت کر رہے ہیں تمہیں بھی تلاوت کرنی ہوگی، اگر وہ رو رہے ہیں توبہ کر رہے ہیں تمہیں بھی کرنی ہوگی تو پھر اس سے لوگ بھاگ جاتے ہیں اور قریب نہیں آپاتے کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ یہاں پہ تو عمل کے سوا گزارا ہی نہیں (اللہ اکبر)

تو اس لئے چند سہی لیکن صائب ہونے چاہیئے درست ہونے چاہیئے جن کی توجہ اللہ کی طرف ہو وہ تھوڑے ہی کافی ہوتے ہیں تو الحمد وللہ ہمارا یہ ہر ہفتہ یہ مبارک سلسلہ یہ موقع یہ ہم سب کے لئے بہت قیمتی ہے اور اس میں جو ہمیں اللہ پاک کی طرف سے تعلیم ملتی ہے انشاء اللہ وہ ہماری زندگیوں میں بھی نظر آئے گی، آج انشاء اللہ العزیز جو آپ سے گفتگو کرنی ہے۔ وہ سورۃ انساء میں **آیت نمبر ۸۸، تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۳۷۴**

اللہ نے فرمایا

فَمَا لَکُمۡ فِی الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِئَتَیۡنِ وَ اللّٰہُ اَرۡکَسَہُمۡ بِمَا کَسَبُوۡ ط اَتُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَہۡدُوۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰہُ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ سَبِیۡلًاO

ترجمہ:

سو کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ منافقوں کے بارے میں تم دو گروہ بن گئے ہو حالانکہ اللہ پاک نے اوندھا کر دیا ہے انہیں بوجہ ان کی کرتوتوں کے جو انہوں نے کئے، کیا تم چاہتے ہو کہ اسے راہ دیکھاؤ جسے گمراہ کر دیا اللہ نے، اور جسے گمراہ کر دے اللہ پاک تو اسے کوئی بھی دوست نہیں ملے گا اور اس کیلئے کوئی بھی ہدایت کا راستہ نہیں کھلے گا

یہ آیت کریمہ ہے جس کے اوپر ہم نے غور کرنا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمام منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو اللہ پاک نے انکی کرتوتوں کی وجہ سے انہیں اوندھا کر دیا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ اسے راہ دیکھاؤ جسے گمراہ کر دیا ہے اللہ نے اور ہرگز اس کے لئے کوئی ہدایت کا راستہ نہیں ہو گا (سبحان اللہ)

اس آیت سے ایک بہت بڑی حقیقت ہمارے سامنے آشکار ہوتی ہے اور اس آیت سے ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گا جو اللہ نے اس آیت میں کھولا ہے، اس آیت کا شان نزول یہیں پہ موجود ہے صفحہ نمبر ۳۷۴ میں تفسیر نمبر ۱۳۴، اللہ نے ارشاد فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کی وجہ یہاں لکھی ہے

شان نزول

بعض لوگ اسلام تو قبول کر لیتے لیکن بال بچوں کی کی محبت، مال و جائیداد کا پیار اور وطن کی کشش انہیں ہجرت کرنے کی اجازت نہ دیتی اور اس طرح قبول اسلام کے بعد بھی انہیں مشرکوں کی سرگرمیوں میں شریک ہونا پڑتا اور بعض جو ہجرت کر کے مدینہ آ بھی جاتے لیکن وہاں کا نظام حیات، اخلاقی پابندیاں اور دشمنوں کے حملے کا خطرہ انہیں وہاں قیام نہ کرنے دیتا اور وہ آب و ہوا کی ناموافقت کا عذر کر کے واپس آ جاتے اس قسم کے لوگوں کے بارے میں مسلمانوں کی ارا مختلف تھیں بعض مسلمان کہتے تھے اور دوسرے انہیں اسلام سے خارج خیال کرتے تھے، اللہ فرما رہا ہے کہ تم ان کے بارے میں دو رائے کیوں رکھتے ہو مختلف الرائے کیوں ہو یہ تو اپنی بداعمالیوں کے باعث جدھر سے آئے تھے ادھر ہی لوٹ گئے (اللہ اکبر)

ل ہذا اس کے اندر ایک پیغام ہے جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صحابہ کرام بہت سارے تھے جو اس وقت ہجرت نہیں کر پائے جب آقا ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت نہیں کر سکے تھے مدینہ شریف حضور ﷺ تشریف لے آئے آپ ﷺ نے باقاعدہ یہاں آ کے اسلامی معاشرہ تشکیل دیا ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھی، ایک نیا دور دنیا نے دیکھا جسے مدینہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اسے اپنی باقاعدہ محنت سے آباد بھی فرمایا، اب جس کا تو دل منافق ہوتا ہے نا اس کی تو حرکتیں ہی بتاتی ہیں کہ یہ نیکی کو قبول نہیں کر پا رہا اب ہوتا یہ تھا کہ ادھر سے ظاہر ہے مسلمان مکہ میں بھی کچھ ہوئے تھے تو مدینہ آتے تو یہاں آ کر اخلاقی پابندیاں، نماز پانچ وقت آ کر پڑھنی پڑھتی اور حضور ﷺ کے پاس بھی جانا پڑتا اور اسی طرح جنگوں میں بھی جانا آنا تمام وہی معاملات ہوتے تو لہذا یہ اس قدر سخت معاملہ تھا کہ وہ بیچارے اس کو برداشت نہ کر پاتے اور بہانہ بنا کر کے مدینے کی ہوا ہمیں سوٹ نہیں کی، مدینے کی فضا ہمیں سوٹ نہیں کی تو مدینے سے واپس مکہ چلے جاتے، تو اس قدر یہ سخت معاملہ بنا کہ بعض مسلمانوں نے ان کے بارے میں پھر رائے دی کہ ہمیں لگتا ہے کہ یہ اسلام سے ہی خارج ہیں جو یہاں آ کر بھی یہاں ٹک نہیں رہے، کبھی دشمنوں کے حملوں کا خطرے کا بہانہ بنا دیتے، کبھی جو ہے وہ مال جائیداد کا پیار، بال بچوں کی محبت انہیں واپس کھینچ کے لے جاتی تو یہ ایک ایسا سلسلہ بنا کہ مسلسل جب ایسا ہوتا رہا تو مسلمانوں نے یہ بات آپس میں discuss کی کہ ہمیں لگ رہا ہے کہ یا تو یہ لوگ تو مسلمان بعض کہنے لگے کہ یہ مسلمان ہیں، بعض کہنے لگے کہ یہ کافر ہو چکے ہیں جو انہیں مدینے کے اس ماحول کے اندر انہیں رہنا نصیب نہیں ہو رہا تو اللہ پاک نے اس آیت میں

اس کا با قاعدہ اس کا فیصلہ کر دیا کہ تم لوگ ان میں دو رائے کیوں رکھتے ہو، ایک رائے رکھو کہ یہ ہے ہی فارغ، ان کا کوئی اسلام سے تعلق نہیں ہے یہ جو میرے نبی کے ماحول میں ایڈجسٹ نہیں نا ہو رہے، جسے نیکی کا ماحول مل نہیں نا رہا، جسے نیکی کے ماحول میں مزہ نہیں نا آ رہا تم لوگ اس کے بارے میں دو رائے کیوں رکھتے ہو وہ تو بالکل اسلام سے خراج ہیں کوئی ان کے اوپر اللہ کی رحمت کا معاملہ نہیں ہے اللہ نے انہیں گمراہ کر دیا ہوا ہے، کیوں، ان کی اپنے بداعمالیوں کے سبب، ان سے وہ پرانی عادتیں چھوٹ نہیں رہی وہ گندی عادتیں جو پڑی ہوئی تھیں وہ چھوٹ نہیں رہی۔

لہٰذا اس لئے اللہ کا ان کے بارے میں فیصلہ یہی ہے کہ یہ گمراہ ہو چکے ہیں اب اس میں بہت بڑی ایک اصلاح کی خبر بھی ہے اور اس میں اصلاح کی ضرورت بھی ہے کہ بہت سے لوگ جو نیکی کے نظام میں آتے ہیں، نیکی کے سلسلے میں چلتے بھی ہیں، بیعت ہوتے ہیں، اللہ والوں کے راستے پہ چلتے ہیں ان سے ان کا تعلق بن جاتا ہے لیکن وہ کچھ ہی دن کے بعد کچھ ہی معاملات کے بعد کوئی ایسی آزمائش کوئی ایسا اوپر معاملہ بنتا ہے کہ وہ اس نیکی کے ماحول سے بہانہ بنا کر دور ہو جاتے ہیں، آتے ہیں، بیعت بھی ہے اللہ والوں سے محبت بھی ہے، رغبت بھی ہے لیکن ایڈجسٹ نہیں ہو پاتے، اور بھاگ جاتے ہیں، کوئی نہ کوئی بہانہ مہمان آ گئے، دوست آ گئے، بیمار ہو گیا، مجھے فلاں جگہ جانا پڑ گیا، فلاں بھی مصروفیت، فلاں بھی مصروفیت وہ ایڈجسٹ نہیں ہو پاتے اس ماحول میں، اس نیکی کے رستے پہ پوری طرح چل نہیں پاتے، اللہ پاک نے ان کا پول یہاں کھول دیا کہ اے نبی یہ تو آئے ہی کب تھے یہ آئے ہی نہیں تھے یہاں، ان کے دلوں میں تو اسی طرح اپنے مال کا پیار، کاروبار کا پیار، بچوں کا پیار جو پیچھے تھا وہ موجود ہے لہٰذا انہیں تم یہ خیال ہی نہ کرو کہ یہ تمہارے اس نظام میں آئے ہیں تو ایسے ہی کئی عرصہ ہو گیا اس دشت کی تیاری میں۔

قبلہ عالم کے ساتھ بھی بڑا وقت اور بڑے دوست احباب بنے بڑے بڑے لوگ ساتھ چلے اور نیکی کا جو ماحول ہوتا ہے نا جو نیکی کا ماحول ہوتا ہے اس میں وہی دل ٹھرتا ہے جو نیک ہو تا ہے دوسرا دل اس میں ٹھہر ہی نہیں سکتا، اس لئے کہ دنیا میں دو ضدیں آکھٹی نہیں ہو سکتی یا تو آپ نیک ہیں یا پھر برے ہیں اگر نیک ہیں تو نیکوں کے قریب رہیں گے اور اگر برے ہیں تو بروں کے پاس چلے جائیں گے وقتی طور پہ چند دن آ جاؤ گے نکل جاؤ گے، اس کو دیکھا ہم نے کہ بڑے بڑے آئے اور بڑا بڑا پیار محبت کا انہوں نے اظہار کیا لیکن جونہی پتہ چلا نا کہ اب حضرت کے ساتھ بڑا کچھ کرنا پڑے گا اور دین کے بڑے بڑے معاملات بھی اُٹھانے ہیں اور آگے بڑی محنت کا معاملہ ہے تو وہ تو اس لئے آئے ہی نہیں تھے وہ تو آئے تھے ایوں ہی چند دنوں کے لئے کہ اچھا بڑا اسنا کہ بڑا اچھا روتے ہیں، اچھا سنا ہے کہ بڑی پیاری دعا کرتے ہیں، اچھا سنا ہے بڑا وہاں پہ لنگر چلتا ہے، اچھا سنا ہے بڑی وہاں پہ نعت خوانی ہوتی ہے وہ تو اس لئے آئے ہوئے تھے وہ جونہی شوق پورا ہوتا ہے ذوق پورا ہوتا ہے اس کے بعد وہ اُڑن چھو ہو جاتے ہیں۔

اور اسی طرح بعض لوگوں کے اوپر جب آزمائش آتی ہے کوئی اللہ کی طرف سے معاملہ ایسا بن جاتا ہے تو وہ پھر کوئی بہانہ بنا کے پھر مجھے گھر والے نہیں آنے دیتے مجھے فلاں، مجھے فلاں، اس نیکی کے نظام سے دور ہو جاتے ہیں تو اللہ پاک نے اس آیت میں قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ اے نبی ان کے بارے میں ایک رائے رکھو انہیں اللہ نے گمراہ کر دیا ہے وہ کبھی واپس نہیں آئیں گے ان کے دل میں تیرا پیار آیا ہی نہیں تھا ان کے دل میں تیری محبت آئی ہی نہیں تھی اگر ہوتی تو وہ آج تیرے ساتھ ہوتے، ان کے دل میں تیرا کوئی پیار نہیں ہے لہٰذا ان کے بارے میں نہ سوچو، ان کی اپنی بداعمالیوں نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا کہ اب وہ ان کا تیرے پاس رہنا بھی مشکل ہے، یہی بات میں کر رہا تھا ابھی جو میں نے ابھی عرض کی کہ لوگوں کو وہ پیر چاہئے ہوتا ہے جو دعا ہی کرتا رہے اور بالکل گھر ہی بیٹھ کر سب کچھ ہوتا رہے، نہ ہمیں جانا پڑے، نہ ہمیں آنا پڑے نہ ہمیں بیٹھنا پڑے اور نہ ہمیں کوئی ایسی محنت کرنی پڑے حضرت صاحب گھر ہی بھیج دو سارا کچھ تو یہ بالکل وہی معاملہ ہے کہ اس نیکی کی فضاء میں ان کا دم گھٹ رہا ہے ان کا دم گھٹنا شروع ہو جاتا ہے تو وہ بھاگ جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے اندر وہ گندگی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ اتنی گندگی ہوتی ہے کہ وہ گندگی اچھائی کو برداشت ہی نہیں کر پاتی اور اس پہ سوائے افسوس کے اور سوائے اس پہ دکھ کے اور کیا کر سکتا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس نے دیکھا کہ میرے بندے بداعمالیوں میں مبتلا ہیں لہٰذا اللہ فائنل کر دیتا ہے۔

اچھا وہ لوگ جو آتے ہیں بیٹھتے ہیں، ان کا دل بھی لگتا ہے، ان کے دل میں طمانیت، اطمینان، سکون کی کیفیت ملتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ یہیں بیٹھی رہوں، یہیں بیٹھا رہوں یہ گفتگو ہوتی رہے یہ معاملات ایسے ہی رہیں پتہ ہی نہ چلا وقت کا، اور ٹائم بھی گزرتا چلا جائے اور دل بھی اداس رہے نرم رہے اور پھر آنے کو جی چاہے تو وہ سمجھ لے کہ اصل میں اس کا مرکز وہی ہے اس کو پیدا ہی اسی جگہ کے لئے کیا گیا ہے جہاں اسے سکون مل رہا ہے جہاں، اسے وہاں جانا چاہئے اس کا ماحول وہی ہے اور جہاں دل اداس ہو جائے دل تڑپنا شروع ہو جائے سمجھ لو میں یہاں کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئی (سبحان اللہ)

اس لئے بال بچوں کی محبت، مال وجائیداد کا پیار بعض اوقات انسان کو بڑے بڑے اعلی مناصب سے محروم کر دیتا ہے اور وہ لوگ جو حضورﷺ کے ساتھ اس دور میں ایسا کرتے رہے اور وہ حضورﷺ کے ساتھ مدینے میں صحیح طرح سے ایڈجسٹ ہو ہی نہیں پائے چلے جاتے تھے واپس، آتے، پھر دو دن رہ کر پھر بہانہ کرتے میری طبیعت خراب ہو گئی ہے مجھے نہیں سوٹ کیا مدینے کا پانی، لہذا مکہ جا رہا ہوں تو پھر نکل جاتے تو اللہ کو یہ گوارہ نہیں ہوا، آپ محبت رسول ملاحظہ کیجئے اللہ کو نبی سے پیار ملاحظہ کیجئے اللہ کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ میرے نبی کے پاس آ کر یہ بیٹھتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں ان کا ذکر قرآن میں کر دیا (اللہ اکبر)

تو اللہ پاک یہ توفیق عطا فرمائے کہ **اگر کوئی اپنے شیخ سے وابستہ ہو تو پھر ان کے ساتھ پورے دل سے وابستہ ہو**، یہ موسمی پرندہ نہیں بننا چاہئے، موسمی پرندے اور تھوڑی دیر کے لئے آنا اور چند لمحے کا مزہ لے کر اور دعائیں چند قبول کروا کر نکل جانا یہ سمجھداروں کا شیوہ نہیں ہے، یہ بڑے لوگوں کا شیوہ نہیں ہے، بڑے لوگوں کی یہ سوچ نہیں ہوتی (اللہ اکبر)

یہ گفتگو اسی طرح چلتی ہے اور آگے اس کے بعد گفتگو ہے جہاد کے حوالے سے اس کی میں آپ کو اسائمنٹ انشاءاللہ دوں گا

صفحہ نمبر ۳۸۲، آیت نمبر ۱۰۱

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ط اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًاO

ترجمہ:

اور جب تم سفر کرو زمین میں تو تم پہ کوئی خرج نہیں ہے اگر تم قصر کرلو نماز میں، اگر ڈر رو اس بات سے کہ تکلیف دیں گے کافر تمہیں بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

اس آیت کریمہ میں قصر نماز کا ذکر کیا گیا اور نماز قصر کے حوالے سے اس کی گفتگو کی گئی ہے، **نماز قصر جو ہے یہ سفر کی نماز ہے اور سفر میں اس کو پڑھا جاتا ہے** اور سفر میں اللہ پاک نے اس کو یوں فرمایا کہ تم پہ کوئی حرج نہیں ہے کہ تم نماز میں کمی کر لیا کرو اگر تم سفر میں ہو یعنی اگر چار فرض ہیں تو دو فرض ہو جائیں گے یہ اللہ کی طرف سے اجازت ہے **سفر کی حالت میں**، تقریبا **۵۴ میل کا فاصلہ** اس کے لئے شرط ہے، گھر سے لے کر **۵۴ میل اگر آپ جا رہے ہیں** تو وہ ۵۴ میل کے لئے **جونہی آپ گھر سے نکلے تو آپ مسافر ہیں اب آپ راستے میں قصر کریں گے** اگر ظہر آئے گی تو دو فرض پڑھے جائیں گے، سنتیں نوافل اسی طرح رہیں گے ان میں کوئی کمی نہیں رہے گی، عصر آئے گی اس میں بھی دو فرض پڑھے جائیں گے اسی طرح عشاء آئے گی تو اس میں بھی دو فرض پڑھے جائیں گے، ۵۴ میل کا فاصلہ بنتا ہے اور اگر اس کو آپ جو ہے کلومیٹر میں کرلیں تو یہ جو ہے تقریبا ۶۰ کلومیٹر سے زیادہ کا فاصلہ بنتا ہے۔

مثال

اگر کوئی یہاں سے اسلام آباد چلا، اسلام آباد اسکی منزل ہے تو اسلام آباد کا سفر ۶۰ کلومیٹر سے زیادہ ہے لہذا اب وہ مسافر ہو گا اور راستے میں جب بھی نماز ظہر، عصر یا عشاء آئے گی تو یہ اسے آدھی پڑھنی ہے تو یہ ذہن میں رہے کہ آپ نے زندگی میں کئی سفر کئے ہوں گے کرنے ہیں تو اگر وہ ۵۴ میل سے زیادہ کا فاصلہ ہے تو آپ گھر سے ہی مسافر ہوتے ہیں تو راستے میں جب بھی ظہر، عصر یا عشاء آئے گی تو نماز آدھی ہو جائے گی اور فجر اور مغرب پوری پڑھنی ہوگی، کیونکہ فجر میں دو رکعتیں فرض ہوتی ہیں اور مغرب میں ۳ رکعتیں فرض ہوتی ہیں، اور تین کا آدھا نہیں ہو سکتا اور دو ویسے ہی دو ہیں تو اس لئے فجر اور مغرب پوری ہوگی اور ظہر، مغرب اور عشاء آدھی نماز ہو جائے گی لیکن سنتیں اور وتر اور نوافل میں کوئی کمی نہیں ہے وہ آپ ویسے ہی اسی طرح پڑھیں گے یہ فرائض میں اللہ پاک نے ہمیں گنجائش عطا کی ہے۔

اور بعض لوگ جو ہیں علم نہیں ہوتا، میں ابھی عرض کررہا تھا کہ اس طرح ماشاءاللہ آپ آکر قرآن سمجھ رہے ہیں آپ کو اللہ نے توفیق بخشی ہے آپ بیٹھے ہوئے ہیں قرآن پاک کی گفتگو سن رہے ہیں علم آپ کو مل رہا ہے تو اس طرح کے حلقے اب کہاں ہیں ختم ہو گئے ہیں، لوگوں کو بیس بیس سال آپ یونیورسٹی میں پڑھالیں لیکن انہیں اس مسئلے کا نہ پتہ ہو تو کیا فائدہ یونیورسٹی کا اور ایم۔ایس۔سی کی ہوئیں ہیں، پی۔ایچ۔ڈی کی ہوئی ہیں جنہوں نے، ہمارے ایک دوست بتانے لگے کہ کسی سفر میں تھے وہ باقاعدہ ایک بڑا suited booted شخص ٹائی لگائی ہوئی وہ نماز کے لئے مسجد میں آیا تو نماز کا وقت تھا تو ڈرتے ڈرتے، نماز ہو چکی تھی جماعت ہو چکی تھی لوگ باہر نکل رہے تھے تو اس نے امام صاحب سے پوچھ لیا کہ تین رکعتیں ہیں نماز کی تو میں نے قصر نماز پڑھنی ہے تو ڈیڑھ رکعت کیسے پڑھتے ہیں تو بعد میں پتہ چلا کہ وہ شخص زراعت میں پی۔ایچ۔ڈی تھا تو آپ جس میں مرضی پی ایچ ڈی ہو جائیں۔

جب تک آپ یہ مسئلے بیٹھ کر علماء سے نہیں سیکھیں گے یہ نہیں آنے تو علماء کے پاس آنا جانا، اور اس طرح کی مجالس میں بیٹھنا تو یہ تو آٹے میں نمک کے برابر ہو گیا ہے آج اور لوگ اچنبا سے خیال کرتے ہیں اچھا درس قرآن ہوتا ہے کیا کرتے ہیں وہاں پڑھتے ہیں قرآن، تو آج بھی اسی طرح کی پائی جاتی ہے ماشاءاللہ ہمیں ڈیڑھ سال ہو گیا ہے یہ قرآن کا درس دیتے ہوئے آج تک یہی فالو نہیں کر سکے کہ یہاں ہو کیا رہا ہے تو اس لئے قصر نماز کا مسئلہ سمجھنا چاہئے زندگی میں اتنی جگہوں پہ سفر کرتے ہیں آپ اگر نکلے ہیں لاہور کی طرف تو میرا خیال ہے کہ آپ بڑی بات ہے کہ لاہور میں آپ اقبال ٹاؤن تک پہنچتے ہیں تو تقریبا ۶۰ کلومیٹر سے زیادہ ہو جاتا ہے یہ زیادہ ہو جاتا ہے اور اتنا area آپ نے cover کرنا ہے تو آپ گھر سے ہی مسافر ہیں لہذا وہاں اگر قصر پڑھی جائے گی تو واپسی تک قصر ہی ہوگی جب گھر پہنچیں گے تو سفر ختم ہوتا ہے تو اس میں بڑے لوگ کوتاہی کرتے ہیں، میں نے بڑے بزرگ دیکھے سفید داڑھیوں والے کو جب یہ مسئلہ سنایا تو وہ پریشان ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ ساری زندگی ہو گئی ہم نے تو پوری نماز پڑھی

بعض صحابہ کرام نے بھی یہ سوال آقا ﷺ سے کیا تھا کہ حضور ﷺ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم قصر کیوں کریں، ہمیں سفر میں کوئی مصیبت پریشانی نہیں ہے سفر آسان ہے تو ہم پوری نماز پڑھتے ہیں تو حضور ﷺ نے بڑا پیارا جواب دیا کہ تمہارے لئے اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تو تم اس کا صدقہ قبول کرلو

یہ اللہ کا صدقہ ہے تمہاری طرف اس نے کیا جو ہوا ہے تم اسے قبول کرلو اس نے کہا ہے کہ بھئی تم سفر میں ہو آدھی پڑھ لو بعض وہاں پہ حاجی صاحب بننے کی کوشش کرتے ہیں میں تو بھئی پوری پڑھوں گا، پنکھا چل رہا ہے مسجد کا کارپٹ بچھا ہوا ہے مصلہ موجود ہے تو میں کیوں آدھی پڑھوں میں بہت نیک انسان ہوں تو وہ نیکی کسی کام کی نہیں جو اللہ کے حکم کے مطابق نہ ہو، اللہ نے کہا ہے آدھی کر دو تو تم کو آدھی کرنی ہے تو اس لئے یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ جب بھی سفر ہو، اس میں ایک اور ذہن نشین کی جائے بات کہ **اگر چودہ دن تک آپ نے وہاں رہنا ہے جہاں آپ جارہے ہیں تو پھر آپ مسافر نہیں ہوں گے، چودہ دن اگر وہاں رہنا ہے تو پھر آپ مسافر نہیں ہیں تو پھر پوری نماز پڑھی جائے گی**، فرائض پورے ہو جائیں گے کیونکہ پھر آپ وہاں مقیم کہلائیں گے لیکن اگر آپ کو پتہ ہے کہ میری وہاں رہائش چودہ دن سے کم ہیں چاہے تیرہ دن ہی کیوں نہ ہو تو بھی نماز آدھی پڑھنی ہوگی کیونکہ آپ مسافر ہیں اچھا بعض اوقات ایسا ہوتا کہ تیرہ دن رہے تو تیرہ دن ہوئے تو ساتھ ہی پتہ چلا کہ ابھی دس دن اور رہنا ہے اب کتنے ہو گئے ٹوٹل ۲۲ دن، تو ابھی بھی آپ مسافر ہی رہیں گے کیونکہ ابھی رہنا کتنے دن ہے ۱۰ دن جو چودہ سے کم ہیں، جونہی بائیسواں دن آیا اور پتہ چلا کہ ابھی تو کام ایسا ہے کہ ۶ دن اور لگنے ہیں، کتنے دن ہو گئے، ۲۹، لیکن ابھی بھی آپ مسافر ہی رہیں گے کیونکہ ابھی بھی آپ کا ارادہ تو آپ قصر نماز ہی پڑھیں گے آپ مسافر سے اسی وقت نکلیں جب آپ کا ارادہ چودہ دن کا ہوگا، اب میرے دو ہفتے پورے لگنے ہیں چودہ دن تو پھر آپ اس سے نکل جائیں گے تو پھر آپ جو بھی نماز پڑھیں گے وہ پوری ہوگی، اس سے پہلے وہ آدھی ہی رہے گی چاہے آپ اس طرح ۶، ۵، دس کرتے کرتے، کئی مہینے وہاں رہیں، بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ٹکٹیں نہیں مل رہی، پاسپورٹ کا مسئلہ بن گیا ہے اور مسئلہ ہو گیا ہے تو آگے آگے چلتے چلتے دن کتنے زیادہ ہو گئے لیکن پھر بھی آپ مسافر ہوں گے کیونکہ آپ نے چودہ دن کی نیت نہیں کی ہے تو یہ مسئلہ ذہن نشین رہنا چاہئے

صفحہ نمبر ۳۸۴، آیت نمبر ۱۰۳ ہمارا موضوع ہے

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُو اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْ نَنْتُمْ فَاَقِیْمُواالصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُئُومِنِیْنَ کِتٰباً مَّوْقُوْتًاO

ترجمہ:

اور جب تم نماز ادا کر چکو تو پھر اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، اپنے پہلوؤں پہ لیٹ کر اور جب تم مطمئن ہو جاؤ دشمن کی طرف سے تو نماز ادا کرلو، بے شک نماز مسلمانوں پہ وقت مقرر کے اندر فرض کی گئی ہے۔

بہت خوبصورت آیت ہے اور اس پر بہت اعلیٰ گفتگو کی گئی ہے مفسرین نے بڑا کلام کیا ہے، ایک تو فرمایا کہ جب تم نماز ادا کرلو تو اس کے بعد **فَاذْکُرُو اللّٰہَ** اس کے بعد اللہ کا ذکر کرو، اس سے دو مرادیں ہیں ایک تو مراد یہ ہے کہ اونچی آواز سے کلمے کا ورد کیا جائے، نماز پڑھی جائے اس کے بعد اللہ کا حکم ہے اب میرا ذکر کرو، اس سے پتہ چلا کہ ذکر کی کئی قسمیں ہیں ذکر کے کئی انداز ہیں نماز بھی یہ ایک ذکر ہے، درود بھی ایک ذکر ہے، تسبیح بھی ذکر ہے دنیا کی ہر اچھائی اللہ کا ذکر ہے، کوئی بھی اچھائی کریں وہ اللہ کا ذکر ہے لیکن یہاں اللہ فرما رہا ہے کہ جب تم نماز پڑھ لو، مولا وہ جو ذکر نماز میں تھا تو وہ بھی ذکر ہی تھا تیرا، فرمایا نہیں، اب خالصتاً میرے نام کا ذکر کرو اب خالصتاً، **فَاذْکُرُو اللّٰہَ** اللہ کا ذکر کرو، میں نے ایک بات عرض کر دی تھی کہ جیسے عام طور پہ مسلمان جماعت سے ذکر کرتے ہیں جونہی نماز ختم ہوتی ہے تو پوری مسجد اونچی آواز سے **لا الٰہ الا اللہ** کا ورد کرتی ہے سارے مسلمان اونچی آواز سے پڑھتے ہیں۔

اور صحابی فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ کے شہر میں مدینہ شریف میں اس بات سے پتہ چل جاتا تھا کہ مسجد میں جماعت ادا ہو گئی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا کہ تھوڑا سا ٹائم کوئی آگے ہو جاتا ہم بھاگتے کہ جماعت میں شامل ہو جائیں جونہی مسجد کے قریب پہنچتے تو اتنی اونچی لوگ مسجد میں اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے کہ ہمیں مسجد کے باہر سے ہی پتہ چل جاتا کہ حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا اور جماعت ہو گئی ہے اور یہ اس بات سے ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام بھی جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اونچی آواز سے کلمے کا ورد کرتے، جان لیتے تھے دوسرے لوگ کہ اندر جماعت ہو گئی ہے اب ہمیں کوئی اور بندوبست کرنا ہے کہ حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا ہے ایک تو اس کا مطلب یہ ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ خود ذکر کیا جائے

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت ہوگی۔

یعنی موت آئی سیدھا جنت میں تو یہ بھی اللہ کا ذکر ہے کہ آپ نماز فرض ادا کریں اس کے بعد آیت الکرسی پڑھیں سیدھی جنت، اب اس میں ہم الحمدللہ نقشبندی ہیں ہمارے بزرگوں کا جو ذکر ہے اب اس کی طرف آتے ہیں جو ہمیں ہمارے بزرگوں نے دیا ہے کہ ہر نماز کے بعد جونہی سلام پھیرو تو گیارہ مرتبہ تصور شیخ کر کے فیض کا تصور کر کے ۱۱ مرتبہ ''اللہ ھو'' کہو سانس کے ساتھ، اس طرح اللہ ھو کہو، اندر سے اللہ ھو کی آواز تمہارے پورے باطن تک پہنچے تو فرمایا یہ قرآن پاک کا حکم بھی پورا ہوتا ہے اور بزرگوں کا فیض بھی حاصل ہوتا ہے **قران پاک کا بھی یہی حکم ہے کہ جونہی نماز پڑھو تو ساتھ ہی ذکر کیا کرو**، اللہ کا ذکر کرو تو ہم بھی یونہی کرتے ہیں جونہی سلام پھیرتے ہیں ساتھ ہی ۱۱ بار اللہ ھو کا ذکر کرتے ہیں اور یہ عین قرآن کی تعلیم ہے عین قرآن کے مطابق ہے لہٰذا آپ بچوں مطمئن رہا کرو کہ ہمارے بزرگوں نے ہمیں جو تحفے دئے ہیں وہ عین قرآن اور سنت کے مطابق ہیں ان میں سے کوئی شے قرآن وسنت سے باہر نہیں ہے، آپ کے بزرگوں نے جو آپ کو دیا ہے آپ اسے بلا جھجک اسے استعمال کر سکتے ہیں کہ یہ میرے بزرگوں نے

قرآن وسنت کے عین مطابق دیا ہوا ہے اس میں سے کوئی شے بھی قرآن اور حدیث سے باہر نہیں **فَاذْکُرُو اللّٰہَ** اللہ کا ذکر کرو، **قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا** کھڑے ہو کر بیٹھ کر اللہ کا ذکر، جس حال میں بھی نماز اب پڑھ لی ہے تو اب اللہ کا ذکر کرو **وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ** جب لیٹ جاؤ۔

اب یہ غور کریں کہ اللہ نے تینوں حالتیں ذکر کر دی، **قیام** کہتے ہیں کھڑے ہونے کو، **قعود** کہتے ہیں **بیٹھنے کو**، اور **جنوبا** کہتے ہیں **لیٹنے کو**، انسان جب پہلوؤں کے بل لیٹتا ہے دائیں کڑوٹ یا بائیں کڑوٹ لیٹتا ہے تو اسے کہتے ہیں **وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ** تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ صرف نماز ہی ذکر نہیں ہے صرف نماز ہی ذکر نہیں ہے کچھ ایسی بھی ذکر کی حالتیں ہوتی ہیں جو بیٹھے، کھڑے، لیٹے اللہ کا ذکر کروا دیتی ہیں ہر حالت میں اللہ کا ذکر کروا دیتی ہیں، کچھ ایسے ہی ذکر کے طریقے ہیں جو بیٹھتے اُٹھتے لیٹتے جو ہر حالت میں اللہ کے ذکر میں رکھیں گے، پتہ کیا جائے، اس قرآن کی آیت سے پتہ کیا جائے کہ وہ کونسے طریقے ہیں جو بیٹھتے اُٹھتے اور لیٹے بھی ذکر میں ہیں تو الحمداللہ ثم الحمداللہ انسان کبھی یہ جان جائے نا کہ **نقشبندی کون ہوتے ہیں؟**

تو ایک بزرگ کے پاس ایک شخص آیا نا، تو اللہ والے تھے اس نے آ کر ایک سوال کر دیا کہ حضرت میں بیعت ہونا چاہتا ہوں میں کس سلسلے میں جاؤں میرے سامنے قادری بھی ہے، چشتی بھی ہے، نقشبندی بھی ہے، سہروردی بھی ہے میں کس سلسلے میں بیعت ہو جاؤں تمام سلسلے اللہ کی طرف لے کر جاتے ہیں تمام کا مقصد اللہ ہی ہے، کوئی آپ کو کسی دوسری طرف گائیڈ نہیں کرتے ہماری رہنمائی نہیں کرتے سارے ایک ہی طریقے کی طرف لے کر جاتے ہیں لیکن طریقے جدا ہیں طریقے جدا ہیں اس بزرگ نے پوچھا اچھا بچہ تیری طبیعت کے مطابق تجھے بتاؤں گا تو مجھے یہ بتا کہ تو کیا اچھا سمجھتا ہے کہ ایک کھیت ہو اگر، ایک کھیت ہو تو اس میں اگر نئی فصل لگانی ہو تو ایک تو طریقہ یہ ہے کہ پہلے سارا کھیت صاف کیا جائے، سارا کھیت جڑی بوٹیوں سے، **پچھلی فصلوں سے صاف کر کے بالکل چٹیل میدان بنا کرط پھر نئی فصل کے وہاں بیج ڈالے جائیں** تو ایک تو طریقہ یہ ہے فصل لگانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جتنا صاف ہو گیا ہے اتنی اتنی جگہ پہ بیج لگاتے جاؤ پھر اگلا صاف کر لو پھر بیج لگا دو پھر اگلا صاف کر لو پھر بیج لگا دو اس طرح **جتنا صاف ہوتا جائے کھیت اتنا بیج ڈالتے جاؤ، تو تم کس طریقے کو زیادہ بہتر سمجھتے ہو** تو وہ بڑا سمجھدار شخص تھا اس نے کہا کہ حضرت کہ میں بات کچھ سمجھ گیا ہوں، میں اگر سارا کھیت فارغ کروں گا تو ٹائم بہت لگ جانا ہے وقت بہت صرف ہو گا اور پھر اس کے بعد نیا بیج بھی ڈالنا ہے اس پہ بھی وقت لگنا ہے تو حضرت ہماری تو عمریں بڑی تھوڑی ہے ہماری عمریں تھوڑی ہیں ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ہم پہلے پوری طرح سے کھیت صاف کریں اور پھر بیج ڈالیں یہ جو دوسرا طریقہ آپ نے بتایا ہے نہ وہ مجھے زیادہ اچھا لگا ہے کہ جتنا جتنا کھیت پاک ہوتا جائے اتنا اتنا بیج ڈالتے جاؤ اور اتنی اتنی فصل لگاتے جاؤ یہ طریقہ بہت اچھا ہے **تو فرمایا بیٹے تم پھر نقشبندی بن جاؤ، نقشبندی یہی کرتے ہیں وہ تمہیں ایک دم کوئی شے چھوڑنے کے لئے نہیں کہتے وہ کہتے ہیں دنیا میں ہی رہو گھر چلاؤ، کاروبار چلاؤ، روٹی پانی چلاؤ، کھاؤ پیو، پڑھو، سب کرو، جاب کرو، ہر کام کرو، ساتھ ساتھ یہ ذکر بھی کرتے جاؤ نا یار، ساتھ ساتھ شیخ کی مجلس میں بھی آتے جاؤ نا ساتھ ساتھ یہ اپنے لطائف بھی طے کرتے جاؤ نا یہ قلب، روح، یہ سر، یہ خفی، یہ اخفی یہ تمام معاملات کو بھی کرتے جاؤ ہم تمہیں کب کہہ رہے ہیں کہ دنیا چھوڑ دو سب کرو لیکن یہ ساتھ ساتھ جاری رکھو تو بیٹے تم نقشبندی بن جاؤ۔**

خدا کی قسم یہ اتنا بڑا فضل ہے یہ تو بعد میں سمجھ آئی کہ جب اللہ نے موقع دیا اور اللہ نے ہمیں اس سلسلے کو عطا کیا جو ملک المشائخ ہے، تمام بزرگوں کا ایک جھت اور جوڑ ہے جسے نقشبندیت کہتے ہیں تو لہذا سوائے ہمارے سلسلے میں کسی کے پاس یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ آپ کو کھڑے ہوئے بھی، بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی ذکر میں رکھے وہ ہمارے سلسلے میں ہے جس میں ذکر قلبی سکھایا جاتا ہے، ذکر قلبی، آپ کھڑے ہیں دل دھک دھک کر رہا ہے، بیٹھے ہیں دل دھک دھک کر رہا ہے، لیٹ گئے ہیں دل نے دھڑکنا دھڑکنا ضرور ہے

لہذا دل کی دھڑکن ہی اللہ اللہ میں بدل گئی ہے تو اب کسی بھی حالت میں ہیں اللہ کا ذکر ہو رہا ہے تو، بزرگوں نے فرمایا کہ یہ آیت نقشبندیوں کے لئے آئی ہے کہ وہ قیام میں بھی ذکر میں ہیں، بیٹھے ہوئے بھی ذکر میں ہیں، لیٹے ہوئے بھی ذکر میں ہیں اگر زبان سے ذکر کریں گے تو کتنی دیر کریں گے زبان تھک جائے گی، کھڑے ہو ہو کر تھک جائیں گے، بیٹھ کر ذکر کرنا شروع کریں گے کتنی دیر بیٹھ کر کریں گے بیٹھ بیٹھ کر انسان تھک جاتا ہے، لیٹ لیٹ کر بھی انسان اکتا جاتا ہے، کوئی ایسا طریقہ ڈھونڈو جو ہر لحاظ سے تمہیں ذکر میں رکھے۔

بزرگوں نے فرمایا کہ

نقشبندی تو سوئے ہوں تو بھی اللہ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے کیونکہ ان کا دل اللہ اللہ اللہ اللہ کہہ رہا ہوتا ہے

شیخ نے ایسا نور، ایسا فیض، ایسی نظر رحمت کر دی ہے کہ وہ کسی بھی حالت میں ذکر سے باہر نکل ہی نہیں سکتے، ہر وقت ذکر میں (اللہ اکبر)

آگے فرمایا

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰباً مَّوْقُوْتًا

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ کے اندر فرض کی گئی ہے اس سے بڑا اعلی پیغام ملا کہ نماز کا ایک وقت ہے، اس وقت کے اندر وہ فرض ہے یہ نہیں کہ جب مرضی جی چاہا اور اُٹھ کر اور نماز شروع کر دی اور ظہر کا وقت ختم ہوا ہے تو ظہر شروع کر دی ،مغرب کے وقت عصر شروع کر دی اور عشاء کے وقت فجر شروع کر دی ایسا نہیں ہوسکتا ہر نماز کا اپنا ایک وقت ہے اور اس وقت کے اندر اسے پڑھنا ہے، مقرر وقت ہے، لوگوں نے تو نماز کو بھی اپنے موڈ کے ساتھ جوڑا ہوا ہے ابھی دل نہیں کر رہا ابھی مہمان آ گئے ابھی فلاں ہو گیا، ابھی فلاں میری مصروفیت، سوائے بہت کسی ناگزیر حالت کے جس میں آپ کو پتہ ہے کہ میرا بڑا سخت معاملہ ہے اور میں نہیں نکل پا سکتی نماز کا وقت آگے نہیں کیا جا سکتا کسی بھی حالت میں اسے ہم چھوڑ نہیں سکتے **کِتٰباً مَّوْقُوْتًا** کا مطلب یہ ہے کہ ہر حالت میں اسی وقت کے اندر پڑھنی ہے

نماز کے تین اوقت ہوتے ہیں (۱) افضل وقت (۲) درمیانی وقت (۳) آخیر وقت

☆ یہ تین اوقات ہیں نماز کے اسی طرح نماز کا ثواب بھی انہیں تینوں اوقات کے مطابق دیا جاتا ہے جو اوّل وقت میں پڑھے اسے ثواب بھی زیادہ ہے سب سے افضل وہی ہے یا جونہی اذان ہوئی وقت شروع ہو گیا ہے تو نماز پڑھ لی جائے ثواب بھی زیادہ ہوا، بہتر یہی ہے

☆ پھر اس کے بعد ہے درمیانی وقت یعنی اگر تین گھنٹے کا ٹائم تھا تو ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا، ڈیڑھ گھنٹے کے بعد نماز پڑھی تو اسے درمیانی وقت کہیں گے ثواب بھی اسی حوالے سے کم ہو گیا درمیانہ ثواب ہوا۔

☆ اور اسی طرح آخیر وقت جب پتہ چلا کہ اب آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا ہے نماز کا وقت اب ختم ہونے والا ہے تو اس وقت پڑھنا اس کو آخیر وقت کہتے ہیں، نماز کا ثواب بھی اسی طرح کم ہو گیا ہے۔

بزرگوں نے فرمایا کہ

بہتر یہی ہے کہ نماز کو افضل وقت میں ادا کیا جائے۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

میری امت میں کچھ اعمال ایسے ہیں جو جتنی جلدی کر لئے جائیں اللہ اتنی برکت دے دیتا ہے۔

فرمایا ایک جب نماز کا وقت آئے تو نماز پڑھ لو اللہ اتنی زیادہ برکت دے گا، دوسرا، عورت اگر بیوہ ہو گئی ہے یا طلاق یافتہ ہو گئی ہے تو اس کی عدت کے بعد جونہی کوئی اچھا رشتہ مل

جائے تو فوراً اس کی شادی کردو، اور تیسرا فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو جائے تو جنازہ پڑھ لو دیر نہ کرو جنازے کا وقت ہو گیا ہے تو اس میں بھی جان بوجھ کر دیر نہ کرو، اللہ اس پہ خوش ہوتا ہے کہ ان تینوں کاموں میں جلدی کی جائے۔

☆ پہلا نماز جلدی ادا کرلیں وقت پہ

☆ دوسرا اگر کوئی عورت بیوہ ہوئی یا طلاق ہوئی تو عدت گزرنے کے بعد فوراً اس کا رشتہ کیا جائے اس میں جلدی کی جائے اور

☆ تیسرا، جنازہ اگر تیار ہے تو اس کو بھی پڑھ لیا جائے ان تینوں میں دیر کرنا کسی حالت میں بھی مناسب نہیں۔

یہاں تو عجیب حال ہے نا کہ نماز کو بھی اپنے حساب سے چلاتے ہیں اور موم کی ناک سمجھا ہوا ہے نماز جدھر مرضی موڑ لی تو اس طرح برکتیں وہ رحمتیں نہیں آپاتی جو اللہ دینا چاہتا ہے اور جن رحمتوں اور برکتوں کو وہ آپ کو دینا چاہتا ہے لیکن آپ کو مل نہیں پاتی۔

اسی طرح اس آیت سے ان لوگوں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے جو ظہر اور عصر اکھٹی پڑھتے ہیں دونوں کے وقت کو ملا دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ظہرین پڑھ رہے ہیں اور مغرب اور عشاء آکھٹی پڑھتے ہیں انہیں مغربین کہتے ہیں تو ان سے پوچھنا چاہئے کہ قرآن نے کہا کہ اللہ نے نماز کو وقت مقررہ کے اندر فرض کیا ہوا ہے جو حضور ﷺ نے ٹائم ٹیبل بنایا ہے جو حضور ﷺ نے اوقات بنائے تھے اصل میں نماز کے اوقات وہ ہیں آپ مجھے بتائیں پورے قرآن میں کسی جگہ ۱ بجے لکھا ہو، ۲ بجے لکھا ہو، ۵ بجے لکھا ہو، یہ وقت حضور ﷺ نے decide کئے، یہ حدیث میں ملیں گے کہ ظہر کا وقت یہاں سے یہاں تک ہے بھئی، عصر کا یہاں سے یہاں تک ہے، عشاء کا یہاں سے یہاں تک، مغرب کا یہ، تو جب حضور ﷺ نے وقت decide کر لئے ہیں تو ظہر اور عصر کیسے آکھٹے پڑھ سکتے ہو کس نے تمہیں کہا ہے کہ ظہر اور عصر آکھٹی ہو سکتی ہے اور کس طرح مغرب اور عشاء اکھٹی کرتے ہو، جب حضور ﷺ نے مغرب اور عشاء کے الگ الگ وقت define کر دیئے ہیں تو اس لئے اس آیت سے ان لوگوں کو ہدایت لینی چاہئے جو اس طرح کیا کرتے ہیں۔

اللہ پاک نے قرآن پاک میں یہ تمام گفتگو اس لئے کی ہے کہ اپنا محاسبہ کیا جائے اور اپنے معاملات میں دیکھ لیا جائے کہ میں کس حد تک اپنے نبی ﷺ کی بارگاہ میں اور خدا کی بارگاہ میں اس کے حکموں کے تحت چلتی ہوں، اپنی مرضی چلانے والے لوگ اور ہر حالت میں اپنی مرضی کرنے والے لوگ وہ کبھی بھی کامیاب زندگی نہیں گزار سکتے، ہمیشہ اپنی ہر شے کو اللہ کی مرضی کے تابع رکھنا چاہئے جو خدا کہہ رہا ہے کہ ابھی وقت یہ ہے تو اس وقت کے اندر اپنے آپ کو فٹ کیا جائے، بندہ ابھی چلا جائے اور کہے کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے حج کرنے کا میں ابھی ہی حج کرنا چاہتا ہوں مجھے آج ہی حج کروائیں، میں آچکا ہوں سعودی عرب، کعبہ بھی وہی ہے، مکہ بھی وہی ہے، منی مزدلفہ، طواف، سعی، حجر اسود، آب زمزم سب کچھ موجود ہے تو میں حج کر کے چلا جاتا ہوں بعد میں میرے پاس وقت نہیں ہے، نہیں، دس ذوالحج کا اسے انتظار کرنا ہے حج اسی دن ہو گا، اسی طرح کوئی آج کہہ دے کہ میں آج صبح سے رمضان کے روزے ٹائم نہیں ہے میرے پاس اتنا، میں آج ہی شروع کرتا ہوں فرض روزے، روزہ تو وہی ہے کہ سحری کے وقت سے لے کر میں بھوکا رہوں میں روزہ رکھ لوں، نہیں، **کتاب الموقوت** کوئی وقت مقرر ہے اس کے اندر وہ کام کرنا ہے تو اس کا فائدہ ہونا ہے ورنہ

ویلے دی نماز تے کویلے دیاں ٹکراں

والا معاملہ بن جاتا ہے اور ہماری قوم کا اصل میں حال یہی ہے کہ ہم اپنے موڈ کے پجاری ہیں، میرا موڈ نہیں ہے ابھی نماز پڑھنے کا، اچھا جی، ابھی ٹائم ہے نماز کا، یعنی آپ اللہ کے حکموں کو اپنے موڈ سے جوڑ رہے ہیں تو وہ حکم کبھی پورے نہیں ہو سکتے اللہ کے حکموں کو پورا کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے موڈ کو اللہ سے جوڑا جائے اس کے سوا اور کوئی حل نہیں، اپنے موڈ کو اُٹھائیں اور اللہ سے جوڑ دیں کام ہوتے چلے جائیں گے، دل نے آخری سانس تک نہیں کہنا کہ نماز پڑھ لو، وہ کہے گا ٹائم اور لگاؤ اور ضائع کرو ابھی لیٹ جاؤ نا تھوڑا سا اور، ابھی دیکھو نا کتنی ٹھنڈ ہے سردی ہے لیٹی رہو کمبل میں یہ تو یہی کہے گا نا ہمیں موڈ کو یہ کہنا ہے کہ ہمیں نماز پڑھنی ہے، نماز کو نہیں کہنا کہ میرا موڈ نہیں تو یہ بدبخت اور بیوقوف لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے یہ جو اپنے موڈ سے نماز یا روزے کو جوڑ دیتے ہیں وہ لوگ کبھی نمازی نہیں ہو سکتے کبھی نیک نہیں ہو سکتے۔

آخری بات یہ جو موڈ کی تبدیلی ہے نا یہ شیخ ومرشد کے سوا دور کوئی نہیں کر سکتا یہ آپ کے شیخ ومرشد ہوتے ہیں جو آپ کے موڈ کو بدل دیتے ہیں ورنہ انسان اپنے نفس کا اس حد تک پجا ری ہوتا ہے کہ آپ دیکھیں کہ جتنے بھی سیگریٹیاں ہیں وہ موڈ کے پجاری وہ اپنے موڈ کے تابع ہوتے ہیں دل میرا کرداا ے کہ پیوی جاواں تے او پیوی جانداا ے بس، وہ پیتے چلے جا تے ہیں پتہ ہے خطرناک ہے صحت ٹھیک نہیں رہے گی نہیں مانتے حالانکہ پڑھے لکھے لوگ ہیں نہیں مانتے،

اسی طرح بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو عادت ہوتی ہے بس ہر وقت تو اس عادت کو پورا کرنے کے لئے کوئی بھی کام کرتے ہیں، شیخ ومرشد واحد ایسی ذات ہوتی ہے جو آپ کا موڈ بدل دیتی ہے

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا تھا نا   تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

شیخ ومرشد کی ذات ہوتی ہے جو آپ کے لئے آپ کا موڈ بدلنے کا رستہ بتاتی ہے اور وہ آپ کو اپنے ساتھ ساتھ لے کر چلتی ہے، میرے حضرت ایک جملہ کہا کرتے ہیں اکثر اپنے لیکچرز میں، مجھے خوشی ہوتی ہے اگر میں بھی وہ کہوں تو آپ کی سنت ادا ہو جائے کہ کوئی دو چار بار آپ سے ملے نا زیادہ تو آپ اسے اکثر کہتے ہیں کہ لگتا ہے کہ اللہ نے آپ کا موڈ بدل دینا ہے اب، آپ کا موڈ بدلنے کا ارادہ ،لگتا ہے اللہ نے کر دیا ہے آپ ہم سے زیادہ ملنا شروع ہو گئے ہیں تو ایک سٹوڈنٹ تھا تو اس نے داڑھی شریف رکھ لی تو اس کے والد صاحب آئے کہنے لگے سر ہم نے تو اسے پڑھنے بھیجا تھا انگلش کے لئے ،تو داڑھی رکھ لی اس نے حضرت صاحب فرمانے لگے میں قریب ہی بیٹھا تھا فرمانے لگے کہ اس سے پوچھیں نا کہ یہ کیوں میرے پاس پاس بیٹھتا ہے میرے پاس بیٹھے گا تو یہ تو ہونا ہی ہے موڈ تو بدلنا ہی ہے **تو انسان کا موڈ نہیں بدل سکتا جب تک اسے اللہ والوں کی صحبت نہ ملے ممکن ہی نہیں، خود نہیں یہ بدلتے**

اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے تمہارے موڈ کے ساتھ کتاب نہیں جوڑی **کتاب الموقوت** مقرر وقت کے اندر ہے وہ، **you have to do** اس کے سوا گزارا نہیں ہے آگے پیچھے نہ کروا اپنے ماحول کے مطابق دیکھ لو نماز اپنے مقررہ وقت کے اندر ہونی چاہئے باہر نہ نکلے (اللہ اکبر)

اللہ سے دعا ہے کہ جو آج گفتگو کی قرآن پاک سے اللہ اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب کے دلوں کو قرآن کا نور عطا فرمائے قرآن پاک کی برکتیں عطا فرمائے (آمین)

برائی کو پروٹیکٹ نہ کرو

اللہ کے خاص کرم سے اللہ کی خاص رحمت سے ہفتہ وار عالم القرآن کورس کا مبارک موقع ہے اور قرآن پاک کی اس کلاس میں آپ سب کو خوش آمدید ہے سورۃ انساء میں آج انشاءاللہ العزیز جو آیت کریمہ ہماری گفتگو کا موضوع ہوگی وہ صفحہ نمبر ۳۸۵ پہ، آیت نمبر ۱۰۵ کی گفتگو سے ہمارا آج کا موضوع شروع ہوگا ہم انشاءاللہ اس کو سمجھیں گے،

آیت ۱۰۵ ۔ ۱۰۶ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ ط وَلَا تَکُنۡ لِّلۡخَآئِنِیۡنَ خَصِیۡمًاO وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًاO

ترجمہ:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ بے شک ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے۔

لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کردیں۔ **بِمَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ** اس کے مطابق جو اللہ نے آپ کو دیکھایا ہے۔

وَلَا تَکُنۡ اور نہ بنیئے **لِّلۡخَآئِنِیۡنَ خَصِیۡمًا** بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے

وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ اور اللہ سے مغفرت طلب کیجئے **اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا** بے شک اللہ پاک مغفرت کرنے والا رحیم ہے

اس سے پہلے کہ اس آیت کے اوپر گفتگو کی جائے ہم یقیناً خوش نصیبی کے انتہائی درجے پہ ہیں کہ ہم سب کو اللہ نے قرآن پاک کی سمجھ اور قرآن پاک کا غور و فکر کرنے والے لوگوں میں رکھا ہے اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے اور اس نعمت کی استقامت کے لئے دعا مانگنی چاہئے کہ اے اللہ ساری زندگی ہمیں اس کی سعادت عطا فرمانا، آپ لوگوں کا چونکہ معاملہ ایسا ہے زیادہ تر لوگ چونکہ شادی کے بعد ان کا معاملہ اور ہو جاتا ہے تو خاص طور پہ اس کی دعا بھی مانگنی چاہئے کہ مولا اس کے بعد بھی یہ سعادت ملتی رہے (الحمداللہ)

یہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام پڑھنے والے بھی خاص لوگ ہوتے ہیں اور سننے والے بھی خاص لوگ ہوتے ہیں اس کلام کی بڑی خصوصیت ہے آپ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ آپ اگر محسوس کریں آپ کو پتہ چلے کہ ابھی تھوڑی دیر میں post man آئے گا اور وہ نواز شریف کا خط ہمیں پہنچا کے جائے گا اور باقاعدہ اس کی طرف سے آئے گا اور اوپر مہر بھی لگی ہوگی اور لکھا بھی ہوگا کہ یہ وزیراعظم نواز شریف کا لکھا ہوا خط ہے تو ہم میں سے کتنے لوگوں کو شوق پیدا ہوگا کہ ہم دیکھیں تو صحیح ہمارا وزیراعظم ہے اتنا بڑا عہدیدار ہے دیکھیں تو صحیح اس نے کیا لکھا ہوا ہے ایک عجیب سا شوق پیدا ہوگا اور نہ چاہتے ہوئے بھی لوگ اس خط کو کھولنے کی کوشش کریں گے اور پڑھنے کی کوشش کریں گے آپ اندازہ کیجئے کہ ایک عام شخص کے کلام کو بھی پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں تو جو اللہ کا کلام ہو اس کی کتنی شوق ہونی چاہئے اور اس کے لئے دل میں کتنی تڑپ ہونی چاہئے اس کے لئے دل میں کتنا ذوق ہونا چاہئے کتنا شوق ہونا چاہئے کہ جب اللہ کا کلام میرے سامنے کھلا ہوا ہے تو اس سے بڑی کیا سعادت ہے کہ میں اس رب کا کلام پڑھ رہا ہوں یا پڑھ رہی ہوں جس نے مجھے پیدا کیا ہے، جس کے اللہ کے کلام ہونے میں کوئی شک بھی نہیں ہے

ذلک الکتاب لا ریب فیه یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔

تو الحمداللہ اس کو پڑھنے والے بھی خاص لوگ ہیں، آج ابھی میں سورۃ الفجر کا درس دے رہا تھا مسجد میں اس میں اللہ نے ایک آیت نازل کی ہے انشاءاللہ ہم پڑھیں گے وہ آیت جب اللہ ہمیں موقع دے گا، اس میں اللہ نے فرمایا ہے صاف طور پہ فرمایا ہے کہ میں نے یہ قرآن جاہلوں کے لئے نہیں بھیجا، میں نے قرآن عقل مندوں کے لئے نازل کیا ہے اس کو پڑھنے والے عقل مند لوگ ہوتے ہیں، سمجھدار لوگ ہوتے ہیں اس کی عزت کرنے والے عزت دار لوگ ہوتے ہیں تو اللہ نے واضح فرمایا اس میں کہ ہم نے کسی ایسے شخص کے لئے قرآن نازل ہی نہیں کیا کہ جس کو عقل ہی نہیں ہے (اللہ اکبر)

جیسے ایک بڑا خوبصورت قطع کسی شاعر نے بیان کیا تھا کہ

؎ پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مردِ ناداں پہ کلامِ نرم و نازک ہے بے اثر

یعنی پہلا جملہ جو ہے وہ اس کا حامیہ جملہ ہے معنی کے ساتھ کہا گیا کہ کیا پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر ہیرے کو کاٹ سکتا ہے کوئی، ہیرا اس دنیا میں سب سے سخت چیز ہے س طرح ہیرا پھول کی پتی سے نہیں کٹ سکتا ایسے ہی قرآن پاک بھی مردِ ناداں پہ اثر نہیں کر سکتا

''مردِ ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر''

یہ سمجھدار لوگوں کا کلام ہے اس کو پڑھنے والے سمجھنے والے لوگوں کی عقلیں بڑی بلند ہوتی ہیں تو الحمدللہ، اللہ کا اس پہ جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے ہمیں اپنا کلام صرف پڑھنے کی نہیں بلکہ سمجھنے کی توفیق عطا کی ہے، قرآن کا یہی مقصد ہے نازل ہونے کا کہ اسے اللہ نے سمجھنے کے لے نازل کیا ہے اس کو مردوں پہ پڑھنے کے لئے نازل نہیں کیا، اسے کلّوں پہ پڑھنے کے لئے نازل نہیں کیا ہے، اس کا مقصد انسانیت کو راہ دیکھانا تھا، انسانیت کی بھلائی تھا، اس کا مقصد لوگوں کی فلاح و بہبود تھا لیکن آج ہم نے قرآن پاک کے اس اصل مقصد کو بھلا دیا ہے تو عالم القرآن کورس کا اصل مقصد ہی یہی ہے، تمام دنیا میں جو بھی اس کو سنے گا انشاء اللہ، اللہ اس پیغام کو بہت دور تک پہنچائے گا کہ جب بھی قرآن پاک کو پڑھو سمجھ کر پڑھو، آیئے سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۰۵ میں نے آپ کی خدمت میں پڑھی ہے۔

شانِ نزول

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی، صاحب ضیاء القرآن حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ جن کی کتاب ہمارے سامنے ہے جنہوں نے معرکتہ الارا آپ نے تفسیر لکھی اور یہ اللہ کے اُس نیک بندے نے تمام دنیا کے لئے لکھ کر تمام دنیا کو تحفہ دی، بہت خوبصورت آپ نے اس کا شان نزول لکھا ہے اسی صفحہ پہ نیچے تفسیر ۱۵۸، اس آیت کا شان نزول ہے یہ چند آیات ایک واقعے کے متعلق نازل ہوئیں جو عہد رسالت میں وقوع پذیر ہوا تھا، انصار کے بنی ظفر قبیلہ کے ایک یہودی زید بن سمین کے ہاں ایک شخص مسمی طعمہ بن اُبیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کے مکان میں نقب لگا کر کچھ زرہیں اور آٹے کی بوری چرالی، یعنی انصار کا ایک قبیلہ ہے بنو ظفر اس کا ایک شخص طعمہ، اس نے اپنے ہمسایہ کے مکان میں نقل لگائی، نقب جو ہوتا ہے وہ دیوار توڑ کے دوسرے گھر میں جانے کو کہتے ہیں اور اینٹیں نکال لی اور اندر سے گھس گیا اور وہاں سے اس نے کچھ زرہیں اور آٹے کی بوری چرالی اور ایک یہودی زید بن سمین کے ہاں جاکے رکھ آیا اپنے گھر پہ نہیں رکھی بوریاں بلکہ جاکے کسی اور کے گھر میں رکھ دی، صبح جب ہوئی اور حضرت قتادہ کو چوری کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے پروسی طعمہ سے دریافت کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور قسم اُٹھائی کہ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں اتفاق یہ ہوا کہ آٹے کی بوری میں سوراخ تھا جس سے آٹا گرتا گیا انہوں نے اس گرے ہوئے آٹے کے نشان کا پیچھا کیا تو چنانچہ وہ یہودی کے مکان تک پہنچ گئے اور تلاش کرنے پر مال مسروقہ برامت ہو گیا اور اس یہودی نے کہا کہ چور میں نہیں بلکہ میرے پاس طعمہ یہ چیزیں رکھ گیا تو کہیں یہودیوں نے اس کی تصدیق کی۔ طعمہ کے قبیلے والوں نے کہا کہ چلو حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں چلیں چنانچہ سب خاضر خدمت ہوئے، بنو ظفر کو اب علم ہو چکا تھا کہ چور یہودی نہیں بلکہ طعمہ ہے لیکن اپنی بدنامی کے خوف سے وہ ہر طریقے سے وہ طعمہ کو برّی ثابت کرنا چاہتے تھے اس لئے اس کی حمایت میں بڑی سرگرمی دیکھانے لگے حتی کہ حضور ﷺ کی جناب میں بھی عرض کرنے لگے کہ اگر فیصلہ طعمہ کے خلاف ہوا تو بیچارہ ہلاک ہو جائے گا اور ذلت اور رسوائی کی کوئی حد نہیں رہے گی اور یہودی جو اللہ اور رسول کا سخت دشمن ہے وہ صاف بری ہو جائے گا، حضور ﷺ کو بھی خیال گزرا کہ بنو ظفر جو مسلمان ہے وہ سچے ہوں گے چنانچہ کوئی فیصلہ صادر ہونے سے پہلے ہی وحی الٰہی پہنچ گئی۔

یہاں تک آپ سمجھ لیں کہ انہوں نے جب حضور ﷺ سے بات کی اور بار بار کہا کہ آپ اس کے حق میں فیصلہ کریں حالانکہ انہیں پتہ تھا کہ یہ شخص چور ہے قبیلے والے جانتے ہیں کہ ہمارا بندہ ہی غلط ہے اس کے باوجود آقا ﷺ کی بارگاہ میں بار بار انہوں نے یہی کہا کہ آپ ہمارے حق میں فیصلہ کریں اگر آپ ہمارے حق میں نہیں کریں گے تو یہودیوں کے حق میں ہو جائے گا اور یہودی حالانکہ ہمارا اور آپ کا ہم دونوں کا دشمن ہے تو وہ برّی ہو جائے گا تو ایسا نہ ہوا، یہاں تک جب ابھی حضور ﷺ نے بھی ابھی یہی ذہن بنایا تھا کہ یقیناً یہ سچے لوگ ہوں گے شاید جو ہے معاملہ انہی کے حق میں ہو لیکن اللہ پاک نے اسی لمحے یہ آیت کریمہ نازل کر دی ارشاد ربانی ہوا کہ

ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے تا کہ آپ اس علم یقینی کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا کریں جو آپ کو آپ کے رب کی طرف سے عطا فرمایا گیا ہے

اس میں الشیخ رشید رضا لکھتے ہیں

وتسمیة اعلامه تعالی لنبیهز بالا حکام مراراۃ یشعربان علمه علیه السلام بها یقینی کا لعلم بما یراه بعینه فی الجلاء والوضوح (المنار)

یعنی احکام کے متعلق جو علم اللہ پاک نے اپنے نبی کو عطا فرمایا اس کی تعبیر اراءۃ (دیکھا دینا) سے کی ہے تا کہ یہ پتہ چل جائے کہ اس علم میں ظن وگمان کا احتمال نہیں رہا بلکہ ایسا یقینی اور قطعی ہے جیسے کسی چیز کا آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا جاتا ہے اب آپ خود انصاف فرمادیں کہ جس ذات قدسی صفات کے سامنے آنے والے ہر حجاب کو اُٹھانے والا اللہ پاک ہو اس کے علم وسیع پر ہم ایسوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اعتراض کرتے پھریں۔

تو یہ تمام گفتگو جو آپ کے سامنے ابھی پیش ہوئی اس میں بہت بڑی تعلیم پوری دنیا کو خاص طور پہ مسلمانوں کو دی گئی اور قرآن کے سینے پہ یہ آیت موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی کبھی ختم نہیں ہوگی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت سے بہت بڑی ایک تعلیم اللہ پاک دنیا کو دینا چاہتا ہے۔

ایک تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ **حضورﷺ کا علم صرف سننے تک محدود نہیں ہے، حضورﷺ کا علم دیکھنے تک ہے** اللہ نے جو آپ کو علم دیا وہ دیکھایا ہوا ہے ہمارا اور آپ کا علم ہو سکتا ہے وہ سنا ہوا ہے کہ ہم نے جنت کا صرف سنا ہے حضورﷺ نے جنت دیکھی ہے، ہم نے جو دوزخ کا سنا ہے حضورﷺ نے دوزخ دیکھی ہے، ہم نے فرشتوں کا صرف سنا ہے حضورﷺ نے فرشتے دیکھے ہیں، تو اللہ پاک نے اراءۃ کا لفظ استعمال کیا ذرا آیئے صفحہ نمبر ۳۸۵ اس میں جو آخری لائن ہے **بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ** کا لفظ ہے جو دیکھا دیا ہے اللہ نے آپ کو یعنی حضورﷺ کا علم سنا سنایا نہیں ہے بلکہ آپ کا علم دیکھا ہوا ہے (سبحان اللہ)

حضور دیکھے ہوئے علم کے مالک ہیں آپ کا علم سنا سنایا نہیں ہے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی اور دوسرا اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ **بہت سارے لوگ حضورﷺ کے دور مبارک میں بھی ایسا کرنے کی کوشش کرتے تھے** کہ وہ غلط بندے کی سفارش لے کر آتے تھے غلط بندے کی سفارش، اور آج بھی آپ ہمارے معاشرے میں دیکھیں جو ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے **غلط لوگوں کی سفارش کر کر کے ہم نے اپنے پاؤں پہ اتنی کلہاڑیاں ماردی ہیں** کہ اب شاید ہمارے ملک کی حالت جو آپ کے سامنے ہے وہ اسی وجہ سے ہے اور اگر لوگ جو ہے وہ چور اچکوں کی پشت پناہی چھوڑ دیں اور ایسے غلط لوگوں کی حمایت نہ کریں تو کبھی بھی برائی کا موقع نہ ملے، برائی اسی لئے پنکتی ہے اس کی پرورش ہوتی ہے کہ اس کو پروٹیکٹ کیا جاتا ہے اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس میں بہت سارے ہمارے ایسے سیاستدان اور ہماری گورنمنٹ کے تمام معاملات میں جہاں ان کو پتہ بھی ہے یہ بندہ غلط ہے پھر بھی اسے ووٹ دینا پھر بھی اس کو پروٹیکٹ کرنا کہ اپنی برادری کا ہے اپنا بندہ ہے، اپنا بندہ ہے، بچاؤ اسے، تو اس سے جتنا ظلم ہو رہا ہے معاشرے کے اندر اس سے معاشرے کے اندر جو جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں ایسا ہی حضورﷺ کے دور مبارک میں بھی ہوا اور باقاعدہ حضورﷺ کے پاس سفارش لے کر آئے کہ اگر آپ ہمارے بندے کو بخش دیں گے تو اس سے بہتری ہوگی اب اصل بات آگے ہے، جس پہ اظہارِ خیال میں نے کرنا ہے کہ آقاﷺ نے بھی یہ سوچا کہ شاید یہ صحیح ہوں گے کیونکہ یہ مسلمان جو ہوئے، وہ یہودی ہے یہ مسلمان ہیں، حضورﷺ کے دل میں ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ میں ان کے حق میں فیصلہ کردوں تو اللہ پاک نے حقیقت حال کھول دی اور آپ نے منع کر دیا کہ خبردار آپ نے خیال ہی کیوں کیا، آپ اس کے مطابق فیصلہ کریں جو قرآن کہتا ہے آپ کو، آپ یہ نہ دیکھیں کہ یہ آپ کے اپنے لوگ ہیں لہٰذا ایک جج کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم نے جب فیصلہ کرنا ہے تو تم نے قرآن اور سنت کے مطابق کرنا ہے، ایک باقاعدہ منصف کو یہ حکم دیا جا رہا ہے، اور جس معاشرے میں ججوں کی جو ہے یہ حالت ہو کہ جج خود مال لے کر لوگوں کے خلاف فیصلہ کردے تو اس معاشرے میں انصاف کی دھجیاں نہیں اُڑیں گی تو اور کیا ہوگا۔

آج ہمارا عدالتی نظام دیکھیں جا کے، ہماری عدالتوں کا حشر دیکھیں ہماری عدالتوں کی حالت دیکھیں آپ کے سامنے ہے کہ کس طرح ہمارے عدالتی نظام کو ان لوگوں نے مفلوج کر دیا ہوا ہے کہ پیسے دے کر اور، اثر و رسوخ استعمال کر کے ججوں کے اوپر اثر انداز ہو جاتے ہیں اور اپنی مرضی سے فیصلے کروا لیتے ہیں فرمایا آپ کیوں ایسا کر رہے ہیں آپ قرآن کے مطابق فیصلہ کیجئے، آگے لفظ پڑھنے والے ہیں۔

وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ اللہ سے مغفرت بھی آپ طلب کیجئے

آپ اندازہ کیجئے کہ مغفرت اس وقت ہوتی ہے جب گناہ ہو، مغفرت کس پہ ہوتی ہے جب گناہ ہو، اور گناہ ہو تو مغفرت ہوتی ہے لیکن اللہ کا نبی تو کبھی گناہ نہیں کرسکتا، آقا ﷺ تو کبھی کسی حالت میں گناہ نہیں کرسکتے، یعنی اللہ پاک کو یہ بھی گوارہ نہ ہوا کہ میرے نبی ﷺ کے دل میں خیال بھی کیوں آیا ہے، خیال ہی کیوں آیا ہے آپ کو خیال پہ بھی توبہ کرنے کا کہا، یہ ہے نبیوں کا مقام، یہ ہے توبہ کا بلند اور بہترین درجہ کہ اگر خیال بھی آئے تو بھی توبہ کرلو۔

حضور ﷺ نے کوئی سفارش نہیں کی تھی آپ ﷺ نے کوئی فیصلہ کرنہیں لیا تھا ابھی خیال آیا کہ میرے اپنے بندے میرے پاس آئے ہیں یقیناً یہ سچے ہوں گے یہودی جھوٹا ہوگا تو اللہ نے یہ آیتیں نازل کی کہ میرے نبی کے دل میں خیال ہی ایسا کیوں آیا ہے جواس کو کہیں غلط ظرف نہ لے جائے، حالانکہ حضور گئے نہیں حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا نہیں ہے لیکن اللہ نے اس پہ بھی مغفرت کا حکم دیا ہے کہ توبہ کیجئے **استغفر اللہ** اللہ سے معافی مانگیں (اللہ اکبر) یہ جو ہے **حسنة الابرار سید المقربین** کے زمرے میں آتا ہے مقربین کے لئے خیال بھی گناہ ہوتا ہے مقربین کے دل میں غلط خیال بھی آجائے نا، یاد رکھیئے، دوقسم کے نیک لوگ ہوتے ہیں جو بچیاں میری تصوف پڑھتی ہیں وہ اس بات کو سمجھتی ہیں، دوقسم کے نیک لوگ ہوتے ہیں ایک ہوتے ہیں مقربین اور ایک ہوتے ہیں ابرار۔

ابرار وہ ہیں جو چھوٹے درجے کی نیکیاں کرتے ہیں، نماز روزہ کرلیا اپنے معاملات کو نیکی کی طرف لاتے ہیں بس کافی ہے اس سے آگے جانے کی وہ کوشش نہیں کرتے دوسرے ہوتے ہیں **مقربین جو چھوٹی نہیں سب سے بڑی نیکی کی طرف توجہ رکھتے ہیں** وہ اعلی سے اعلی نیکی کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے نزدیک چھوٹی نیکی کرنا ایسا ہی ہے جیسے گناہ ہے، جیسے بندہ محاورا تا نہیں کہتا کہ یہ کام کرنا تو میرے لئے گناہ ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ میرا یہ معیار نہیں کہ میں یہ کام کروں میں اس سے بڑا اونچا کام کرنے والا بندہ ہوں یہ کام میرے لئے گناہ ہے اس سے مراد وہ گناہ نہ لیجئے گا جو شریعت میں گناہ ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ یہ کام میرے معیار کا نہیں، میں بہت اعلی

مثال

اگر کوئی ایم۔ایس۔سی میں ہو اور اس سے کہا جائے کہ پیپر دو نرسری کلاس کے math کا اور ایک بندہ جو ایم۔ایس۔سی میں ہے ایم ایس سی math میں اور اسے کہا جارہا ہے کہ نرسری کلاس کا پیپر دو تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تو میرے لئے گناہ ہے، یہ کام کرنا میرے لئے گناہ ہے کیونکہ میں بہت بلند درجے کا شخص ہوں مجھے ایم ایس سی کی بات سناؤ، ایسے ہی مقربین کے لئے ابرار کی نیکیاں گناہ ہوتی ہیں وہ نہیں کرتے، عام بندہ تو گناہ کرکے تو توبہ کرتا ہے لیکن مقربین تو گناہ کا خیال بھی آجائے تو بھی توبہ کرتا ہے، گناہ کے خیال پہ بھی توبہ کرتے ہیں تو یہ آقا ﷺ کا چونکہ انداز مبارک تھا آپ کا، آپ اللہ کے مقربین میں سب سے بلند درجے پہ، اللہ کے مقربین میں سب سے اعلی درجہ محمد مصطفی ﷺ کا ہے، اس لئے آپ کو کہا گیا کہ آپ کے دل میں خیال کیوں آیا کہ آپ اس کے حق میں فیصلہ کریں (اللہ اکبر)

بے شک اللہ غفور اور رحیم ہے، آگے اللہ نے تسلی بھی دے دی کہ آپ صرف ذہن بنا لیجئے توبہ کا اس کے بعد اللہ آپ کی توبہ اسی وقت قبول کرلے گا اسی وقت معافی بھی ہوجائے گی رحمت بھی مل جائے گی کوئی ایسا مسئلہ نہیں بس آپ کو ایک تعلیم دینا مقصود تھی، اور اس تعلیم کے ذریعے اللہ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو پیغام دیا کہ اے لوگوں جو نیک ہو تم میں اگر برائی کا خیال بھی آئے تو توبہ کرو، برائی کی طرف جانا تو بہت دور کی بات، برائی پہ جاکے ملوس ہونا تو بہت دور کی بات، خیال کے اوپر بھی توبہ ہے (اللہ اکبر)

صفحہ نمبر ۳۸۷ آیت نمبر ۱۰۸

اللہ نے ارشاد فرمایا

یَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰہِ وَ ہُوَ مَعَہُمۡ اِذۡ یُبَیِّتُوۡنَ مَا لَا یَرۡضٰی مِنَ الۡقَوۡلِ ط وَ کَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطًا O

ترجمہ:

وہ اپنے ارادے لوگوں سے چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپا سکتے وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں ایسی باتوں کا جو پسند نہیں ہیں اللہ کو اور اللہ پاک جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے گھیرے ہوئے ہے (سبحان اللہ)

بہت ہی خوبصورت آیت اور اس میں بڑی راز کی باتیں ہیں جو اللہ نے بیان فرمائی، اس آیت کریمہ میں اللہ پاک جو ہے، کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب بنوظفر جو ہے وہ راتوں کو بیٹھ کر منصوبے بناتے تھے اور اپنے بندے کو بچانے کی کوشش کرنے کے لئے راتوں کو میٹنگ ہوتی تھی اور ان میٹنگوں میں اپنے بندے کو بچانے کے لئے وہ حربے سوچتے تھے کہ کس طرح اسے بچائیں (اللہ اکبر)

تو اللہ فرما رہا ہے کہ یہ اپنے ارادے لوگوں سے تو چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ سے تو نہیں چھپا سکتے، اللہ پاک تو ہر جگہ موجود ہے اور آگے فرمایا کہ وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں اس ساتھ سے مراد physically ہونا نہیں ہے، اس ساتھ سے مراد یہ نہیں ہے کہ اللہ ان کے قریب بیٹھا ہوا ہے یا ان کے قریب موجود ہے نہیں ایسا نہیں، یاد رکھئے یہ اصول یاد رکھئے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں نا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے تو اس سے مراد اسکی وہ **physicall حالت نہیں ہے اس سے مراد اللہ ہر جگہ موجود ہے** اپنے سننے اور اپنے دیکھنے کی وجہ سے، وہ اپنے سننے اور دیکھنے کی وجہ سے ہر جگہ موجود ہے، وہ ہر جگہ سن رہا ہے اور ہر جگہ دیکھ رہا ہے، ہر بات کو سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں اس سے مراد یہ ہوگی کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ اللہ پاک اپنی اس خاص ذات کے ساتھ وہاں موجود ہے نہیں ایسا نہیں ہے، اس سے مراد اسکے سننے کی قوت اور دیکھنے کی قوت ہے، اللہ پاک اس قدر سنتا ہے کہ وہ موجود کی طرح ہی ہے اس قدر دیکھتا ہے کہ وہ موجود کی طرح ہے بھئی دیکھیں اگر کوئی بندہ موجود ہو تو یہ دونوں ہی کام کرے گا نا جو موجود ہوگا وہ کیا کرے گا وہ سنے گا بھی اور دیکھے گا بھی تو اس کا مطلب موجود ہے تو اللہ کی یہ دونوں قوتیں اتنی اعلیٰ ہیں کہ وہ موجود کے معنوں میں ہیں تو اس سے یہ مسئلہ حل ہوا کہ بعض یہ بھی پریشان رہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے بھئی اللہ کہاں ہے تو یہ قوت ہے اصل میں اللہ کی جو ہر جگہ دیکھنے اور سننے کے حوالے سے (اللہ اکبر)

اللہ پاک چونکہ ایسا زبردست سننے اور دیکھنے والا ہے کہ پھر اس کے سامنے کوئی بھی علم چھپا ہوا نہیں، کوئی بھی علم چھپا نہیں، کوئی مخلوق اس سے چھپی نہیں، کوئی آواز اس سے چھپی نہیں، ہر آواز کو سننے والا، ہر مخلوق کو جاننے والا، وہ دل کی دھڑکنوں کے اندر جو خیال پیدا ہوا اسے بھی جاننے والا، وہ تمہارے لئے زمین کی ساتوں تہوں سے نیچے رزق کو نکالنے والا، وہ تمہارے لئے ہر ہر اعلیٰ سے اعلیٰ چیز کو پیدا کرنے والا، لہذا یہ اللہ پاک کی قوت سماعیت ہے جو اللہ نے اپنے خاص حکم سے اپنے پاس رکھی ہے۔

آقا ﷺ کے دور مبارک میں بھی حضور ﷺ اللہ کی اس صفت کو کہ اللہ دیکھتا اور سنتا ہے، وہ ہر شے پیدا کرسکتا ہے، وہ ہر شے کا بنانے والا ہے تو حضور ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے اس دور میں کہ اے لوگوں اللہ پاک ہڈیوں کو بھی زندہ کردے گا دوبارہ زندہ ہوجائیں گی تو ایک ان میں سے ایک ایسا بھی تھا کافر کہ جو کسی قبرستان سے ہڈی اُٹھا لایا، اور حضور ﷺ کے سامنے اس نے باقاعدہ وہ ہڈی توڑ دی اور کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ یہ تمہارا رب جوڑ سکتا ہے تو یہ تو کئی سالوں سے ہڈی بوسیدہ ہوچکی ہے تو کیا اسے بھی جوڑے گا اس سے پہلے کہ آقا ﷺ اس کا جواب مرحمت فرماتے اللہ نے قرآن میں آیت نازل فرمائی آگے ہم پڑھیں گے اسے بھی

اللہ نے فرمایا

کہ اسے یہ کہہ دیجئے کہ اے شخص تو اس ہڈی کی بات کرتا ہے آج اس کو جوڑنا تو کیا بات، جب یہ پیدا ہی نہیں ہوئی تھی ہم نے اس وقت بھی اسے پیدا کردیا تھا۔

تو جو ایسی چیز کو پیدا کرسکتا ہے جو پہلے وجود ہی نہیں رکھتی تھی اب تو پھر اس کا وجود ہے اب اس کو دوبارہ جوڑنا ہمارے لئے مشکل کیسے ہوگا ہم تو اس وقت اسے پیدا کرچکے ہیں جب یہ موجود ہی نہیں تھی جس کے لئے اس وقت پیدا کرنا آسان ہے جب کوئی چیز وجود میں ہی نا ہو تو جب وہ وجود میں آجائے تو اس کے بعد اس کو پیدا کرنا، اس کو بنانا کیا مشکل ہوگا اس

کے لئے تو واضح کر دیا اللہ پاک نے کہ اے بندوں تم میری اس ثنایت کے اوپر ایمان لاؤ، میں ہر جگہ موجود ہوں سنتا ہوں دیکھتا ہوں، اور میرے تمام بندوں کو یہ علم ہونا چاہئے کہ اللہ کی قدرت اتنی بڑی ہے کہ اللہ سنتا اور دیکھتا ہے (اللہ اکبر)

صفحہ نمبر ۳۸۸ آیت نمبر ۱۰۹

هَآ نْتُمْ هٰٓؤُلَآ ءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّ نْیَا فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَ كِیْلًاO

ترجمہ:

سنتے ہو تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑتے ہو ان کی دنیا کی زندگی میں پس کون جھگڑے گا اللہ کے ساتھ ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا اس روز ان کا وکیل

اللہ نے واضح کر دیا ایک بار پھر کہ تم لوگ جو مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہو اور آج ان کی طرف سے جھگڑتے ہو اور ان کی طرف سے سفارشیں لے کر آتے ہو آج ان کے لئے دنیا میں تو جھگڑ رہے ہو کیا کل قیامت کے روز بھی ان کے لئے جھگڑلو گے، کیا قیامت کے دن بھی اللہ کی بارگاہ میں اس کے لئے وکالت کر سکتے ہو، آج تو چلو تم دنیا کے کسی عہدے کے لئے دنیا کے کسی اقتدار کے لئے تم اس چور کے ساتھ لگے ہوئے ہو اور اس چور کی سفارش اور رشوت لے کر اس چور کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو کیا یہی وکالت کل قیامت کے دن ہو سکتی ہے (اللہ اکبر)

تو اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کس منہ سے صفائی پیش کرو گے، آج اس کی صفائی پیش کر رہے ہو قیامت کے دن کیا کرو گے (اللہ اکبر)

جھوٹی گواہیاں دے کر اس کو ثابت کرلو گے ذرا یہ تو بتاؤ قیامت کے روز اس کی صفائی کس منہ سے کرو گے اور کل قیامت کے دن کون ہے جو اللہ کی بارگاہ میں اس کا وکیل بن سکتا ہے تو اس آیت سے ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے جو اپنے کسی مقصد کے لئے کسی غلط بندے کا ساتھ دیتے ہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے کہ یہ غلط انسان ہے مکار ہے دھوکہ باز ہے فریبی ہے اس نے اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کیا ہوا ہے تو پھر بھی اپنے کسی مفاد کے لئے اس کی پشت پناہی کرتے ہیں کاش یہ آیت ہماری قومی اسمبلی میں ۱۰۰، ۱۰۰ افٹ کی بنا کر لگا دی جائے کہ بدنصیبوں آج تو ان مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہو جیسے کل جو ہے وہ رینجرز نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے کراچی کے اندر کتنے مجرم ظالموں کے پکڑے گئے اور کتنے مجرم قبضے میں آئے اور ان کی پشت پناہی کرنے والے کراچی کا امن جنہوں نے خراب کیا ہوا ہے اور ہزاروں لوگوں کے قاتل ہیں وہ اور وہ ان کے پیچھے آج کس طرح خوار ہو رہے ہیں اور ان کو کس طرح پروٹیکٹ کیا جا رہا ہے کاش انہیں یہ آیت سنائی جائے کہ اگر آج تم لوگ ان کے لئے کوشش کر رہے ہو تو کل قیامت کے دن بھی کیا اسی طرح وکالت کرو گے (اللہ اکبر)

یقیناً قرآن پاک ایسی کتاب ہے جو ہر دور کے ہر لمحے کے ہر دن پہ فٹ آتی ہے ہر دور کے ہر لمحے کے ہر دن کے ہر سیکنڈ پہ فٹ آتی ہے اور یہ کبھی پرانی نہیں ہوتی اور کبھی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اسے کوئی کہے کہ یہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے کے دور کے لئے نازل ہوئی ہے، یہ ہر دور کے ہر لمحے کے ہر سیکنڈ کے لئے ہے تو آج بھی ہمیں کچھ ایسے ہی حالات درپیش ہیں میرے بچوں، کچھ ایسے ہی حالات درپیش ہیں کہ آج بھی بدنصیب بدبخت لوگ جو ہیں وہ مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہیں اور اس سے معاشرے میں جو فساد پیدا ہو رہا ہے وہ کوئی ایسی کہانی نہیں ہے جو آپ کو پتہ نہ ہو، یہ بدنصیبی کی انتہا ہے **آگے فرمایا**

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً ااَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاO

اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر، پھر مغفرت مانگے اللہ پاک سے تو اللہ پاک اسے بخشنے والا ہے رحم فرمانے والا ہے

حد کر دی پہلے یہ کہا کہ تم کر رہے ہو زیادتی کرتے ہو ظلم کرتے ہو لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہو لوگوں کے پیچھے جاتے ہو کیا قیامت کے دن بھی ان کی وکالت کرو گے اور آگے فرمایا

کہ اگر تم سے یہ ہو بھی گیا ہے ایسا ہو گیا ہے تو کوئی بات نہیں آ جاؤ ابھی بھی میرا در کھلا ہوا ہے آ جاؤ ابھی بھی میرے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں ابھی بھی توبہ کا دروازہ میں نے بند نہیں کیا ہے، اگر تم سے برا کام ہو گیا ہے تم سے ظلم ہو بھی گیا ہے کیوں پریشان ہوتے ہو، پھر مغفرت مانگے اللہ سے آ جاؤ معافی تو مانگو، آ جاؤ واپس آ جاؤ (اللہ اکبر)

یعنی انسان اگر نادانی میں نا سمجھی میں نفس کے ہاتھوں، کسی حالت میں اگر کوئی گناہ کر بیٹھے تو یہ ایک انسانی کمزوری ہے شیطان نے نفس نے حالات نے بہت ساری چیزوں نے مل کر جو ہے وہ سخت ترین معاملہ بعض اوقات بن جاتا ہے انسان گناہ کی لپیٹ میں آ جاتا ہے تو اللہ فرما رہا ہے کہ اگر ہو بھی گیا ہے تو واپس آ ؤنا، واپس آ ؤ توبہ کرو مغفرت مانگو مجھ سے تو اللہ پاک کو پالے گا وہ **یَجِدِ اللّٰہَ** فوراً اللہ کو پالے گا آپ اندازہ کیجئے کہ توبہ میں اللہ مل جاتا ہے یہ لفظ نماز کے بعد نہیں آئے، یہ لفظ زکوۃ کے بعد نہیں آئے، حج کے بعد نہیں آئے **یَجِدِ اللّٰہَ** اللہ کو پالے گا، کب، جب توبہ کرے گا کہتے ہیں اللہ سے ملنا ہے، اللہ کو پانا ہے اللہ کو پانا ہے، اللہ کے ساتھ ہمارا رابطہ ہو جائے تو اللہ دے رہا ہے رستہ، توبہ کرو تو تم مجھے پالو گے۔ یجد اللہ۔ کس حالت میں پاؤ گے **غَفُوْرًا رَّحِیْمًا** میں تمہارے گناہ بخش دوں گا اور تم پہ رحمت بھی کر دوں گا بخشنے سے مراد یہ ہے کہ میں گناہ مٹا دیا جائے گا، گناہ کو مٹا دیا جائے گا۔

بزرگوں نے فرمایا

کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے لئے تین گواہیاں پیدا ہوتی ہیں، پہلی گواہی جو ہے وہ فرشتے لکھ لیتے ہیں، دوسری گواہی زمین کا جو حصہ جس سے گناہ ہوتا ہے وہ بھی گواہ بن جاتا ہے، تیسری گواہی وہ رجسٹر جس کے اوپر گناہ لکھا جاتا ہے وہ رجسٹر جس کے اوپر گناہ لکھا جاتا ہے تو فرمایا کہ جب وہ توبہ کرتا ہے تو

☆ پہلے نمبر پہ تو اللہ وہ گناہ اس فرشتے کو بلا دیتا ہے وہ فرشتہ بھول جاتا ہے کہ میں نے کوئی گناہ لکھا تھا۔

☆ دوسرے نمبر پہ وہ جو رجسٹر ہے اس کے اوپر سے بھی گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور رجسٹر بھی بھول جاتا ہے کہ مجھ پہ کچھ لکھا تھا۔

☆ تیسرے نمبر پہ زمین کا وہ حصہ جس پہ گناہ ہوا ہوتا ہے وہ زمین کا ٹکڑا بھی بھلا دیتا ہے اور ساری دنیا میں کوئی ایک بھی گواہ اس کے لئے نہیں ہوتا ہے جو توبہ کر لیتا ہے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں تو توبہ واحد راستہ ہے جس سے انسان کی اللہ سے رابطے کی بہترین منزل اور سیڑھی جو ہے وہ توبہ ہے بار بار توبہ کی جائے، اپنے گناہوں کے ہاتھوں جو لوگ پریشان ہوتے ہیں، وہ توبہ نا چھوڑیں۔

آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی حاضر ہوا کہا حضور گناہ نہیں چھوٹتا فرمایا توبہ کرو، کہا حضور کی ہے پھر بھی نہیں چھوٹا کہا پھر توبہ کرو، کہا حضور پھر کی ہے پھر بھی نہیں چھوٹی کہا پھر توبہ کرو، فرمایا توبہ کرتے جاؤ ایک دن آئے گا کہ اللہ پاک تم سے وہ گناہ چھڑوا لے گا، توبہ نہ چھوڑ و جیسے (اللہ اکبر) پرانے کسی نبی کے دور میں ایسے ہی کسی شخص نے گناہ کیا توبہ کی پھر گناہ کیا پھر توبہ کی، پھر گناہ کی پھر توبہ کی ایک وقت آیا کہ اسے شرم آ گئی اس نے کہا کہ میں کیسا بد بخت ہوں گناہ کرتا ہوں پھر توبہ کرتا ہوں، گناہ کرتا ہوں پھر توبہ کرتا ہوں اور اتنی بار میں نے اپنی توبہ کو توڑا ہے اب نہیں کرنی گناہ ہو گیا ہے نہیں اب توبہ نہیں کرنی، **آواز آئی اے بندے تو نے توبہ کیوں چھوڑ دی، تو ہی تھک گیا میں تو تجھے بخشنے سے نہیں تھکا، میں تو ابھی بھی بخشنے کے لئے تیار ہوں تو توبہ کر میں ابھی پھر تجھے بخش دوں گا**، وہ تو ایسا اعلیٰ ایسا اعلیٰ معاف کرنے والا ایسا اعلیٰ اس کی بخشش کا دروازہ ہے کہ اس کے اوپر کوئی compromise نہیں ہے اس کا وعدہ ہے جو بھی توبہ لے کر آئے گا میری شان ہی نہیں ہے کہ میں توبہ کو پلٹوں، میں توبہ کو نہیں پلٹوں گا تم آ ؤ توبہ لے کر میں تمہاری توبہ کو قبول کر لوں گا (اللہ اکبر)

تو اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں یہ واضح کر دیا ہے کہ ہم توبہ کو کسی بھی حالت میں رد نہیں کرتے، توبہ ہوتی ہے گناہ پہ ہے، توبہ نفس کے ہاتھوں جو

گناہ ہوجائیں یا کسی اور کے مجبور کرنے سے ہوجائیں کسی بھی حالت میں ہوجائیں اللہ پاک سے بخشش ہر صورت میں مانگنی چاہئے اسی لئے بزرگوں کا طریقہ رہا کہ وہ ہر روز توبہ کے دو نفل ضرور پڑھتے ہیں، نہ چاہتے ہوئے، چاہتے ہوئے بھی انسان سے گناہ ہوجاتا ہے تو توبہ کے نفل ہر روز اپنی عادت بنائیں جائیں، ظہر کے ساتھ پڑھے جائیں یا عشاء کے ساتھ پڑھے جائیں یا مغرب کے ساتھ پڑھے جائیں دو نفل توبہ کے اسی طرح سلسلہ عالیہ نقشبنیہ میں ہمارا جو وظیفہ ہے

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

اس کا بھی مقصد یہی ہے کہ روزانہ کے روزانہ گناہ توبہ کرنے سے استغفار پڑھنے سے سو بار جو ایک تسبیح آپ پڑھتے ہیں اس سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اس لئے وہ بھی ہمارے بزرگوں کا ایک بہت بڑا تحفہ ہے جس سے روزانہ گناہوں کی بخشش کا سامان بنتا ہے (اللہ اکبر)

اگلی آیت اللہ نے فرمایا

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًاO

ترجمہ:

اور جو گناہ کو کماتا ہے تو وہ اپنے لئے اسے کماتا ہے اور اللہ پاک علیم و حکیم ہے اور جو کوئی خطا کو کماتا ہے یا گناہ کو اور پھر اس سے تہمت لگائے کسی بے گناہ پہ تو اس نے بہت بڑے بہتان کا کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھالیا۔

اصل میں جب بھی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس پہ وہ شرم سار نہیں ہوتا اور اسے کوئی تکلیف کوئی دکھ نہیں ہوتا اس گناہ پہ تو اس سے بڑا کوئی بد بخت نہیں ہے تو اللہ فرما رہا ہے کہ جس نے تو گناہ کمایا، کمایا مطلب اس نے خوشی سے کیا ہے اپنے لئے کمایا ہے کسی اور سے اس کی کوئی پوچھ نہیں وہ خود اس کا ذمہ دار ہے responsible ہے ہم خود اس سے پوچھیں گے اور اللہ پاک علیم و حکیم ہے، اپنی بربادی کا سامان اس نے خود کیا ہے ایک بندہ چاہتا ہی نہیں کہ وہ جنت میں جائے تو اس کے لئے کیا کرسکتے ہیں ہم، جیسے قرآن میں اللہ نے بہت

خوبصورت جملہ فرمایا

''یہ وہ کتاب ہے جو بہت ساروں کو ہدایت دے دیتی ہے اور بہت سارے اسی سے گمراہ بھی ہوجاتے ہیں''

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ قرآن کا قصور نہیں ہے قرآن کا قصور نہیں ہے اس کی سمجھ کا قصور ہے وہ صحیح طرح سمجھ ہی نہیں پایا لہذا اپنی اس ناسمجھی کی وجہ سے ایسی حرکتیں کردی کہ قرآن سے اسے کچھ نہیں ملا اور دوزخ میں چلا گیا تو فرمایا کہ ہم نے تو ایسے تمام راستے، اوپر ہم نے کہہ دیا ہے کہ توبہ کرلو ہم منظور کرلیں گے لیکن پھر بھی کماتے جارہا ہے پھر بھی لگا ہوا ہے پھر بھی لگا ہوا ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں ایک بندہ آگ میں گرنا چاہتا ہے تو کتنا کو روکیں گے آپ اسے، اسکو گرنے دیں، اللہ فرما رہا ہے کہ وہ اپنے لئے کما رہا ہے میں اس کو کچھ نہیں میری طرف سے کچھ نہیں کہے کہ اللہ نے اسے گناہ پہ مجبور کیا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

وہ علم والا ہے اسے پتہ ہے کون توبہ کرتا ہے اور کون نہیں کرتا ہے اور جو کوئی خطا کرے اور پھر اس کا الزام دوسروں پہ تھونپ دیں یہ بھی سن لیں کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ ایک تو خطا کرے اور پھر تہمت لگائے کسی بے گناہ پہ تو اس نے اُٹھالیا بہت بڑے گناہ کا بوجھ یہ تو ڈبل ہوگیا ایک تو گناہ کیا اور دوسرا اس گناہ کا ذمہ دار کسی اور کو قرار دے دیا کہ یہ تو فلاں کی وجہ سے میں نے کیا تھا حالانکہ خود اپنے ہاتھوں کیا، دوسروں کے اوپر تھونپ دیا۔

بڑا آسان ہے زمانے کو برا کہنا کہ ہم اس لئے برے ہیں کہ زمانہ برا ہے، ہم اس لئے یہ کررہے ہیں کہ سارے لوگ ہی ایسے کررہے ہیں، یہ فلاں برائی ہے تمہارے اندر جی سارے ہی ایسے کرتے ہیں عام طور پہ لوگ ایسے لوگ کہتے ہیں ایسے بدنصیبوں کو یہ آیت سمجھنی چاہئے کہ ایک تو خود گناہ کیا اور دوسرا الزام دوسروں پہ تھونپ دیا کہ جی علاقہ ہی بڑا خراب ہے محلّہ ہی بڑا خراب ہے اس وجہ سے ہم سارے، ہی ایسے ہوگئے ہیں ایسا نہیں ہوتا، آپ نے ہر حالت میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ہوتا ہے۔

جیسے حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ

توبہ کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن گناہ نہ کرنا اس سے بھی اچھی بات ہے۔

کہ آپ ہر حالت میں بچیں دور رہیں (اللہ اکبر) تو ایسا شخص کمینہ فطرت ہوتا ہے گندی فطرت کا ہوتا ہے جو اپنے کئے ہوئے گناہ کو دوسروں کے اوپر تھونپ دے اور جو ہے وہ اگر ایسا معاملہ بنا ہے تو اس کو پورے سٹیٹ کے اوپر بات کر دی، علاقے کے اوپر تھونپ دیا، پولیس کے اوپر ڈال دیا، ماحول کے اوپر ڈال دیا یہ ہمارا عام وتیرہ ہے ہم اپنی تمام نالائقیاں تمام سستیاں ہم اپنی تمام بدبختیوں کو بڑی آسانی سے زمانے پہ ڈال دیتے ہیں کہ میں اس لئے ویلا نکما ہوں کیونکہ زمانہ ہی بہت خراب ہے اس لئے میری جاب نہیں لگتی، زمانہ دیکھیں نا جاب کہاں ملتی ہے آج، کتنے لوگ ہیں فارغ پھر رہے ہیں لہذا میں بھی فارغ ہی ہوں، اپنے گناہ کو زمانے پہ ڈال دیا یہ وتیرہ سمجھدار لوگوں کا نہیں ہوتا وہ کبھی بھی ایسا نہیں کرتے تو اللہ فرما رہا ہے کہ اس نے جو ہے بڑا ظلم کیا کہ اس نے گناہ بھی کیا اور اسے دوسروں کے اوپر تھونپ دیا اس کو اس کا حساب دینا ہوگا (اللہ اکبر)

یہ آج ہم نے جو آیات پڑھیں اللہ پاک ہمیں سمجھنے کی سعادت عطا فرمائے جو گفتگو کی ہے جتنی باتیں کی ہیں انہیں اللہ ہمارے دلوں میں اتارے اور ان کے ساتھ دل لگانے ک توفیق عطا فرمائے (آمین)

اللہ پاک کی حضورﷺ سے محبت

جو آیت نمبر ۱۱۳ ہے اور جس کا آغاز ہوتا ہے صفحہ نمبر ۳۸۹ سے

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

وَلَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ وَرَحۡمَتُہٗ لَھَمَّتۡ طَّآ ئِفَۃٌ مِّنۡھُمۡ اَنۡ یُّضِلُّوۡکَ ط وَمَا یُضِلُّوۡنَ اِلَّآ اَنۡفُسَھُمۡ وَ مَا یَضُرُّوۡنَکَ مِنۡ شَیۡءٍ وَ اَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَالَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ ط وَ کَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًاO

ترجمہ:

اگر اللہ کا فضل آپ پہ نہ ہوتا اور اس کی رحمت آپ پہ نہ ہوتی تو ایک گروہ نے تخیہ کر لیا تھا کہ آپ کو غلطی میں ڈال دیں وہ اپنے آپ کو ہی غلطی میں ڈال رہے ہیں آپ کا وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اللہ نے آپ پہ کتاب اور حکمت اتاری ہے اور آپ کو وہ بھی سیکھا دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ پاک کا آپ پہ فضل عظیم ہے (سبحان اللہ)

ایک بڑی خوبصورت آیت کریمہ جو آپ کی خدمت میں پیش کی گئی اور یہ گفتگو جو ہے اس سے پہلے پچھلے درس قرآن میں یہ بات ہو چکی ہے کہ کچھ لوگ آپ کے پاس آئے تھے اور آپ سے کچھ غلط فیصلہ کروانا چاہ رہے تھے وہ ذرا یاد کریں پچھلے درس قرآن میں یہ گفتگو ہوئی تھی کہ ایک شخص نے چوری کی تھی تو لوگوں نے آ کے آپ سے فیصلہ کروانا چاہا جو کہ غلط تھا لیکن اللہ پاک نے آپ کو باقاعدہ وحی کے ذریعے خبردار فرمایا، تو اس آیت میں اسی بات کا ذکر ہو رہا ہے کہ اے نبیﷺ اللہ نے آپ پہ بڑی رحمت کی ہوئی ہے اور آپ پہ بڑا فضل کیا ہوا ہے آپ ذرا دونوں لفظ ملاحظہ کریں **وَلَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ وَرَحۡمَتُہٗ** اللہ کا آپ پہ بڑا افضل اور بڑی رحمت ہے

انسان دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جو خود کہتے پھرتے ہیں کہ مجھ پہ اللہ کا بڑا افضل ہے مجھ پہ اللہ کا بڑا اکرم ہے مجھ پہ اللہ کی بڑی رحمت ہے ایک تو وہ لوگ ہیں خود کہتے پھرتے ہیں، دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو کہنا نہیں پڑتا ان کا خدا کہہ رہا ہوتا ہے کہ واقعی میرا تم پہ بڑا افضل ہے، تو آقاﷺ کو اللہ پاک نے اتنا بڑا درجہ اور مقام عطا کیا ہے کہ خود خدا کہہ رہا ہے کہ تجھ پہ میرا بڑا ہی فضل ہے تجھ پہ میری بڑی رحمت ہے تو بڑا اعلی انسان ہے میں خود اعتراف کر رہا ہوں میری رحمت اور کرم تجھ پہ بہت ہی زیادہ ہے **(اللہ اکبر)**

آپ محبت کا اندازہ کیجئے، آپ پیار کا اندازہ کیجئے، آپ عشق کا اندازہ کیجئے، لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک سے ہمیں عشق دیکھاؤ تو پتہ نہیں انہیں یہ آیتیں نظر نہیں آتی، انہیں ان آیتوں کی طرف کوئی بلاتا نہیں انہیں کوئی یہ آیتیں پڑھاتا نہیں، آیت بظاہر simple سی ہے کہ اے نبی تجھ پہ میرا افضل اور میری رحمت اتنی زیادہ ہے کہ وہ لوگ تو تجھے غلطی میں ڈالنے لگے تھے لیکن ہم نے تجھے غلطی کرنے ہی نہیں دی ہم نے تجھ پہ رحمت نازل کر دی، تجھ پہ فضل نازل کر دیا **(سبحان اللہ)**

اور وہ چاہتے تھے کہ آپ غلطی کر دیں لیکن ہم نے انہیں غلطی نہیں آپ سے کروانے دی اور وہ خود غلطی پہ ہیں، آپ اے نبی کبھی غلطی نہیں کر سکتے، کتنے پیارے انداز میں اللہ نے اپنے نبی کی محبت اور حضورﷺ کے پیار میں یہ جملے کہے ہیں ایسے ہی جیسے ایک بڑا چھوٹے کو بڑی محبت سے کہتا ہے کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہارے ساتھ ہوں، ہم تمہارے ساتھ ہیں ہمارا افضل تمہارے ساتھ ہے، ہماری قوتیں تمہارے ساتھ ہیں تم کیوں پریشان ہوتے ہو، ہم تمہیں پریشان نہیں ہونے دیں گے بڑے ہیں نا تمہارے تو بالکل وہی انداز ہے **وَلَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ وَرَحۡمَتُہٗ لَھَمَّتۡ طَّآ ئِفَۃٌ مِّنۡھُمۡ**

اے نبی اگر اللہ کا تمہارے اوپر فضل نہ ہوتا رحمت نہ ہوتی تو یہ لوگ تم سے غلطی کروا بیٹھے تھے (سبحان اللہ)

اور آگے فرمایا

وَ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡکَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ہم نے آپ پہ حکمت اور کتاب نازل کی ہے۔

یہاں دو لفظ ہیں ۱) کتاب ۲) حکمت

اللہ نے دونوں ہی نبی پہ نازل کرنے کی بات کی ہے ذرا غور کیجئے قرآن پہ دیکھئے

وَ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡکَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ

ہم نے آپ پہ کتاب بھی نازل کی ہے اور حکمت بھی نازل کی ہے ہم نے دونوں چیزیں آپ پہ نازل کی ہیں اس سے بہت بڑا نقطہ سامنے آتا ہے کہ قرآن تو وہ ہے جو کتاب اللہ نے کہہ دیا جو آپ کے سامنے کھلی ہے ۶۶۶۶ آیتیں ہیں یہ کتاب ہے پوری، اللہ نے یہ نازل کردی ہے اپنے نبی پہ اور اسکی گفتگو جو ہے اللہ فرما رہا ہے، یہ حکمت کیا ہوتی ہے، حکمت کیا ہے؟ بزرگوں نے اس پہ بات لکھی بزرگوں نے فرمایا کہ حکمت یہ ہے کہ **صرف یہ قرآن ہی اللہ نے نازل نہیں کیا اپنے نبی پہ، اللہ نے اپنے نبی کو علم کے اور ایسے ایسے رستے عطا کئے ہیں جو جبرائیل علیہ السلام کی بھی پہنچ سے بھی باہر تھے، قرآن تو اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل کیا نا**، جبرائیل علیہ السلام آتا تو قرآن دیتا جبرائیل علیہ السلام آتا تو قرآن کی آیتیں سناتا اور جبرائیل علیہ السلام آتا تو قرآن کی آیتیں لے کے آتا، لیکن کچھ اللہ اور اس کے رسول کا کچھ ڈائریکٹ رابطہ بھی تھا، اللہ اور اس کے رسول کا اتنا رابطہ بھی تھا کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول نے بہت ساری گفتگو فرمائی ہے، وہ قرآن کی آیتیں تو نہیں بنی ہیں لیکن حضور ﷺ نے انہیں بھی یہی کہا کہ اللہ فرماتا ہے **جیسے حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ**

اللہ فرماتا ہے کہ جب کوئی میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے یاد کرتے کرتے وہ مجھے بہت زیادہ یاد کرتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ میں اس شخص کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے پکڑتا ہے۔

اب اس جملے میں پہلے حضور ﷺ نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے، بھئی اللہ نے تو جو فرمایا وہ تو قرآن ہے، وہ تو قرآن ہے اللہ جو فرماتا ہے وہ تو قرآن بن جاتا ہے، حضور آپ کیا فرمارہے ہیں، یہ تو قرآن نہیں ہے تو پتہ چلا کہ کچھ ایسے بھی رابطے تھے اللہ اور اس کے رسول کے جس میں درمیان میں جبرائیلؑ کی گنجائش نہیں تھی اور اللہ نے وہ ڈائریکٹ علم اپنے نبی کو عطا فرمایا، اسی طرح اور بھی بہت ساری گفتگو ہے جس میں اللہ پاک نے حضور ﷺ سے گفتگو فرمائی تو حضور ﷺ نے اللہ فرماتا ہے کہ لفظوں سے اسے بیان فرمایا

جیسے ایک اور حدیث میں آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ فرماتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی ایک میرا ذکر کرتا ہے تو میں دوسرا ہوتا ہوں اور جب تم میں دو میرا ذکر کرتے ہیں تو میں تیسرا ہوتا ہوں، جب تم میں تین میرا ذکر کرتے ہیں تو میں چوتھا ہوتا ہوں، میں تمہارے قریب ہی ہوتا ہوں۔

اب یہ بھی اللہ پاک کا ہی فرمان ہے لیکن قران کی آیت نہیں ہے، تو یہ ایسے الفاظ جو حضور ﷺ نے اس طرح بیان فرمائے انہیں لفظ حکمت سے تعبیر کیا گیا۔ اللہ نے اپنے نبی کو دو چیزیں عطا کی، ایک کتاب اور ایک حکمت، منصوبہ بندی، پلاننگ، حضور ﷺ کا اللہ پاک سے خاص رابطہ، جب مدینہ شریف ہجرت کرنی تھی تو اس کے بارے میں اللہ نے باقاعدہ اپنے نبی ﷺ گائیڈ کیا کہ آپ اس راستے پہ جائیں، باقاعدہ اس راستے سے لے جایا گیا لیکن وہ قرآن کی کوئی آیت نہیں ہے تو بہت ساری ایسی گفتگو ہے جس میں اللہ نے اپنے نبی کو باقاعدہ رہنمائی دی لیکن وہ قرآن کی آیتیں نہیں بنی، جیسے حضور ﷺ نے اپنی اسی رہنمائی کی وجہ سے جو اللہ نے انہیں دی ہے قرآن پاک کی آیتیں کو سیٹ کیا، آپ کے سامنے جو قرآن کھلا ہوا ہے یہ ایسے نازل نہیں ہوا تھا، مطلب سورۃ فاتحہ پہلے ہے، سورۃ بقرہ اس کے بعد ہے، سورۃ ال عمران اس کے بعد ہے، سورۃ انساء ہے اور آخر میں جا کے سورۃ الناس

ہے تو کوئی اگر اس مخمسے میں ہے کہ آیتیں آئی بھی ایسی تھی کہ پہلے **الحمدا للہ رب العلمین** نازل ہوئی پھر الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی اور اس طرح چلتے چلتے آخر میں والناس نازل ہوئی تو ایسا ہرگز نہیں ہے قرآن پاک کی ترتیب بہت آگے پیچھے ہے سب سے پہلے آیات آئیں سورۃ العلق کی

اِقۡرَاۡبِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ

حضور ﷺ منے اسے اُٹھایا اور اُٹھا کے اسے تیسرے پارے میں سیٹ کیا، اس کے بعد سورۃ حشر کی آیتیں، سورۃ قیامہ کی آیتیں سورۃ فجر کی آیتیں نازل ہوتی رہیں لیکن آقا ﷺ اسے اپنے رب کی رہنمائی سے جہاں چاہتے، جہاں ان کا رب انہیں حکم دیتا وہاں وہاں قرآن کی آیات سیٹ کر دیتے تو یہ قرآن کی سیٹنگ کیا جبرائیلؑ نے آ کے بتائی، یہ ہے حکمت، ''ہم نے آپ کو کتاب بھی دی ہے اور حکمت بھی دی ہے'' تو کتاب اور حکمت دونوں عطا کر دی گئی، اسی طرح آیات کے نام حضور ﷺ نے خود رکھے، سورتوں کے نام خود رکھے، جہاں آپ کے سامنے ذرا صفحہ نمبر ۳۹۱ پہ آیئے، .ثلاثة . ۔یہ کس نے فیصلہ کیا ہے کہ یہاں پہ ثلاثة ہونا چاہئے، حضور ﷺ نے اس کا فیصلہ فرمایا کہ یہاں **ثلا ثہ** لکھو، ایک پارہ جو ہے ثلا ثہ ہو گیا ہے

اسی طرح آپ دیکھیں جہاں پہ رکوع نمبر ہوتا ہے صفحہ نمبر ۳۹۲ پہ آئیں۔**وَسَآءَ تۡ مَصِیۡرًا** آیت نمبر ۱۱۲ ختم ہو رہی ہے اور وہاں چھوٹا سا ع لکھا ہوا ہے اور right side پہ دیکھیں وہاں چھوٹا سا نمبر بھی لکھا ہوا ہے، یہ کس نے فیصلہ کیا، یہ کس نے decision لیا کہ اسی آیت کو رکوع بنانا ہے، کس نے آقا ﷺ کو بتایا کہ یہاں رکوع دیجئے یہاں ع لکھوا یئے، یہاں پہ روک دیجئے آیت کو مضمون مکمل ہو گیا ہے، اللہ نے، اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو جبرائیلؑ کے علاوہ بھی راستے عطا فرمائے اور بہت ساری ایسی گفتگو جو جبرائیلؑ کو پتہ بھی نہیں ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ہوئی ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کے درمیان اس گفتگو کو باقاعدہ اس طرح آیات سے ثابت ہوا، اچھا ور مثال دیتا ہوں کہ اسی طرح ذہن اور تازہ ہو اور اللہ کے نبی ﷺ کے علم کے اوپر جو گفتگو ہے اس کے اوپر ایمان آئے اور حضور ﷺ سے محبت بڑھے اللہ کے نبی ﷺ سے پیار بڑھے، اللہ کے نبی سے محبت کا ایک اعلیٰ درجہ پیدا ہو۔

آیئے صفحہ نمبر ۴۱۰، آپ کے سامنے تفسیر کھلی ہوئی ہے صفحہ نمبر ۴۱۰ سے چھٹا سپارہ شروع ہو رہا ہے

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الۡجَھۡرَ بِالسُّوۡٓءِ

یہ کس نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے چھٹا سپارہ شروع کرنا ہے یہ تو قرآن کی ایک آیت ہے اس سے پیچھے آئیں ۴۰۹ پہ آئیں، ۴۰۹ پہ آیت ختم ہو رہی ہے

وَ کَانَ اللّٰہُ سَمِیۡعاً عَلِیۡماً

آیت ختم ہوئی، کس نے یہ فیصلہ کیا کہ **لَا یُحِبُّ اللّٰہُ** سے چھٹا پارہ شروع ہو گا، اللہ کے حکم کو نافذ فرما دیا، اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بہت سارے رستے حضرت جبرائیلؑ کے علاوہ بھی تھے، حضور ﷺ کو اللہ نے علم کی وہ جہتیں عطا فرمائی ہیں کہ جبرائیلؑ تو رہا جبرائیلؑ، ساری کائنات کے فرشتے بھی حضور ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ خدا خود کہہ رہا ہے کہ میں نے تم پہ کتاب اور حکمت نازل کی ہے، اعتراف خود خدا کرے کہ نبی تیرا علم میں نے دیا ہوا ہے وہ میرا علم ہے جو میں تمہیں دے رہا ہوں تو وہ بہت اعلیٰ ہے (اللہ اکبر)

اسی طرح قرآن پاک میں متعدد جگہوں پہ جہاں رکنا ہے، جہاں تھوڑا سا سانس کو توڑنا ہے، جہاں قرآن پاک نے کہ کہ یہاں رکو نہیں یہاں جاری رکھو یہ سارے قصے بتائے، یہ سارے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو خود رہنمائی فرمائی کہ اے نبی یہاں پہ رکیئے یہاں پہ اب چلئے یہاں آیت کو اس طرح توقف کیجئے، تو اب آیئے واپس صفحہ نمبر ۳۹۲ پہ اور اس آیت کی تفسیر میں آیئے

وَ اَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ

اللہ نے اپنے نبی پہ کتاب بھی نازل کی اور حکمت بھی نازل کی ہے۔

وہ لوگ جو حضورﷺ کے علم پہ اعتراض کرتے ہیں وہ بس اتنا بتا دیں کہ حکمت کیسے نازل ہوئی ہے، چلو کتاب تو نازل ہوئی ہے جبرائیلؑ کے ذریعے سے اللہ نے ایک ایک آیت بھیجی ہے، حکمت کس طرح نبیﷺ پہ نازل ہوئی ہے اس سے پتہ چلا کہ یہ سارے ایسے معاملات ہیں جس پہ اللہ اور اس کے رسول نے خود گفتگو فرمائی ہے

حضورﷺ ایام وصال کے روزے رکھا کرتے تھے، ایام وصال کے روزے اس کا سیرت میں ذکر ملتا ہے یہ کچھ ایسے دن ہوتے ہیں جن میں حضورﷺ چالیس چالیس دن روزے سے رہتے تھے اور کچھ بھی کھاتے پیتے نہیں تھے، کچھ بھی نہ ہوتا تھا، صحابہ کرام نے جب دیکھا کہ حضورﷺ ایام وصال کے روزے رکھتے ہیں اور حضورﷺ ایسے روزے رکھ رہے ہیں کہ چالیس چالیس دن کچھ بھی نہیں تناول فرماتے تو صحابہ نے بھی حضورﷺ کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے ایسے ہی روزے رکھنے شروع کر دیا تو دو تین دن جب گزرے تو چارپائیوں پہ پڑ گئے کیونکہ کھانا پینا جب بندہ چار پانچ دن چھوڑ دے تو کچھ نہیں رہتا، چارپائیاں حضورﷺ کے سامنے لائی گئی کہ حضورﷺ دیکھئے آپ کے چند صحابہ ہیں انہوں نے آپ کو دیکھتے ہوئے روزے شروع کر دیئے ہیں جو آپ رکھتے ہیں تو آپﷺ نے پھر جلال کا اظہار فرماتے ہوئے **ارشاد فرمایا**

اے میرے صحابہ تم میں میرے جیسا کون ہے میں جب ایسے روزے رکھتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔

میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے یعنی میرا اور میرے رب کا بڑا گہرا رابطہ ہے اور اس میں میں رکھ سکتا ہوں، تم نہیں رکھو یہ صرف میرے لئے ہیں تو اس سے پتہ چلا کہ آقاﷺ کی کچھ تخصیصات ہیں حضورﷺ کا کچھ اپنا معاملہ بھی ہے جسے اللہ نے یہاں پہ ذکر کیا کہ جو میں نے تمہیں کتاب عطا کی ہے اور حکمت عطا کی، تو اس سے یہ ایمان آیا حضورﷺ کی محبت اور عشق کے اوپر ایک ایمان کی کیفیت پیدا ہوئی کہ اللہ نے نبیﷺ کو بہت اعلیٰ مقام اور درجہ عطا کیا۔

اگلا جملہ اس سے بھی بڑا محبت بھرا اور شہد سے میٹھا ہے اور جس میں سے محبت رسولﷺ ٹپک رہی ہے بلکہ یہ پورا جملہ ہی حضورﷺ کی محبت کا ایک مہکتا ہوا پھول ہے۔

وَ عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے (سبحان اللہ)

ہم نے آپ کو سکھا دیا وہ سب کچھ جو آپ نہیں جانتے تھے اے نبی آپ کو علم نہیں تھا لیکن ہم نے آپکو سب کچھ بتا دیا، اچھا دیکھیں لفظ ہے سکھا دیا، ایک ہوتا ہے پڑھا دیا، ایک ہوتا ہے سکھا دیا پڑھانا زیادہ افضل ہے یا سکھانا زیادہ افضل ہے، سکھانا زیادہ افضل ہے، آپ کسی کو دور سے ہی بتائیں کہ موٹر سائیکل ایسے چلتی ہے ایسے ایسے چلتی ہے ایسے گیئر لگتے ہیں، ایسے کلچ پکڑتے ہیں، ایسے ریس دیتے ہیں دور سے ہی آپ بتائیں تو مطلب آپ اسے موٹر سائیکل پڑھا رہے ہیں ایک یہ ہے کہ باقاعدہ ساتھ بیٹھے ہیں، بیٹھ کے اس کو بتایا ہے کہ اب ایسے ہاتھ اُٹھاؤ ایسے کلچ پکڑو، ایسے ہینڈل پکڑو، ایسے گیئر لگاؤ، یہ آپ موٹر سائیکل چلانا سکھا رہے ہیں تو اللہ فرما رہا ہے میں نے آپ کو علم پڑھایا نہیں ہے آپ کو علم سکھا دیا ہے اے نبی آپ کو ہم نے علم سکھا دیا ہے (سبحان اللہ)

صفحہ نمبر ۳۹۰ پہ، تفسیر نمبر ۱۷۰

صاحب ضیاء القرآن حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ بڑی خوبصورت بات لکھ رہے ہیں توجہ کیجئے، عنایت ربانی میں سے خاص خاص ذکر فرما دیا کہ آپ کو کتاب اور حکمت دی اور آپ کو جملہ ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا آپ کو پہلے علم نہ تھا اس آیت کے حصہ کی جو تفسیر امام المفسیرن ابن جریح نے جو کی ہے اسی پہ اکتفا کرتا ہوں آگے وہ ساری عربی متن موجود ہے جو امام جریح نے اپنی تفسیر میں لکھا اس کا ترجمہ سن لیجئے

یعنی اے مصطفیﷺ اللہ پاک نے اپنے بے پایہ احسانات میں سے یہ بھی آپ پہ احسان فرمایا کہ آپ کو قرآن جیسی کتاب سے نوازا جس میں ہر چیز کا بیان ہے نیز اس میں ہدایت کا نور بھی ہے اور پند و نصیحت بھی، ایسی جامعہ کتاب کے ساتھ حکمت یعنی قرآن کے حلال و حرام، عوامر و نواحی وغیرہ کی تفصیل بھی نازل کر دی (سبحان اللہ)

جیسے قرآن نے صرف اتنا کہا تھا کہ **اقیمو اصلوۃ** نماز قائم کرو، کب قائم کرو، کتنے بجے قائم کرو، کتنے بجے نہ قائم کرو، کیسے وضو کرنا ہے، روزہ کیسے رکھنا ہے، غسل کیسے کرنا ہے

اس کا طریقہ قرآن میں درج نہیں ہے قرآن میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے یہ ساری چیزیں ہمیں آقا علیہ السلام نے سکھائے، قرآن نے صرف اتنا کہا **حج البیت** اللہ کے گھر کا حج کرو، کہاں کرو، تاریخ کس دن ہے کیسے کرو، کب جانا ہے، کتنے بجے پہنچنا ہے، کتنے چکر لگانے ہیں صفہ مروہ پہ کیا کرنا ہے وہاں سعی کیسے کرنی ہے، وہاں رمّی کیسے کرنی ہے، سر کب منڈھوانا ہے، وہاں نماز کیسے ادا کرنی ہے قرآن پاک میں اس کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ اللہ نے نبی کو کچھ ایسی باتیں بھی سکھائی جو قرآن میں موجود نہیں ہیں لیکن اللہ نے اپنے نبی کی زبان سے وہ تمام جملے ادا فرمائے اسی طرح نماز کا حکم، حج کا حکم، روزوں کا حکم دیکھ لیں، صرف اتنا کہا کہ تم پہ روزے فرض ہیں بھئی، جو بھی رمضان پالے **لم یصم ھم** اس کے روزے رکھے، ٹھیک ہے مولا، روزہ رکھنا ہے رمضان میں، کب رکھیں، کتنے بجے اُٹھیں، افطار کب کریں، سحری کب کریں، کیا کیا اس میں لوازمات ہیں، کس چیز سے رکنا ہے، کونسی چیز روزہ توڑ دیتی ہے، کس چیز سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے، کونسی چیز سے روزہ جو ہے مضبوط ہوگا، کونسا روزہ تجھے درکار ہے، قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے کسی بھی جگہ اس کی کوئی بھی گفتگو نہیں کی گئی صرف اتنا کہا گیا کہ روزہ فرض ہے، باقی آقا علیہ السلام نے خود فرمایا کہ اب یہاں ایسے کرو، ایسے کرو، ایسے کرو، حد ہوگئی، زکوۃ کا تو صرف اتنا حکم نازل ہوا **واتوا زکوۃ** زکوۃ ادا کرو، جو بھی ہے بس زکوۃ دیا کرو، اللہ نے حد کردی، کتنی دینی ہے، کب دینی ہے، کس مہینے میں دینا افضل ہے کس مہینے میں زیادہ اللہ نے پسند فرمایا ہے یہ ساری گفتگو حضور علیہ السلام نے فرمائی ہے **(اللہ اکبر)**

لہذا اس پہ اب واضح ہوگیا کہ حکمت کس شے کا نام ہے، حکمت ان تمام گفتگو کا نام ہے جو قرآن پاک میں نہیں لیکن وہ بھی ضروری ہے، ایسے ہی آپ دیکھیں طلاق کا بس اتنا کہا کہ یہ ایک جائز چیز ہے اگر تمہیں لگے کہ تمہارا گزارا نہیں ہو رہا ہے تو تم اپنی بیوی کو طلاق دے سکتے ہو بس اتنا کہہ کہ ختم کر دیا باقی تمام مسائل طلاق کے حوالے سے حضور علیہ السلام نے بیان فرمائے، آپ علیہ السلام نے گفتگو فرمائی، آپ علیہ السلام نے بیان کر دیا کہ کونسی طلاق کب دینی ہے ایک دینی ہے دو دینی ہے تین دینی ہیں، الحمد اللہ یہ واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام کا فضل اور کرم اتنا بڑا ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو جو کرم اور فضل دیا ہوا ہے، اس کے اوپر کوئی کمپرومائز نہیں ہے اور اس کے اوپر کبھی بھی کسی قسم کا کمپرومائز کرنا اور کبھی بھی ایسا جملہ بول دینا اس لفظ کے حوالے سے کہ آقا علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا، حضور علیہ السلام کو کیا پتہ ہو کہ کیا ہونا ہے قیامت کے دن اور اللہ کو پتہ ہے سارا کچھ، کیوں کہتے ہو تم کہ نبی جانتا ہے سارا کچھ اس طرح کے جملے کہنے والوں کو ہوش کرنی چاہئے، انہیں قرآن پاک نہ کسی نے پڑھایا ہے اور نہ کسی نے سکھایا ہے اور نہ وہ قرآن کی گفتگو کو سمجھتے ہیں کہ قرآن نے کتنے واضح لفظ کہے کہ ہم نے آپ کو قرآن بھی دیا ہے اور حکمت بھی دی ہے، آپ مجھے اس کی تفسیر کر کے دے دیں کہ حکمت کسے کہتے ہیں **(اللہ اکبر)**

تو اس سے بہت کچھ واضح ہوا کہ اللہ کے نبی کے علم کا دائرہ اتنا وسیع ہے اور اسی بات کو میں آگے لے کر چلتا ہوں، صفحہ نمبر ۳۹۰ پہ نیچے، حضرت امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے اندر اسے درج کیا یہ حدیث جو آپ کے سامنے موجود ہے ذرا کتابوں کے اوپر نظر کیجئے، ارشاد فرمایا،

حدثنی ابوزید قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعدا المنبر فخطبنا غربت الشمس فَاَخْبَرَ نَا بِمَا کَانَ وَ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَاO

ترجمہ:

ابوزید فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے صبح کی نماز پڑھائی پھر ممبر پہ تشریف فرما ہوئے ہمیں خطبہ ارشاد فرمات رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہوا، حضور علیہ السلام ممبر سے اترے نماز پڑھائی پھر ممبر پہ تشریف فرما ہوئے اور خطبہ شروع فرمایا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا، حضور علیہ السلام نیچے تشریف لائے اور عصر کی نماز پڑھائی، پھر ممبر پہ جلوہ افروز ہوئے اپنا خطبہ جاری فرمایا اور یہ خطبہ غروب آفتاب تک جاری رہا، اس طویل خبہ میں جو صبح سے شام تک جاری رہا، حضور علیہ السلام نے ہمیں مَا کَانَ جو کچھ پہلے گزر چکا تھا کی بھی خبر دی اور **وَ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ** اور جو کچھ ہونے والا تھا اس کی بھی خبر دی، ہم میں سے بڑا عالم وہ ہے جسے یہ خطبہ زیادہ یاد ہے واضح گفتگو حضور علیہ السلام نے جو پہلے ہو چکا تھا اس کی بھی خبر

دی، اور جو ہونے والا تھا اس کی بھی خبر دی اور آپ فرما رہے ہیں جو اس خطبے کو زیادہ یاد رکھے وہ ہی بڑا عالم ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ صحیح مسلم کی یہ حدیث جو آپ کے سامنے پڑھی گئی ہے آقا ﷺ کے علم کے اوپر بہت بڑی دلیل ہے **(سبحان اللہ)**

تو اس لئے آیئے ۔**وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا** پہ آیت ختم کرتے ہیں اور اس آیت کو اللہ نے پھر دہرایا، اسی جملے کو پھر ایک بار دہرا دیا **وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا** اللہ پاک کا آپ پہ بڑا ہی فضل ہے، ارے اللہ کے فضل کا لفظ ہی بہت تھا **فضل عظیما** کہہ دیا بہت بڑا فضل ہے اللہ کا **(سبحان اللہ)**

میرے آقا کی شان پہ لاکھوں سلام

حضور ﷺ کی شان پہ لاکھوں سلام، تو اس لئے قرآن پاک کی آیت سے ثابت ہوا ایک تو اللہ نے یہ فرمایا کہ اے نبی ہم نے آپ کو غلطی کرنے سے بچایا یہ ہمارا آپ پہ بڑا ہی فضل ہے ، اور یہ بھی فرما دیا کہ ہم نے آپ کو کتاب بھی دی ہے اور ساتھ حکمت بھی دی ہے اور یہ بھی فرما دیا کہ ہم نے آپ کو وہ سب کچھ سیکھا دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور ساتھ پھر آخر میں اظہار کر دیا کہ اے نبی تجھ پہ میرا بڑا ہی فضل ہے، تجھ پہ میرا بڑا ہی فضل ہے (اللہ اکبر)

اللہ نے ارشاد فرمایا

آیت نمبر ۱۱۵

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَ سَآءَتْ مَصِيْرًاO

ترجمہ:

اور جو شخص مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہو گئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور اس کے بعد پھر وہ اس راہ پہ چلے جو عقلمندوں کی راہ سے الگ ہے تو ہم پھرنے دیں گے اسے جدھر وہ پھرا ہے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور یہ بہت ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

یہ آیت کریمہ اس کا شان نزول جو ہے وہ بڑا خاص ہے سننے سے تعلق رکھتا ہے یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب آقا ﷺ کی خدمت میں کچھ گروہ حاضر ہوئے مدینہ شریف سے اور انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پہ باقاعدہ اسلام قبول کیا، کچھ قبیلے تھے ان کے سردار بھی تھے تو جب یہ اسلام قبول کر کے واپس جانے لگے تو کچھ ہی عرصے بعد خبر ملی کہ وہ سارے کے سارے لوگ جو یہاں آ کے اسلام قبول کر کے گئے تھے وہ دوبارہ سارے کافر ہو گئے ہیں انہوں نے اسلام کا راستہ چھوڑ دیا ہے اور دوبارہ سے بتوں کی پوجہ شروع کر دی ہے اور انہوں نے آقا ﷺ کو نبی ماننے سے بھی انکار کر دیا ہے یہ حضور ﷺ کو جب علم ہوا تو آپ نے باقاعدہ کچھ لوگوں کو ان علاقوں میں بھیجا ان قبیلوں کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ آپ جا کے پوچھ کے تو آئیں کہ ایسا کیا ہو گیا یا ایسا کیا معاملہ بنا کہ وہ دوبارہ کفر میں پہنچ گئے تو جب وہ پہنچے اور ان سے گفتگو کی کہ تم لوگوں نے ظلم کیا ہے کہ تم لوگوں نے اللہ کے نبی کو مان کے دوبارہ کفر کی راہ اختیار کر لی ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ تو اس لئے آئے تھے کہ ہمیں علم ہوا تھا کہ اللہ کے رسول ہیں یقیناً ان کے قریب جائیں گے تو بڑی نعمتیں حاصل ہوں گی، بڑے ہمیں وارے نیارے ہو جائیں گے اور ہماری بیماریاں بھی دور ہو جائیں گی اور ہمیں مال و دولت بھی کثرت سے آئے گا اور بیٹے چاہتے تھے کہ ہمارے گھروں میں بیٹے ہوتے تو ہم تو اس لئے گئے تھے جب واپس آئے ہیں تو کچھ بھی نہیں بدلا اسی طرح رہے بیٹیاں زیادہ پیدا ہونی شروع ہو گئیں اس لئے ہم نے اپنا دین بدل لیا ہے ہم واپس اسی دین پہ آ گئے جو پہلے تھا تو اس بات سے آپ اندازہ کیجئے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ آج بھی ایسے بہت سارے لوگ ہیں جو نیک بندوں کو اس لئے صرف چھوڑ جاتے ہیں کہ میرے تو حالات ہی پیر صاحب نہیں بدل سکے انہوں نے کیا کرنا ہے میرا یا انہوں نے کیا ہمارا معاملہ بہتر کرنا ہے۔

حضورﷺ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چکا تھا، آقاﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپﷺ نے یہ ارشاد فرمایا لیکن اللہ پاک نے اس سے پہلے ہی یہ آیتیں حضورﷺ کی خدمت میں بھیج دی جو آپ کے سامنے پڑھی گئی کہ جو شخص مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی ہے اس کے لئے ہدایت کی راہ یعنی اس کو اسلام کا کلمہ پڑھنا نصیب ہو چکا تھا اور اس کو ہدایت مل چکی تھی اور پھر وہ رستہ چھوڑ گیا ہے، پھر وہ واپس ہو گیا ہے تو اب کوئی بچت کی راہ نہیں، یہ تو آخری فیصلہ ہے ہمارا کہ جس نے اب چھوڑا جس کو مل بھی گیا تھا سب کچھ

مثال

اس کی مثال بڑی خوبصورت ہمارے ایک دوست نے دی تھی وہ کہنے لگے کہ ہمارا کوئی تھا ایسا معاملہ کسی غیر مسلم کے ساتھ باہر کسی ملک میں تو اس کو مسلمان کیا بڑی محنت سے ہم نے، اس پہ بڑی نظر رکھی کلمہ پڑھایا اسے تو پھر وہ آنے لگا بیٹھ کے ہم سے نماز اور سارا کچھ، ہمیں خوشی ہوئی کہ چلو اللہ نے کرم فرمایا ہے نیک ہو گیا ہے نمازی بن گیا ہے تو کچھ ہی عرصے کے بعد پتہ چلا کہ نہیں وہ دوبارہ عیسائی ہو گیا ہے تو ہم ملنے کے لئے گئے اور پوچھا اس سے تو جب وجہ اس نے بتائی تو وہ بھی قرآن کی اس آیت سے ملتی جلتی ہے اس نے کہا کہ دیکھو میں نے تم لوگ جب مجھے پڑھا رہے تھے نماز وغیرہ تم لوگ کہا کرتے تھے کہ وضو کے بعد نماز نہیں ہوتی اللہ بڑا سخت ناراض ہوتا ہے جو وضو نہ کرے اور نماز شروع کر دے اللہ کا اس پہ عذاب ہوگا، اللہ اس سے ناراض ہوگا تو ایسے ہی کسی دن ایسا معاملہ تھا کہ میں وضو دل نہیں کر رہا تھا تو میں نے بغیر وضو کے ہی شروع کر دی دل میں خیال آیا کہ عذاب ابھی آیا کہ آیا، ابھی آیا کہ آیا ابھی کوئی پتھر کوئی چیز گرے گی مجھ پہ کیونکہ میں نے بغیر وضو کے شروع کر دی ہے تو میں نماز پڑھتا گیا تو کچھ بھی نہ ہوا تو لحاظہ مجھے سمجھ آ گئی کہ تم سب جھوٹے ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے مجھے تو کوئی شے نہیں ہوئی میں دیکھو آج بھی تمہارے سامنے ٹھیک ٹھاک، تم لوگ کہتے ہو وضو جس نے نہ کیا ہو اس پہ عذاب آ جاتا ہے، کہتے ہیں ہم سر پکڑ کے بیٹھ گئے کہتے ہیں او بدبختہ اس سے بڑا تجھ پہ کیا عذاب ہوگا کہ تجھے جنتی بنا رہے تھے تو دوبارہ دوزخی بنا دیا گیا ہے، تجھے علم ہی نہیں ہے کہ تو جنت کی طرف جاتے ہوئے اب دوزخ کی طرف روانہ ہو گیا ہے اللہ نے تجھے اپنے اسلام سے نکال دیا ہے، کیا اس سے بڑا کوئی عذاب ہوتا ہے، ہم ایسے عجیب لوگ ہیں کہ ہم آگ کا جلانا، بیماری ہونا ہی عذاب سمجھتے ہیں، اگر ایک شخص نے جان بوجھ کے ظہر چھوڑ دی ہے نا تو یہ بہت بڑا عذاب ہے اس پہ اسے اندازہ ہی نہیں کہ وہ کتنی بڑی ظلم اور زیادتی کر رہا ہے اور اس کو اس کا کتنا بڑا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، ہم کہتے ہیں کہ نہیں جب تک ہاتھ نہیں کٹے گا، جب تک کوئی میرے اوپر پتھر یا میرا کوئی نقصان نہ ہوگا تب تک تو اللہ راضی ہے مجھ سے، آپ سے نیکیوں کی توفیق چھن جانا اللہ کا بہت بڑا عذاب ہے۔

جن لوگوں کو اللہ نیکیوں کی توفیق نہ دے، جن لوگوں کو نماز کی سعادت نہ ملے، مصلے پہ کھڑے ہونے کی توفیق نہ دے اس سے بڑا ناراضگی کا اظہار ہوگا یا کسی کو اللہ مسجد میں نہ آنے دے یا کسی کو اپنے نیک بندوں سے دور کر دے اس سے بڑی کیا اللہ پاک کی طرف سے تمہارے اوپر عذاب آ سکتا ہے تو یہ اللہ نے واضح کر دیا کہ ہم نے تو ہدایت دی تھی لیکن جو شخص مخالفت کرتا ہے، آپ اللہ رسول کو چھوڑ گئے ہیں تو ایسے ہی بہت سارے ہوتے ہیں جنہیں موسمی پرندے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ شیخ و مرشد کے پاس آتے ہیں بیٹھتے ہیں لیکن موسمی پرندوں کی طرح ہوتے ہیں انہیں چند ٹکے چاہئے ہوتے ہیں وہ لیتے ہیں اور نکل جاتے ہیں اس کے بعد ان کا کوئی تعلق نہیں ہے ہدایت سے، انہیں کوئی غرض نہیں ہے اللہ رسول کے دین کے مشن سے، انہیں کوئی غرض نہیں کہ دنیا گناہوں میں غرق ہو رہی ہے انہیں کوئی غرض نہیں کہ حضرت صاحب کتنی محنت اور کوشش کر رہے ہیں میں بھی ان کا ساتھ دوں انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی وہ واپس چلے جاتے ہیں اور دوبارہ کبھی نظر نہیں ہوتے تو یہ آیت ان کے لئے ہے کہ انہیں باقاعدہ ہدایت پہ لایا گیا تھا انہیں بیعت کر کے دین سکھانے کی کوشش کی گئی انہیں ذکر سکھایا گیا انہیں نیکیاں اور رحمت اور کرم دیا گیا لیکن وہ پھر بھاگ گئے۔

یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے یہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر کوئی کسی بزرگ کے حوالے سے ایسی بات یا گفتگو سن لے کہ اس کے گھر والے اس کے معاملات میں اس کے ساتھ نہیں ہیں تو حضرت نوحؑ کی مثال کافی ہے اس طرح حضورﷺ کی اپنی مثال بھی کافی ہے جو کہ حضرت ابو طالب کے حوالے سے ہے کہ ساری زندگی کی آپ نے کوشش کی کہ حضورﷺ، ان کے سامنے انہوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوتے دیکھا، سورج پلٹتے ہوئے دیکھا سب کچھ دیکھا لیکن مسلمان نہیں ہوئے۔

ایک ابوجہل ہے اس نے ہر شے اپنی آنکھوں سے دیکھی لیکن حضورﷺ کی، متعدد بار حضورﷺ اس کے گھر چل کے گئے اور فرمایا کہ اے ابوجہل، اے امر بن ہشام اسلام قبول کر لے، میں رات کے اندھیرے میں تیرے پاس آیا ہوں کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا لیکن اس نے پھر بھی اسلام قبول نہیں کیا تو اس پہ آپ کیا کہیں گے تو اس لئے ہوش کے ناخن لینے چاہئے اور انسان کو ان چیزوں کو سمجھنا چاہئے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ روشن ہوگئی ہیں اس پہ ہدایت کی راہ لیکن وہ پھر بھی واپس ہو گیا ہے۔

اس راہ پہ جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گیا سے جدھر وہ پھر گیا ہے ہم خود اس کو جانے دیں گے اب، اسے واپسی کا راستہ ہم خود ہی نہیں دیکھائیں گے جس نے ایسا ظلم کر دیا ہے کہ وہ اپنے اس نیکی کے مشن سے ہٹ گیا ہم نے دیکھا ہے بہت ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں بہت ساری زندگی کے اندر چیزیں دیکھی ہیں کہ لوگوں نے نیکی کا کام شروع کیا ہے اور بڑے وعدے بھی کئے ہیں کہ ہم حضرت آپ کے ساتھ ہیں مشن کے ساتھ ہیں اور لگے ہوئے ہیں ساتھ لیکن چند ہی دنوں میں کوئی مصیبت، کوئی پریشانی، کوئی دکھ آگیا ہے تو وہ سارا دین کا پروگرام ادھر ہی رہ گیا اور چھوڑ دیا تو ہم نے دیکھا کہ ان کی زندگی سخت آزمائشوں کا شکار ہوئی اور آج بھی ہے جنہوں نے اس نیکی کا راستہ چھوڑ دیا تھا لہذا اول تو اللہ کے راستے پہ آنا یہ بہت بڑی سعادت ہے جس کو اللہ توفیق دے جس کو ایسے قرآن سمجھنے کی توفیق مل جائے جس کو لوگوں کو نیکیوں کی اور اللہ پاک کے نیک بندوں کے حوالے سے بہترین قرآن پاک کے حوالے سے چیزیں مل جائیں اور اسے چاہئے لیا، کیا وہ سونے کا ٹرک چاہئے، علم سے بڑھ کے کوئی خزانہ نہیں جسے یہ مل رہا ہے اسے اور کیا چاہئے اور پھر وہ اس راستے سے deviate ہو جائے تو اللہ فرما رہا ہے کہ ہم اسے پھرنے دیں گے جدھر وہ جا رہا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور وہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے، پلٹنے کی جگہ ہیں دیکھیں پلٹنے سے مراد یہ ہے کہ پہلے وہ نکل گیا ہوا تھا، مطلب پلٹنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ فرما رہا ہے کہ پہلے تو اس کا رخ جنت کی طرف تھا پھر وہ پلٹ گیا، فرمایا یہ پلٹنے کی جو جگہ ہے نا جدھر یہ پلٹ رہا ہے یہ بہت بری ہے، یہ بہت بری ہے اسے بہت بڑی ہدایت سامنے آئی کہ اللہ پاک نے جس کی دستگیری کی ہو یعنی ہاتھ پکڑا ہو جس کا اس کے حالات خود اللہ نے سیٹ کرنے چاہے لیکن وہ اس کو نہ سمجھے تو اللہ پاک اسے اپنی توفیق سے بھی محروم کر دیتا ہے ایسے بندے توفیق الٰہی سے محروم کر دیئے جاتے ہیں اور تنگی کا ناچ نچایا جاتا ہے پھر انہیں، سمجھ نہیں آنے دی جاتی کہ ان کے ساتھ ہو کیا رہا ہے تو قرآن کی اس آیت سے بہت وضح ہمیں اس بات کا درس ملا۔

آیئے صفحہ نمبر ۳۹۳، آیت نمبر ۱۱۷

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًاO

ترجمہ:

یہ مشرک عبادت نہیں کرتے اللہ کے سوا مگر عورتوں کی اور عبادت نہیں کرتے مگر سرکش شیطان کی۔

یہ آیت کریمہ بہت خاص ہے اور اس کے اندر بہت اچھا مضمون ہے اللہ نے فرمایا ایک تو سارے اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں اور خاص طور پہ بتوں کو پوجتے ہیں اچھا یہاں اللہ پاک نے female word use کیا، **اِنٰثًا** دیویوں کی عبادت کرتے ہیں، دیویوں کا لفظ استعمال کیا گیا۔ **اناثا**۔ تو ایک تو یہ شرک بذات خود بہت بڑا ظلم ہے اور شرک کی میں نے defination عرض کر دی تھی پچھلے کسی درس میں اس کو ذہن نشین رکھنا ہے تا کہ یہ واضح رہے کہ شرک کہتے کس کو ہیں تو اس گفتگو کو دہرانا مناسب نہیں ہے میں صرف اشارہ کر دیتا ہوں کہ شرک جو ہے وہ سب سے پہلے ذات میں ہوتا ہے کہ آپ کسی کی ذات کو اللہ کے سامنے پیش کر دیں کہ یہ نہیں یہ خدا ہے، ذات کو با قاعدہ خدا کہہ دیں کسی اور کو اسے شرک کہیں گے اور دوسرا یہ کہ آپ کسی کو خدا تو نہ کہیں لیکن کہہ دیں کہ نہیں یہ بھی خدا کی طرح کا ہے اسے بھی شرک کہیں گے اور اگر یہ کہہ دیں کہ نہ تو یہ ذات ہے نہ اس کے اندر خدا جیسی صفات ہیں لیکن جس طرح اللہ نہیں مر سکتا اس طرح یہ بھی نہیں مر سکتا، جس طرح اللہ زندہ ہے ویسے یہ بھی زندہ ہے تو یہ بھی کہنا شرک ہوگا۔

تو یہ موٹی موٹی میں نے مثالیں بیان کر دی، سب سے پہلے تو میں نے عرض کی کہ پوری ذات کو ہی اُٹھائیں اور اُٹھا کہ کہہ دیں کہ یہ اللہ ہے تو یہ شرک ہوگا اللہ کے سامنے رکھ دیا اسے، دوسرا کہا کہ ذات تو نہیں مان رہے لیکن جس طرح اللہ کی صفات ہیں ویسے یہ بھی عبادت کے لائق ہے، اللہ بھی ہے اور یہ بھی ہے دونوں کو کہہ دیا تو یہ صفاتی شرک ہے

تیسرا میں نے عرض کیا کہ آپ اس طرح سے اس کو شرک میں لے آئیں کہ آپ اللہ کے حوالے سے اس کو کہہ دیں کہ جس طرح اللہ نہیں مر سکتا ایسے ہی یہ بھی ہمیشہ زندہ رہنے والی چیز ہے اور یہ بھی نہیں پیدا ہوئی ہے تو یہ ساری چیزیں شرک میں ہیں تو اللہ فرما رہا ہے کہ یہ سارے اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں دیویوں کی، ان بدبختوں نے اپنی دیویوں کے نام عورتوں کے ناموں پہ رکھے ہوئے تھے تو اللہ نے یہ بھی ذکر کیا کہ یہ سارے ایک تو یہ بڑا ظلم ہے کہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور اوپر سے بت بھی female، چلو مرد بنالو تو سمجھ آتی ہے کہ اللہ کے سامنے کھڑا کر رہے ہو، اللہ کے سامنے شرک کا دعوی کر رہے ہو لیکن مردوں والا دعوی ہے ان ظالموں نے ایک تو شرک کیا اور دوسرا عورتوں کے نام پہ نام رکھا، تو اللہ نے اس کا ذکر فرمایا کہ دیویوں کے ناموں کے ساتھ میرے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

اور نہیں عبادت کرتے مگر شیطان کی، یہ ان پتھر کے بتوں کی عبادت نہیں کرتے مگر شیطان کی، یہ اصل میں انکی ہے، یہ سامنے فرنٹ پہ اس کو رکھتے ہیں لیکن یہ خیال اندر شیطان نے پیدا کیا ہے تو عبادت اسی کی ہو رہی ہے، فرنٹ پہ بتوں کو رکھتے ہیں کہ یہ میرا خدا ہے، یہ میرا خدا ہے، یہ میرا خدا ہے وہ اس بت کی پوجا نہیں ہے اس شیطان کی پوجا ہے اور میں نے یہ last درس میں عرض کیا تھا کہ بتوں کو پوجنا بڑا آسان محسوس ہوتا تھا انہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ کعبے میں ۳۶۰ جو بت پڑے ہوئے تھے ان بتوں کو جب یہ لوگ پوجتے تھے نا یہ بات سننے والی ہے اور اس سے آپ کے اندر بہت بڑی ایک روشنی کا ایک نقطہ پیدا ہوگا جس سے بہت بڑی ہدایت سامنے آئے گی، وہ جو ۳۶۰ بت تھے نا وہ ہر بندے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور اس نے اپنے حساب سے ہر قبیلے نے اپنا الگ بت بنایا تھا، کوئی بارش کا تھا، کوئی اولاد کی دیوی تھی، کوئی بیماریوں سے بچانے والی دیوی تھی، کوئی رزق والی دیوی تھی اس طرح سارے الگ الگ ہوتے تھے اور اس طرح ۳۶۰ تعداد تھی بعض کہتے ہیں زیادہ بھی ہے لیکن ۳۶۰ کی تعداد پہ مفسرین متفق ہیں تو وہ سارے ان کی پوجا کرتے تھے، کیوں، جب جی چاہا کر لی شام کو چلے گئے دو پہر کو چلے گئے صبح چلے گئے، گزرتے گزرتے سلام کر لیا بت صاحب، کوئی جو ہے اپنی مفادات کے اوپر اپنی مرضی کے اوپر رزق نہیں پہنچتی تھی اپنی مرضی کے اوپر کوئی انہیں تکلیف نہیں ہوتی تھی کیونکہ جو جی چاہتا کرتے، جی چاہتا تو پھول چڑھا دیتے، جی چاہتا تو کھانا سامنے رکھ دیتے، جی چاہتا تو ان کو کسی جانور کا خون ملنا شروع کر دیتے، نہلانا شروع کر دیتے، جو مرضی جو جی چاہتا کرتے اپنے خداؤں کو اپنی مرضی سے استعمال کرتے، یہ تھا ۳۶۰ بتوں کو قبول کرنے کی وجہ کیونکہ مرضی کے اوپر کوئی ذق نہیں پہنچتی تھی مرضی کے مطابق عبادت کرنی ہے جب جی چاہا، چھ چھ مہینے کبھی نہ بھی پوجو، بت نے کونسا بول پڑنا ہے بت نے کونسا کچھ کہنا ہے۔

اب آیئے ایک خدا کی طرف **ایک خدا** کی طرف رسول ﷺ بلا رہے تھے **فرمایا ایک خدا کی پوجا کرو، ایک طرف ۳۶۰ قبول ہیں، ایک قبول نہیں ہے** اس کی وجہ کیا ہے؟ اپنی مرضی چھوڑنی ہے، فجر آ گئی ہے، ظہر آ گئی ہے، عصر آ گئی ہے، مغرب آ گئی ہے، عشاء آ گئی ہے تیری مرضی کوئی نہیں بھئی اُٹھ نماز پڑھ، رمضان آ گیا ہے اب روزے رکھنے ہیں، فلاں جگہ سے رکنا ہے، فلاں جگہ جانا ہے، فلاں کام کرنا ہے، فلاں کام نہیں کرنا ہے، نظروں کی حفاظت کرنی ہے زنا نہیں کرنی ہے شراب نہیں پینی ہے سود نہیں کھانا ہے حلال کھانا ہے حرام نہیں کھانا ہے، اوا تنے سارے حکم کون پورے کرے یہ نہیں ہم سے ہوتا، یہ ہے وہ وجہ کہ ایک خدا کو نہیں پوجا، ۳۶۰ کو پوج لیا اور ایسے ہی آج کے دور میں بہت سارے بے عمل، بہت سارے عمل سے بھاگنے والے ایسا پیر ڈھونڈتے ہیں جو انہیں کسی بھی عمل کی طرف راغب نہ کرے، انہیں بس پھونکیں مارے انہیں تعویز دے اور وارے نیارے ہو جائیں، حضرت صاحب ہم پہ کوئی سختی نہ کریں ہمیں کوئی درس نہ دیں، ہمیں کوئی لمبی ریاضت نہ کروائیں ہمیں کوئی لمبی تکلیفوں میں نہ ڈالیں خدا کے لئے، ورنہ رہنے دیں ہم سے نہیں ہوتا۔

الحمد اللہ مجھے یہ خوشی ہے کہ میرے پاس چند ہیں لیکن صائب ہیں سمجھدار ہیں تھوڑی ہیں لیکن بہت اچھی ہیں، ہمیں مجموں کی ضرورت نہیں ہے ہم مجموں والے ہے بھی نہیں، کل مجھے ہماری بیٹی کچھ عرض کر رہی تھی کہ جی چاہتا ہے کہ ایسا ہو تو میں نے عرض کیا کہ **حضور ﷺ نے زندگی میں چار لوگوں پہ محنت کی ہے چار لوگوں پہ آپ ﷺ نے خود محنت فرمائی ہے اور انہیں راتوں کو بلا بلا کے انہیں تہجد کے وقت جگایا کرتے تھے اور وہ چار کون تھے؟**

صدیق اکبرؓ (سبحان اللہ)، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ اور سیدنا علیؓ

انہیں بلا کے آپ ﷺ ان پہ محنت کرتے تھے، ان پہ کوشش کرتے تھے باقی صحابہ کو بھی آپ محبت دیتے پیار کرتے تھے سب کے لئے دعا ہوتی لیکن حضور ﷺ کی نظر خاص انہی چار پہ رہی اور دنیا نے دیکھا کہ یہ چار آج بھی اسلام کے ستون ہیں، یہ چار آج بھی اسلام کی بنیادیں ہیں۔

اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ سنو ابو بکرؓ یہ میرے اسلام کی بنیاد ہے اور سنو یہ عمرؓ یہ میرے اسلام کی دیواریں ہیں اور یہ سنو یہ عثمان میرے

اسلام کی چھت ہے اور یہ علیؓ اس پورے اسلام کا دروازہ ہے۔

توحضورﷺ نے تو چار لوگوں پہ بیٹا محنت کی تھی تو لہذا ہمیں مجموں کی کیا ضرورت، مجمے جو کررہے ہیں اکھٹے ضرور کریں اللہ نے ہر قسم کے بندے پیدا کئے ہیں اللہ نے بے حد لوگوں کو توفیق بخشی ہے لیکن کچھ اور بھی ہوتے ہیں جنہیں اللہ پاک کسی اور انداز سے لے کر چلتا ہے۔

مثال

یہ جو بی۔اے کی کتاب ہے اس کو پڑھانے والے کتنے لوگ ہیں اگر آپ پورے پاکستان میں دیکھیں تو لاکھوں استاد ہوں گے جو بی۔اے کی کتاب کو پڑھاتے ہیں لیکن اس بی۔اے کا سلیبس کتنے لوگوں نے ڈیزائن کیا ہوگا، نو یا دس لوگ ہیں جنہوں نے بی۔اے کا سلیبس ڈیزائن کیا ہے، ایک کمرے میں بیٹھے تھے تو انہوں نے چند منٹ لگا ئے ہوں گے چند گھنٹے لگائے ہوں گے اور انہوں نے بی۔اے کا سلیبس ڈیزائن کر دیا کہ یہ یہ پڑھانا ہے، اب مجھے بتایئے کہ لاکھوں کی اہمیت ہے یا ان دس لوگوں کی اہمیت ہے ذرا بول دیجئے، جنہوں نے سلیبس ڈیزائن کیا، پڑھانے ولاے بھی ضروری ہیں وہ نہ ہوں تو پڑھائے گا کون، سلیبس والے بھی ضروری ہیں جنہوں نے سلیبس بنا دیا تو لہذا یہ بڑا ہی خاص نقطہ ہے جس کو اللہ پاک نے قرآن پاک میں اس طرح بیان کر دیا کہ جو لوگ ہمارے راستے سے بھٹک کے دور ہو جاتے ہیں اور یہ کہ ہم انہیں واپس لائیں گے وہ کبھی واپس نہیں آسکتے ہمیشہ بھٹک جائیں گے اور فرمایا کہ یہ سارے جو عبادت کرتے ہیں وہ شیطان کی کرتے ہیں اصل میں اور کسی کی نہیں کرتے تو چونکہ وہ آپ کے اندر جو خیالات ہیں ان پہ ذق نہیں نا پڑتی تو بہت سارے لوگ نیکوں سے اسلئے بھی دور رہتے ہیں کہ یار اپنی مرضی چھوڑنی پڑ جانی ہے، کیوں جاؤں وہاں پہ، وہاں مجھے اپنی مرضی چھوڑنی پڑے گی تو جب اپنی مرضی چھوڑنی پڑے گی تو اس کے بعد ہی تو رحمتیں ملتی ہیں کرم اس کے بعد آتا ہے فضل اس کے بعد آتا ہے، رحمتیں تو اپنی مرضی چھوڑنے کے بعد آتی ہے جب تک آپ اپنا سر ڈھائی رکھیں گے تو اللہ رسول سے کبھی صلح نہیں ہوگی، صلح تو تب ہوگی جب آپ اپنی مرضی چھوڑ دیں گے ابھی میں جمعے میں آیت پڑھا کے آیا ہوں۔

اے نفس مطمئنہ آجا اس رب کی طرف اپنے رب کی طرف لوٹ کر آجا وہ تجھ سے راضی ہے اور تو اس سے راضی ہے دونوں ایک دوسرے سے راضی ہو اور اللہ کو راضی کرنا ہے تو اس کی مرضی کے مطابق ہوگا۔

تو فرمایا یہ سارے شیطان کی پوجا کرتے ہیں ان کو نظر یہ آتا ہے کہ ہم بتوں کو پوج رہے ہیں حالانکہ ہرگز ایسا نہیں ہے یہ سارے شیطان کی پوجا کرتے ہیں۔

آگے آیئے صفحہ نمبر ۳۹۴ پہ بڑی خوبصورت اور معرکۃ الاراء آیت پہ ہماری گفتگو ہوگی اللہ نے فرمایا اور یہ شیطان کی وہ گفتگو ہے جب اللہ پاک نے اس کو نکالا تھا جنت سے تو اس وقت اس نے چند یہ جملے کہے تھے اللہ نے اسے قرآن پاک کا حصہ بنایا۔

آیت ۱۱۹

وَّ لَاُ ضِلَّنَّهُمۡ وَ لَاُ مَنِّيَنَّهُمۡ وَ لَاٰ مُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰ مُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ وَ مَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡطٰنُ وَ لِيّاً مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًاط O

شیطان کہتا ہے کہ میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں جھوٹی امیدوں میں رکھوں گا اور میں ضرور حکم دوں گا انہیں پس وہ ضرور چیریں گے جانوروں کے کان اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ کی مخلوق کو اور جو شخص بنالے شیطان کو اپنا دوست اللہ کو چھوڑ کے تو اس نے بہت ہی کھلا نقصان اُٹھالیا (اللہ اکبر)

اس آیت کو انشاء اللہ میرا دل ہے کہ اگلے جمعے بھی سمجھیں گے آج میرا دل ہے کہ تھوڑا سا عرض کر دیتا ہوں، اگلے جمعے ہم اس کی تفصیل پڑھیں گے (انشاء اللہ)

جیسے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ یہ سارے شیطان کی پوجا کرتے ہیں اور آگے اللہ نے اسی کا جملہ لکھ دیا کہ جب اسے جنت سے نکالا گیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ میں ضرور انہیں گمراہ کردوں گا یعنی اللہ کے سامنے اعتراف کر دیا کہ میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو تو اسی لئے آقاﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

شیطان تمہارے جسم میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے تم اس سے بچ نہیں سکتے وہ تمہارے ایک ایک لمحے کے اوپر نظر رکھے ہوئے ہے چوبیس گھنٹے، ہفتے کے ساتوں دن، مہینے کے تیس دن، اور سال کے ۳۶۵ دن تمہاری اس کے ساتھ جنگ ہے اس سے کبھی چھٹکارہ نہیں ہے۔

کوئی کتنا ہی بڑا ولی ہی کیوں نہ ہو جائے شیطان اتنا ہی بڑا ہو کے اس کے سامنے آجاتا ہے یہ عالم کو عالم بن کے ملے گا، صوفی کو صوفی بن کے ملے گا، تاجر کو تاجر بن کے ملے گا، استاد کو استاد بن کے ملے گا، شاگرد کو شاگرد بن کر ملے گا، گنہگار کو گنہگار بن کے ملے گا، ہر ایک کو اسی درجے کے مطابق ملے گا اور اسے گمراہ کرے گا تو اس نے اعلان کر دیا کہ میں ضرور، یہ نہیں کہا کہ میں گمراہ کروں گا، میں ضرور گمراہ کروں گا، کسی کو نہیں چھوڑوں گا، ہر ایک کے لئے میرے جال تیار ہیں اور میرے پاس ہزار رستے ہیں جن سے میں ان کی نیکیاں اُڑا کے رکھ دوں گا بلکہ بزرگوں نے خاص طور پہ علامہ ابن جوزیؒ نے کتاب کے اندر ایک جملہ درج کیا کہ

شیطان خود کسی شخص کو ۱۰۰ نیکیاں کرواتا ہے ایک گناہ کروانے کے لئے

اس کو ۱۰۰ نیکیاں خود کروائے گا اس کو چل کے پکڑ کے لیکن اس کے بعد ایک گناہ کروا دے گا جس سے وہ ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس کے پاس ہزار ہتھیار ہیں گمراہ کرتا ہے وہ ان ہتھیاروں کو جاننا چاہئے اور نفس تو اس کا مددگار ہے نفس اس کا مددگار رہتا ہے، یہ باہر ہوتا ہے نفس اندر ہوتا ہے اور نفس کو قابو کرنے کے لئے بزرگوں کی خدمات، بزرگوں کے وظائف، بزرگوں کی صحبت اختیار کرنی پڑتی ہے جب آپ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں تو نفس قابو میں آتا ہے نفس کے ساتھ وہ تمام معاملہ بننا شروع ہوتا ہے جس کو بزرگوں نے کتابوں میں لکھا کہ نفس آہستہ آہستہ پھر بدل جاتا ہے لیکن شیطان کو کنٹرول کرنا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کا اپنا معاملہ ہے اس نے کرتے رہنا ہے، آپ اندر سے بدل جاتے ہیں کیونکہ اس نے نفس کے ساتھ مل کر آپ کو گناہ کی طرف لگوانا ہے جب اندر سے نفس ہی اس کو نہیں ملتا تو پھر گناہ بھی آپ سے نہیں ہو پاتا تو اصل میں نفس کو کنٹرول کرنا ہی اصل ضرورت ہے شیطان کو اگر آپ کہیں کہ میں اس کو قابو کرلوں گا تو یہ ممکن نہیں ہے بلکہ ہمارے بڑے حضرت اللہ ساری رحمتیں آپ پہ نازل فرمائے آپ بڑا پیارا جملہ کہا کرتے تھے اس بارے میں فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ تین بار میں نے آیت الکرسی پڑھ لی تو شیطان سے میں بچ گیا ہوں تو کہتے تیری آیت الکرسی سے کیا ہونا ہے، تو آیت الکرسی پڑھتا ہے نا تو شیطان تیرے منہ پہ آ کے تھپڑ بھی مارتا ہے جب دوسری بار پڑھتا ہے تو سینے پہ چڑھ جاتا ہے گریبان بھی پکڑ لیتا ہے اور جب تیسری بار پڑھتا ہے تو کہتا ہے اور پڑھ، تیری آیت الکرسی سے کیا ہونا ہے یہ اللہ والے ہیں جو اس سے بچا لیتے ہیں، یہ اللہ والے ہیں جو اس کے مکر و فریب سے تمہیں بچاتے ہیں یہ قابو میں آنے والی شئے نہیں ہے۔

اس نے کہا کہ **وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ**

میں ضرور گمراہ کروں گا، میں ضرور جھوٹی امیدوں پہ رکھوں گا، جھوٹی امیدیں یہ سب سے بڑا ہتھیار ہے اس کا، حسین و جمیل دنیا کر دے گا اور بڑے بڑے اچھے نظارے دل میں پیدا کرے گا ہائے کل کو ایسا ہو جائے گا، کل کو ایسا ہو جائے گا، فلاں کے ساتھ شادی ہو جائے، فلاں کے ساتھ معاملہ بن جائے، فلاں کے ساتھ ایسے ہو جائے وہ جو ایک جھوٹی امیدیں دلا کے نا کہ ابھی کیا ضرورت ہے ابھی تو ٹائم بڑا پڑا ہے جوان ہو کل کو بوڑھی ہو جاؤ گی تو حج کر لینا ابھی تو جوانی کی عمر ہے نماز، روزہ کیا کرنا ہے ابھی ٹائم بڑا پڑا ہے، یہ سادہ سا way ہے یہ سادہ سا طریقہ ہے، اس میں ساری عوام پھنسی ہوئی ہے، ہمیں کیا ضرورت ہے دین کی اللہ اللہ کیا کرنی ہے، جو تھوڑی بہت توفیق مل رہی ہے کرتی جاؤ، حالانکہ ایسی امیدیں جب یہ دلاتا چلا جاتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ انسان کی موت کا آخری دن آجاتا ہے لیکن امیدیں ابھی بھی پوری نہیں ہوتی اور امیدیں کبھی پوری نہیں ہوتی اور نہ ہونی ہے، دنیا کے قبرستان لوگوں سے بھرے ہوئے ہیں لمبی امیدوں والے اور ان کو اگر کھول کے پوچھ لو نا کہ حضرت آپ آج سے سو سال پہلے فوت ہوئے تھے تو آپ کی تو ساری آرزوئیں پوری ہوگئی ہوں گی تو یقیناً وہ کہے گا نہیں یار ابھی تو میں نے فلاں کام بھی کرنا تھا، ابھی فلاں بھی کرنا تھا ابھی فلاں بھی رہتا تھا جلدی فوت ہو گیا بڑے کام کرنے تھے تو امیدیں کبھی پوری نہیں ہوتی تو یہ اس کا بہت بڑا چنگل ہے جس میں وہ ڈال دیتا ہے، کل کل کل پرسوں پہ لگاتا ہے اور آخری دن آجاتا ہے اور اس نے ہزاروں کروڑوں گھر برباد کر دیئے وہ صرف اس لئے وہ بڑے نیک ہو سکتے تھے لیکن کل کل کرتے کرتے زندگی گنوا بیٹھے وہ ایسے قیمتی ہیرے تھے کہ اگر وہ اللہ کے رستے میں آتے تو بڑے بڑے اللہ

پاک ان سے نیکی کے جھنڈے لگوا سکتا تھا لیکن بدنصیبوں نے ایسی امیدوں پہ ایک تانگ لگائی تھی کہ نہ امیدیں پوری ہوئیں نہ کام ہوئے اور زندگی کا آخری دن آ گیا عام طور پہ کسی نوجوان کو کہو نا آپ داڑھی شریف رکھ لو ابھی تو شادی کروں گا، یہ امید ہے نا کہ ابھی زرا کچھ دن ٹھر جاؤ یار ذرا میں پوشپولگوں پیارا لگوں گا، امید لگائی ہوئی ہے، اور کہو کہ تم زرا عمامہ شریف ٹوپی پہنا کرو، نہیں ابھی ذرا جوان شوان ہوں کیا کہیں گے لوگ امید ہے کہ بوڑھا ہو جاؤں گا تو ٹوپی پہنا اچھا لگوں گا، کسی بچی سے کہیں کہ پردہ کرو، نہیں میں دقیانوس لگتا ہے، ابھی تو میں بڑی modernise قسم کی دیکھتی ہوں سوسائیٹی کے اندر، ابھی تو میں نے سوسائیٹی میں move کرنا ہوتا ہے آپ مجھے پردے کا کہہ رہے ہیں تو امیدیں، لمبی امیدیں بنائے گا اور ایسے ایسے چنگل ہیں کہ **الالامان و الخفیظ** ان کی ایک ایسی لسٹ ہے کہ کاش کبھی موقع ملے تو میں شیطان کے ان چنگلوں کے اوپر گفتگو کروں تو شاید چار چار چھ چھ گھنٹے درکار ہوں، اس نے کہا کہ میں لمبی امیدیں، میں ضرور حکم دوں گا نہیں تو بس وہ چیڑ دیں گے جانوروں کے کان (**اللہ اکبر**)

یہ اصل میں اس دور کے ایک کام کی طرف اشارہ تھا جو باقاعدہ صاحب ضیا القرآن نے لکھا بھی ہے، آیئے صفحہ نمبر ۳۹۴ پہ تفسیر نمبر ۱۸۱ سے اوپر ایک جملہ ہے میں اس کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں ارشاد فرمایا اس سے اوپر

وادعو کلامنھم الی مایمیل طبعه الیه فاصده بذالک عن الطاعة

یعنی میں ہر شخص کو اس کی دعوت دوں گا جس کی طبیعت مائل ہوتی ہے اور اسی طرح میں اس کو اللہ کی فرمانبرداری سے روک دوں گا۔

طبیعت جدھر مائل ہوتی ہے نا میں ادھر اس کا ذہن لگا تا رہوں گا، ادھر ہی اس کی طبیعت لگی رہے گی جدھر اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے، میں نے عرض کیا تھا پچھلے درس میں کہ انسان کی طبیعت وہ برائی پہ خود مائل ہوتی ہے جب کہ نیکی کے اوپر طبیعت کو لانا پڑتا ہے نیکی کے اوپر طبیعت خود مائل کبھی نہیں ہوگی اس پہ لانا پڑتا ہے۔

تو یہی وہ کہہ رہا ہے کہ جدھر مائل ہوگی طبیعت میں ادھر لگا دوں گا، ابھی دیکھ لیں آج میچ تھا بڑے لوگوں نے جمعہ نہیں پڑھا کہ پاکستان کا میچ ہو رہا ہے اور پاگلوں کی طرح پوری قوم ایک ایک گیند دیکھ رہی ہے، ہم حالت جنگ میں ہیں اس وقت قوم کے چیتھڑے اُڑ رہے ہیں قوم لہولہان ہوئی ہے اور سارے کے سارے میچ دیکھ رہے ہیں، کیوں، طبیعت مائل ہوگئی ہے طبیعت مائل کر دیتا ہے انسان جو ہے اسی کی طرف لگا رہتا ہے اور اسے اچھا لگتا ہے اسے چھ چھ گھنٹے بیٹھا ئیں وہ پوا چھ گھنٹے کا میچ دیکھے گا لیکن آدھے گھنٹے کا درس سنے گا تو اس کی ٹانگیں درد کرنا شروع ہو جائیں گی دل چاہے گا باہر چلا جاؤں، یا واسیاں آ جائیں گی نیند آ جائے گی اور جی چاہے گا اُٹھ کے بھاگ جاؤں، کیونکہ طبیعتیں مائل نہیں ہیں (**اللہ اکبر**)

تو ایک تو اس طرف اشارہ اور دوسرا یہ نیچے لکھا ہے کہ کفار عرب اس اونٹنی کو جو کہ پانچ بچے جنتی ہے اور پانچواں نر ہوتا اس کے کان چھیڑ کے بتوں کے نام پہ چھوڑ دیتے تھے اور اسے کسی قسم کا کام بھی نہیں لیتے تھے یہ ایک قسم کی روایت تھی کہ جو اونٹنی پانچ بچے جنتی اور پانچوں نر ہوتا یعنی پہلے چار female ہوتے اور پانچواں male ہوتا تو وہ اسے مبارک معتبر سمجھ کے چھوڑ دیتے آزاد کر دیتے اونٹنی کو اور وہ جدھر چاہتی پھرتی اور اس کی باقاعدہ پوجا بھی کرتے اس کے کان کو تھوڑا سا کاٹ دیتے تا کہ علامت یہ ہوتی کہ یہ اللہ کے نام پہ چھوڑی ہوئی اونٹنی ہے اس کی پوجا کرو تو یہ اس کا ذکر کیا کہ میں ایسے ہی لوگوں سے کرواؤں گا اور انہیں حکم دوں گا اللہ کی مخلوق کو تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے، اب آیئے اصل بات پہ جس کے اوپر ہماری آخری گفتگو ہے کہ میں ضرور اللہ کی مخلوق کو ان سے بدلوا دوں گا، عورتوں کا بال کٹوانا یہ اللہ کی مخلوق کو بدلنا ہے اور اپنے چہرے کے نقش و نگار کے اندر ان تمام چیزوں کو بدل دینا، جو مجھے سنیں گی انٹر نیٹ کے ذریعے وہ بھی اس بات کو سمجھیں کہ یہ باقاعدہ قرآن میں ذکر ہے اور یہ شیطان کا وار ہے۔

اور وہ یہ کہہ کے جا رہا ہے رب سے کہ میں تیری مخلوق کو بدلواؤں گا کہ جو تو نے پیدا کیا ہے نا ویسا رہنے نہیں دوں گا نہیں، میں بدل دوں گا اور یہ بھنویں کٹوانا اور اس کو بڑا باریک بنوا دینا اس لئے کہ لوگ جو ہیں اچھا سمجھیں اور اسی طرح عجیب وغریب قسم کے ناخن رکھ لینا اور ان کے اوپر بھی نقش ونگار بنوانا اور اسی طرح مردوں کا داڑھی شریف کٹوانا یہ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق کو بدلنے کے برابر ہے کہ آپ نے اللہ پاک کی پیدا کردہ چیز کو مناسب نہ سمجھا اور یہ سمجھا کہ میں بہتر سمجھتا ہوں کہ کیسے سوہنا لگتا ہوں میں اچھا جانتی ہوں کہ میں کیسے پیاری لگتی ہوں، میرے رب کو کیا پتہ ہو کہ میں کیسے پیاری لگتی ہوں یہ کھلا چیلینج ہے اللہ کے سامنے، کھلا چیلینج ہے کہ تجھے یہ علم نہیں مولا کہ میں کیسے پیاری لگتی ہوں یہ دیکھ مجھے زیادہ پتہ ہے کہ میں کیسے پیاری لگتی ہوں اور اسی طرح مرد جو دن رات اپنے چہرے کی زینت کو اُڑاتے رہتے ہیں اور ختم کرتے ہیں اور اس کو بالکل ذرا سا بھی طبیعت پہ ملال نہیں

آ تا میں سمجھتا ہوں کہ کون ہیں وہ جنہیں شاید یہ اندازہ نہیں کہ وہ اللہ کی اس مخلوق کو بدل رہے ہیں جنہیں اللہ پاک نے خود پیدا کیا اور یہ باقاعدہ یہاں ذکر کیا گیا کہ جو چیز اللہ نے بنا ئی تھی تم نے اس کے خلاف عمل کیا ہے اور شیطان کی پوجا نہیں تو اور کیا ہے، یہ شیطان کو ماننا نہیں تو اور کیا ہے وہ جیسے کہہ رہا ہے آپ کر رہے ہیں مانتے ہیں آپ تو اس پہ بڑا نازک معاملہ ہے اور اس کو بڑے غور سے دیکھنا چاہئے۔

آپ سب ماشاءاللہ قرآن سمجھنے والے لوگ ہیں آپ کے دلوں میں قرآن اتر رہا ہے لہذا آپ کو ان چیزوں کو سمجھنا ہے آپ میں اور دوسروں میں فرق ہونا چاہئے، جو یہاں نہیں بیٹھے ہوئے وہ اور آپ الگ ہوں، اگر نہیں الگ ہیں تو پھر کوئی فرق نہیں ہے اس قرآن پاک کے لیکچر کا فائدہ کوئی نہیں تو فرمایا کہ ہم نے یہ باقاعدہ جب اس نے کہا، اس میں ایک اور بھی ہے کہ اللہ نے جو تخلیق کی اس کے خلاف کر دیا جیسے سورج، دریا اور پتھر ہیں جسے اللہ نے انسانوں کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے، سورج انسان کی خدمت کے لئے پیدا ہوا ہے، پتھر بھی انسان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، دریا، پہاڑ انسان کی خدمت لئے ہیں اور انہیں معبود بنالیا ان کو اپنا خدا تسلیم کرلیا، ارے یہ تو تیری خدمت کے لئے پیدا ہوئے تھے تو نے انہیں ہی اپنا خدا بنانا شروع کر دیا تو یہ بھی اللہ کی مخلوق میں بدلاؤ پیدا کرنے کے برابر ہے اسے بھی بدلاؤ کہیں گے (اللہ اکبر)

تو لہذا اخلیہ بگاڑنا اور اپنی مرضی سے چلنا اور اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کو برا سمجھنا اس سے بڑی اللہ پاک سے دوری ہو سکتی ہے آج کے جس دور میں، میں یہ بات کر رہا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ کیا معاملات ہیں کیا حالات ہیں لیکن اللہ کا قرآن نہ بدل سکتا ہے اور نہ کوئی اسے بدل سکے گا، یہ جو ہے وہ ہی ہے اور جو موجود ہے وہ رہے گا اس کی کوئی زیر زبر نہیں ہو سکتی اور کوئی زبر زیر نہیں ہو سکتی اس لئے کہ یہ اللہ کا قرآن ہے اس نے جو کہنا ہے اس نے کہہ دیا ہے اب جو اس پہ عمل کرے گا اس کی عزت اور رحمت پائے گا، بزرگوں نے اس لئے فرمایا کہ

اللہ پاک نے عورتوں کو لمبے بالوں سے اور عورتوں کو داڑھی سے زینت دی ہے

یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی زینتیں ہیں جن کو بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے آیئے جو گفتگو کی ہم مل کر دعا کرتے ہیں اللہ اسے سمجھنے کی سعادت عطا فرمائے جو باتیں ہوئی ان کو دل میں رکھنے کی سعادت دے ان پہ عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

شیطان کے فریب اور میاں بیوی کے معاملات

معزز اور محترم خاضرین اکرام عالم القرآن کورس کی یہ مبارک کلاس ہے جس میں قرآن پاک کو سمجھایا جاتا ہے اور قرآن پاک کی گفتگو سمجھنے کے انداز میں کی جاتی ہے یہ کوئی روایتی تقریر نہیں ہے یہ کوئی روایتی مجلس نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق قرآن کی سمجھ کے ساتھ ہے، ہر آیت کو تفسیر کے ساتھ اور شان نزول کے ساتھ سمجھنا اس کلاس کا مقصد ہے الحمد وللہ ہمارے سامنے تفسیر کھلی ہوئی ہے اور آج کی ہماری آیت جس پر ہم نے غور کرنا ہے وہ ہے صفحہ نمبر ۳۹۵ اور آیت نمبر ۱۲۰، قرآن پاک کی سمجھ کو بیدار کرنا ہماری تمام کوششیں اور تمام منصوبے اسی طرف ہیں کہ کسی طرح یہ شعور پیدا کیا جائے اور اس پہ اتنی سختی کی جائے اور اس قدر اس کا چرچا کیا جائے اور اتنا اس بات کو پھیلا دیا جائے کہ قرآن ترجمے کے بغیر پڑھنا منع ہے یعنی جس طرح شیطان نے یہ پھیلا دیا ہے کہ ترجمے کی کیا ضرورت ہے اور لوگوں کی نسلیں گزر گئی بغیر ترجمے کے قرآن پڑھتے ہوئے اسی طرح ہم نے یہ پھیلانا ہے کہ ترجمے کے بغیر قرآن پڑھنا منع ہے اس پہ اتنی جو ہے وہ ضروری قرار دیا جائے بار بار گفتگو کی جائے اور آپ دوست احباب میں بھی بیٹھے ہوں تو ایسے ہی گفتگو کی جائے کہ اگر قرآن کی گفتگو ہو تو یہ ضرور کہا جائے کہ قرآن ترجمے کے ساتھ نہیں پڑھا تو تم نے قرآن ہی نہیں پڑھا تو اس لئے یہ شعور پیدا کرنا یہ ہم سب کی ڈیوٹی ہے اگر یہ پیدا ہوگا تو انشاءاللہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں جب بھی قرآن کھولیں گی تو وہ ترجمے کے ساتھ پڑھیں گی ورنہ کئی نسلیں گزر گئی جنہوں نے بغیر ترجمے کے پڑھا اور انہوں نے کوئی قرآن کی گفتگو کا علم نہیں ہے اور یہ ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا ہے اور اس ظلم کو ختم ہونا چاہئے ہماری یہ کوشش قرآن کے حوالے سے عالم القرآن کے حوالے سے یہی ہے کہ اس کو اتنا پھیلا دیا جائے کہ جب بھی آپ قرآن کھولیں تو ترجمے سے پڑھیں (انشاءاللہ)

آیت نمبر ۱۲۰، صفحہ نمبر ۳۹۵، اللہ نے ارشاد فرمایا

يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيهِمْ ط وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًاO

ترجمہ:

شیطان جھوٹے وعدے کرتا ہے ان سے اور غلط امیدیں دلواتا ہے انہیں اور شیطان ان سے فریب کا وعدہ کرتا ہے۔

اس آیت میں اللہ پاک نے شیطان کی تمام کارگزاریاں تمام منصوبے کھول دیئے ہیں اور یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے دشمن کے بارے میں اور ہم سب کے دشمن کے بارے میں ہماری خبر گیری کر دی ہے اور ہمیں اس کے تمام منصوبوں کا بتا دیا ہے اللہ پاک نے اسے کھلی چھٹی دی ہوئی ہے اور یہ بھی مہلت اس نے خود مانگی ہوئی ہے اللہ کی بارگاہ سے مہلت مانگی تھی کہ تو مجھے مہلت دے کہ میں قیامت تک تو مجھے نہیں چھیڑے گا تو مجھے نہیں پوچھے گا میں جہاں چاہوں جیسے چاہوں کسی کو گمراہ کروں تو مجھے نہیں چھیڑے گا تو اللہ نے مہلت بھی دی اللہ نے فرمایا جا تجھے مہلت ہے لیکن اللہ نے کرم فرمایا اور قیامت تک کے مسلمانوں کو جو آپ کے سامنے پڑھی گئی آیت نمبر ۱۲۰، شیطان کے تمام منصوبے کھول دیئے ہیں

يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيهِمْ جھوٹے وعدے کرتا ہے وہ

اس کا سارے کا سارا جو واردات کا طریقہ ہے نا وہ جھوٹے وعدے ہیں مثلاً پہلے یہ کہے گا کہ کوئی بات نہیں قیامت کے دن تو بچ جائے گا تو لہذا اگر گناہ ہو ہی گیا ہے تو کیا ہوا میں وعدہ کرتا ہوں میں تجھے بچاؤں گا بہت سارے اور لوگ بھی ہیں وہ بھی بچ جائیں گے تو بھی بچ جائے گا تو گناہگار کو وہ ہمیشہ جھوٹے وعدے دلواتا ہے اور غلط امیدیں دلواتا ہے اور ایسے ایسے وعدے اور ایسی ایسی امیدیں دلوائی جاتی ہیں کہ جن امیدوں کو اگر یوں کہہ دیا جائے کہ وہ اتنی لمبی ہوتی ہیں اتنی لمبی ہوتی ہے کہ ان کے پورے ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی لہذا زندگی کو ضائع کرنے کے لئے وہ لمبی امیدوں کا سہارا دلواتا ہے اور اس پہ جو ہیں نیکی کی صلاحیتیں ہیں اصل میں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان کی نیکی کی صلاحیت کو

ضائع کردے،نوجوان سے کہے گا کہ بوڑھے ہوکر نیک ہوجانا،ایک بچے سے کہے گا کہ تو تو ابھی چھوٹا ہے داڑھی شریف رکھ کر کیا کرنا ہے تو نے ذرا بڑا ہوگا جوانی کی عمر میں جائے گا تو پھر دیکھ لیں گے،ایک عورت سے کہے گا کہ ابھی کیا ضرورت ہے بال بچے دار ہوجا پھر حج کے لئے جانا ابھی حج کی کیا پڑی ہے تجھے ابھی تو بڑا وقت ہے تیرے پاس،لمبی امیدیں دلوائے گا اور اس سے وہ نیکی کی جو صلاحیت ہے نا اس کو وہ ضائع کردے گا یہ اس کا ایسا وار ہے جس میں ۹۹ فیصد عوام جو ہے وہ پھنسی ہوئی ہے اور یہ شیطان کی لمبی امیدوں پہ،مثلاً کوئی بچہ کام نہیں کرتا نا اس کو امید دلوائے گا کہ باہر چلا جا تو بس،بس تو باہر چلا جا بس تو بیرون ملک چلا جا اور ویزے کے انتظار میں سات سال ذلیل ہوتا رہے گا اور اس کو ہر روز ایک نئی امید دلائے گا کہ بس ابھی ویزہ آیا اور بہترین کام کرنے والے کتنے سمجھدار اس نے اسی طرح کڑوڑوں ضائع کردیئے اور وہ رزقِ حلال کما سکتے تھے کما بھی رہے تھے لیکن بس امیدیں دلائی لمبی کہ تو یورپ نکل جا تو فلاں چلا جا دور موج ہوگی تیری،ادھر کیا پڑا ہے پاکستان میں،اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ جائے گا ماں باپ سے دور ہوگا،بیوی بچوں سے دور ہوگا اور بہت سارے رشتے داروں سے دور ہوجائے گا اور سب سے بڑا کہ اپنے نیکی کے نظام سے اپنے شیخ ومرشد سے دور ہوجائے گا۔

لہذا ارے رب کیا یورپ میں کوئی اور ہے،پاکستان میں بھی وہی رب ہے جو امریکا میں ہے،کہ امریکا کا خدا کوئی اور نام کا ہے،ایک ہی ہے اور رزق جو اس نے لکھا تھا وہ یہاں بھی ملنا ہے اور وہاں بھی ملنا ہے تو اولیت اپنے گھر کو دی جائے،لمبی امیدیں دلائے گا،ایک بہو کو یہ امید دلائے گا کہ کل کو جب تیرے ہوجائیں گے نا بچے تو پھر تو پورے گھر پہ حکمران ہو جائے گی،ایک ساس کو امید دلوائے گا کہ نہیں کوئی گل نہیں پوری طرح سے تو اس پہ حکمران بن،لہذا ہر طرف سے اس نے لمبی امیدوں کے ساتھ لوگوں کو باندھا ہوا ہے ایک کاروباری کو لمبی امیدیں دلوائے گا کہ تو صبح سے شام تک دُکان پہ کھڑا رہ ابھی گاہک آیا کہ آیا،نماز جارہی ہے او جانے دو ابھی گاہک آیا بس،دل چاہے تو نکلے تو بس آجائے تو وہ نماز گئی،لمبی امیدیں سٹوڈنٹ کو دلائے گا کہ آخری دنوں میں پڑھ لیں گے ابھی ذرا کرکٹ شرکٹ موج میلا گانا سننا موج یہ کرو آخری دنوں میں پڑھیں گے پاس ہوجاؤ گے تم ،لمبی امیدیں اور اسی طریقے سے یہ ہر ایک کو جتنے بھی اس کے سرے چڑھتے ہیں نا ان کو گمراہ کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے اس کے پاس یہ لمبی امیدیں دلواتا ہے،اور ایک صیراب ہوتا ہے صیراب جو ہے یہ اگر آپ صحرا میں گزر رہے ہوں تو صحرا میں گزرتے ہوئے آپ کو نظر آئے کہ دور پانی ہے اور آپ بھاگتے ہوئے کہ بس پانی مل جائے گا تو آپ جب پہنچتے ہیں تو پانی ہوتا ہے ایسے ہی گرمیوں میں سڑک پہ بھی آپ کو دیکھنے کا یہ نظارہ ملتا ہے کہ گاڑی جارہی ہوتو لگتا ہے کہ سامنے پانی ہے سڑک پہ کھڑا ہے وہ گرمی کی شدت کی وجہ سے وہ ذرا بن جاتا ہے لیکن جب گاڑی وہاں پہنچتی ہے تو آپ دیکھتے ہیں پانی نہیں ہے وہ خشک ہے صیراب ہے تو یہ بھی نا ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا کے رکھتا ہے بندے کو،ہر وقت لمبی امیدیں دلائے گا اور زیادہ تر اس کی شکار خواتین ہیں خواتین اس کی بڑی جلدی شکار ہوتی ہیں کیونکہ امیدیں وابستہ کرنا ان کے لئے بڑا آسان ہوتا ہے اور لمبی امیدیں باندھتی ہیں اور آگے فرمایا

وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا سوائے غرور کے یا سوائے فریب کے کوئی وعدہ نہیں اس کا

اس کا ہر وعدہ فریب ہے اس کے کسی وعدے پہ اعتبار نہ کرو یہ ہر طرف سے تمہیں دھوکہ دے گا اور کسی طرح سے بھی اس کو جو بھی اسے مناسب لگا یہ فریب کے ذریعے تمہیں گمراہ کر دے گا (اللہ اکبر)

آگے صفحہ نمبر ۳۹۹،آیت نمبر ۱۲۸ شروع ہوتی ہے اللہ نے ارشاد فرمایا

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًاO

آج ہماری گفتگو کا مرکز یہ آیت ہوگی،بڑی غور سے بڑی توجہ سے تشریف رکھیں

ترجمہ:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند سے اس کی زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے **فَلَا جُنَاحَ**

عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ تو کوئی خرج نہیں دونوں پر کہ صلح کرلیں آپس میں اور صلح ہی بہتر ہے دونوں کے لئے وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ اور موجود رکھا گیا نفسوں میں بخل وَاِنْ تُحْسِنُوْ وَتَتَّقُوْا اور اگر تم احسان کرو اور متقی بنو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا تو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

میاں بیوی کے حوالے یہ آیت بہت خوبصورت ہے اور اس میں ایک ایسی تعلیم ہے کہ جی چاہتا ہے کہ یہ آیت ہر میاں بیوی کو سنائی جائے اور ہر میاں بیوی اس کو سمجھے اور اس آیت کے اوپر غور کرے جیسے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

کہ جتنی مومن عورتیں ہیں انہیں چاہئے کہ وہ سورۃ انساء سمجھیں

کیونکہ سورۃ انساء میں عورتوں کے لئے بڑے اعلیٰ احکام دیئے گئے ہیں اس میں بڑی اعلیٰ گفتگو کی گئی ہے ان میں سے ہی ایک آیت یہ ہے جو میں نے آج پڑھی ہے اور آپ کے سامنے میاں بیوی کے حوالے سے اس آیت کو بڑی صند کا درجہ حاصل ہے اور میاں بیوی کے تعلقات میں اس آیت کا بڑا عمل دخل ہے

وَاِنَ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ

اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے میاں سے اس کی زیادتی اور روگردانی کی وجہ سے میاں بیوی آپس میں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ان دونوں کا معاملہ ایک جیسا ہو ہمیشہ کہیں نا کہیں دونوں میں ان بن ہوتی ہے اور یہ قدرتی ہے نیچرل ہے ایسا ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے جہاں طبیعتیں مختلف ہوں وہاں ایسا ہوتا ہے اللہ پاک نے یہاں عورت کو حکم دیا ہے جو آیت میں نے پڑھی ہے عورت کے لئے نازل کی گئی کہ اگر تمہیں اپنے خاوند سے زیادتی یا روگردانی کا ڈر ہے

زیادتی کا مطلب تین معنوں میں ہے (۱) مار پیٹ کرتا ہے (۲) کھانا نہیں کھلاتا (۳) وہ تمہارے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے بدتمیزی کرتا ہے

یہ تینوں زیادتی کے معنوں میں ہوں گے کہ وہ ظلم کرتا ہے تمہارے ساتھ مار پیٹ کرتا ہے بدتمیزی کرتا ہے تمہیں کھانے پینے کو نہیں دیتا اس لفظ کو بزرگوں نے زیادتی کے معنوں میں لکھا

اگلا لفظ ہے **روگردانی**، یعنی بات کم کرتا ہے، اہمیت نہیں دیتا، پروٹوکول نہیں دیتا، عزت نہیں دیتا، مرضی سے بولتا ہے مرضی سے نہیں بولتا اسے کہتے ہیں روگردانی کرنا، جی چاہتا ہے تو بات کر لیتا ہے ورنہ چپ رہتا ہے نہ کوئی اس کا تمہارے ساتھ خاص پیار ہے، پیار محبت میں کمی ہے اسے کہتے ہیں روگردانی اب ایک عورت کے ساتھ یہی دونوں کام ہو سکتے ہیں اگر مرد کی طرف سے ہو سکتے ہیں تو یہی دو ہو سکتے ہیں جو اللہ نے یہاں درج کر دیئے ہیں، تیسرا کام ہے ہی کوئی نہیں، پہلا اللہ نے لکھا کہ **زیادتی** وہ میں نے بیان کر دیا کہ تین چیزیں ہیں، مار پیٹ، بدتمیزی یا کھانے پینے میں کمی کرنا، دوسرا میں نے عرض کر دیا کہ **روگردانی** محبت میں کمی کرنا، اپنی مرضی سے بولنا اور اپنی مرضی سے ہی گفتگو کرنا یہ روگردانی کے معنوں میں آئے گا۔

اگر ایسا ہے اور کسی عورت کو لگ رہا ہے اور خوف بھی ہے کہ وہ دن رات ایسے ہی ہے اس کے ساتھ معاملہ تو دیکھیں قرآن نے کتنی پیاری پھر آگے تعلیم دی ہے اس قدر قرآن امن چاہتا ہے اور اللہ کس قدر امن کو پسند کرتا ہے اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ بات جب ہو رہی ہے کہ زیادتی کرتا ہے، مارتا ہے تو طلاق لے کر گھر آجاؤ، جو ہمارے معاشرے میں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا اور قرآن نے بھی اس کو جب لکھا تو کتنی پیاری ترتیب بنائی فرمایا

اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا تو وہ یوں کرے کہ وہ اس کے اس رویے سے صلح کرلے۔

صلح کرلے کا معنی یہ ہے کہ اگر اس کی عادت ہی ایسی ہے اور جو بھی اس کے تمہارے ساتھ معاملات بن گئے ہیں اس کا مزاج ہی اب ایسا ہے اور وہ تیز مزاج ہے اور ہر وقت

تمہارے ساتھ لڑتا جھگڑتا رہتا ہے تو اس مزاج کو بدلنے کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ اس کو چھوڑ کے گھر آ جاؤ، اس کو بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اس مزاج پہ صلح کر لو، حد کر دی صلح کر لو، صلح مطلب اپنے آپ کو اس کے مزاج میں ڈھال لو اور پھر ساتھ ساتھ دعا مانگو کہ مولا ایک دن آئے گا کہ میری دعائیں تو سنے گا اللہ نے دیکھیں کہ صلح کی راہ دیکھائی، لڑائی جھگڑے کا ذکر نہیں فرمایا اور یہاں پہلے دن سے جو ہم کرتے ہیں یہ نالج میں ہے کہ ہم لوگ کیا کرتے ہیں، میاں بیوی کے معاملات میں لوگ کس قدر ایک دوسرے کے ساتھ ظلم اور زیادتی کرتے ہیں اور بھئی اگر ایسا ہو بھی گیا ہے تو فوراً اس کو لے آؤ گھر، اُٹھاؤ ساڈا سامان واپس کرو، اسی نہیں رہ سکدے، طلاقوں پہ نوبتیں چلی جاتی ہیں تو عورت کو یہ کہا گیا، اچھا یہ اندازہ کریں کہ خاوند کے باپ کو یا خاوند کی ماں و یا بیوی کی ماں کو یا بیوی کے باپ کو خطاب نہیں ہے، یہ خطاب کس کو ہے، عورت کو بیوی کو ہے یعنی اللہ پاک اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ کسی اور کو کہنے کی کیا ضرورت ہے اگر یہ صحیح ہو جائے تو سارا کچھ صحیح ہو جائے گا، اسی کو بتا دو جو اصل بات ہے حالانکہ اللہ کو چاہئے تھا کہ وہ بیٹی کی ماں سے بات کرتا کہ اپنی بیٹی کو جا کر یہ معاملات بتاؤ، باپ سے بات کرتا اللہ پاک لیکن اللہ نے کسی سے بات نہیں کی ''اگر کوئی عورت خوف کرے'' ڈائریکٹ بیوی سے خطاب ہے، صلح کر لیں آپس میں (اللہ اکبر)

وَ الصُّلۡحُ خَیۡرٌ اور صلح ہی بہتر ہے

اور آگے اللہ نے صلح کی فضیلت بیان کر دی کہ صلح بہت بہترین ہے تم دونوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ تم صلح کر لو حالات کے اندر ایک دوسرے کو پیٹنے کی بجائے تم دونوں ایک دوسرے سے صلح کر لو، مرد کو حکم ہے کہ وہ عورت کی بدزبانی پہ اس کی تندو تیزی پہ صبر کرے اور عورت کو حکم ہے کہ وہ مرد کی تیز زبانی اور تندو تیزی اور بدتمیزی پہ صبر کرے اور صلح کر لے

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اگر کوئی میری امت میں دو لوگوں میں صلح کرا دے گا تو میں جنت میں اس کے اچھے گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔

اس کے اچھے گھر کی ضمانت ہے میرے پاس، جنت کے اچھے گھر کی جو تمہارا جنت کے اندر، صلح کروایا کرو (اللہ اکبر)

آگے فرمایا

وَ اُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ اور نفسوں میں تو بخل رکھا گیا ہے

ہر بندے کے نفس کے اندر اللہ فرما رہا ہے بخل ہے، بخل کہتے ہیں ہر بندہ اپنے آرام کو زیادہ دیکھتا ہے اپنے آرام کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے میاں کو اگر اپنا آرام نہ ملا تو اس نے کہنا ہے بیوی غلط اور بیوی کو اگر اپنا آرام نہ ملا تو اس نے کہنا میاں غلط ہے تو دونوں کو ہی اللہ نے فرما دیا کہ میں نے تو نفسوں کے اندر ہی بخل رکھا ہوا ہے ہر بندہ اپنی ذات کو پہلے دیکھتا ہے، نفسوں کے اندر ہے اگر وہ ایسا کر رہی ہے کہ وہ اپنی ذات کو ہر جگہ ترجیح دیتی ہے تمہیں اہمیت نہیں دیتی تو یہ تو میں نے نفسوں میں رکھا ہوا ہے اس کی وجہ سے تم کیوں چھوڑ رہے ہو اسے، کل کو جو نئی آئے گی وہ کیا آسمان سے اترے گی وہ بھی تو اسی زمین پہ ہی رہتی ہو گی اس کے بھی تو ماں باپ ہوں گے اس کے بھی تو معاملات ہوں گے۔

اسی طرح ایک عورت سے خطاب کیا جا رہا ہے کہ اگر تیرا خاوند اپنی ہی منا تا ہے اپنا ہی سارا کچھ کرتا ہے تو یہ تو میں نے نفسوں کے اندر رکھا ہوا ہے یہ تو ہر بندے میں چیز موجود ہے کہ وہ اپنے نفس کا پہلے دھیان رکھے گا اور پھر وہ تیری بات سنے گا لہذا جو بھی ہے اس پہ صبر کر، مل گیا جو ملنا تھا، وہ بہتر ہے تیرے لئے وہ آ گیا تیرے پاس خدا کی قسم یہ جملے اتنے پیارے ہیں کہ ہر بندے کے نفس میں ہم نے بخل رکھا ہوا ہے اور وہ کنجوس ہوتا ہے اپنے لئے کنجوس ہوتا ہے ہر بندے کو اپنی ذات سے بڑا پیار ہوتا ہے۔

بزرگ لکھتے ہیں کہ

اگر آپ ایک نیا پین لیں اور سو بندوں کو کھڑا کریں اور ان سے یہ کہیں کہ جناب یہ نیا پین ہے ذرا ٹیسٹ تو کریں کہ کیا لکھتا ہے اور انہیں ایک ایک کاغذ پکڑا دیں اور پین ان کے ہاتھوں میں دے دیں تو ۱۰۰ میں سے ۹۵ بندے اپنا نام لکھ کر چیک کریں گے کہ یہ کیسا لکھتا ہے اپنی ذات سے بندے کو اتنا پیار ہوتا ہے تو ہر بندہ اپنی ذات کو دیکھتا ہے پہلے تو میاں کا بھی اسی طرح معاملہ ہے بیوی کا بھی اسی طرح معاملہ ہے دونوں اپنی ذات کو پہلے دیکھیں گے ایک ساس کو بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ ہر بندہ اپنی ذات کو پہلے دیکھتا ہے اگر میرا بیٹا یا میری بہو ایسے کر رہے ہیں تو ان کی اپنی ذات پہلے ہونی ہے اس کے بعد انہوں نے مجھے پروٹوکول دینا ہے اسی طرح بہو دیکھے کہ میری ساس کا ایک اپنا معاملہ ہے

اسے بھی اپنی ذات پہلے چاہئے وہ اپنی ذات پہلے دیکھے گی ٹھیک ہے ہم نے ہر نفس کے اندر بخل رکھا ہوا ہے اس جملے کو خدا کی قسم جتنا بھی کھولا جائے جتنا بھی اس جملے کے اندر جایا جائے اتنی برکت ہے اگر اللہ پاک ہمیں سمجھنے کی توفیق دے کہ ہر بندے کے اندر ہم نے بخل رکھا ہے نفس کے اندر بخل ہے (اللہ اکبر)

پھر جب نفس میں بخل ہے تو **وَاِنْ تُحْسِنُوْ** تو تم احسان کیا کرو نا تم احسان کرو دوسروں پہ تم اپنی مرضی چھوڑ دو نا، احسان کرو **وَاِنْ تُحْسِنُوْ** پھر تم احسان کرو دوسروں پہ، اپنی چیزیں دے دیا کرو، اپنی چیزوں کو نہ روکا کرو، اپنے چھوٹے چھوٹے برتنوں کے اوپر نہ لڑائیاں کیا کرو دے دیا کرو **وَاِنْ تُحْسِنُوْ** احسان کرو

احسان کہتے ہیں کہ اگر آپ نے کسی سے ۱۰۰ روپے لیے ہوں جب اسے واپس کریں تو ساتھ کہیں کہ یہ ۱۰۰ روپے بھی دے رہا ہوں ساتھ ایک مٹھائی کا ڈبہ بھی دے رہا ہوں کہ بڑی مہربانی میرا کام ہو گیا ہے یہ آپ کو ساتھ تحفہ بھی دے رہا ہوں تو آپ نے اب احسان کیا اس پہ تو اللہ تو کہہ رہا ہے کہ احسان کرو لوگوں کے ساتھ بجائے جو ہے وہ بھی چھین لو جو ہے اس کو بھی چھین کر اپنے پاس لے آؤ ظالموں ایسا کرنے سے کبھی امن نہیں آئے گا، احسان کرو، پہلے سے بڑھ کر دو، دوسرے کم محبت دیتے ہیں تم زیادہ محبت دو، دوسرے کم عزت دیتے ہیں تم زیادہ عزت دو، دوسرا کم تمہارا خیال رکھتے ہیں تم زیادہ رکھو اچھا یہ جو اصول ہے نا یہ ہر طرف ہے بیوی کو میاں کے لئے ہے اور میاں کو بیوی کے لئے ہے، بہو کو ساس کے لئے ہے اور ساس کو بہو کے لئے ہے دونوں کے لئے یہ اصول ہے کہ وہ احسان کرے دوسرے پہ، ہمارے ہاں ایک عجیب صورتحال ہے **اللہ کرے کہ ایسی صورتحال بنے کہ ہمارے تمام جو بچے ہیں سارے بچے یہ سنیں گفتگو انشاءاللہ شادی کے بعد زندگی جنت بن جائے گی کہ مجھے تو اللہ نے احسان کا حکم دیا ہے۔**

میں نے تو کبھی بھی کم نہیں دینا زیادہ دینا ہے، عزت اگر وہ کم کر رہی ہے تو کوئی بات نہیں میں زیادہ دیتا ہوں اسے تو یہ الحمد وللہ ہمارے پیر و مرشد اللہ ساری رحمتیں آپ پہ نازل کرے آپ نے بھی جب ہمیں یہ ساری چیزیں سمجھائی تھیں شادی سے پہلے تو مجھے یاد ہے کہ حضرت صاحب نے شادی سے پہلے پورے ایک دو گھنٹے کا ہمیں لیکچر دیا تھا، بیٹھا کر ایک ایک چیز بتائی تھی اور اس ڈیڑھ گھنٹے کے لیکچر نے اب ۸ سال ہو گئے ہیں اتنا کام دیا ہے اتنا کام دیا کہ اگر وہ نہ بتاتے تو کبھی بھی نا اتنی عزت اور اتنی رحمت ملتی جو اس ڈیڑھ گھنٹے کے لیکچر میں ملی تھی، ایک ایک آیت کو کھول کر آپ نے سمجھایا، بیٹا اللہ نے احسان کا حکم دیا ہے تو لہذا اگر کم ملے گا تو تم نے اسے زیادہ ہی دینا ہے لہذا تمہاری طرف سے کمی نہ ہو ہمیشہ پیار محبت زیادہ ہی دینا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ یہ آپ کو سمجھا تا بھی آپ کا شیخ ہی ہے جن لوگوں کے پیر و مرشد نہ ہوں اور انہیں تعلیم نہ دیں تو انہیں کبھی بھی ان باتوں کی سمجھ آ سکتی ہے اور نا انہیں کوئی سمجھا سکتا ہے یہ صرف شیخ سمجھاتا ہے یہ قرآن کی گفتگو شیخ دل میں اتارتا ہے

میں دعوی سے کہتا ہوں کہ آپ اُٹھا کر دیکھیں ان لوگوں کی زندگیاں جن کی زندگیاں برباد ہیں میاں بیوی کے حوالے سے ان کا کوئی شیخ و مرشد نہیں ہوتا نہ وہ کسی سے پوچھتے ہیں، نہ انہیں کوئی گائیڈ کرتا ہے اور نہ انہیں کسی کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کئی میری زندگی میں ایسے لوگ ہیں جو زندگی کے اس دوراہے پہ چلے گئے کہ خودکشی تک آ گئے لیکن جب شیخ و مرشد ملے تو اللہ نے کرم فرمایا اور اللہ نے دوبارہ زندگی لوٹائی اور آج زندگی خوشگوار بھی ہے رحمت بھی ہے کرم بھی ہے اللہ نے ہر رحمت عطا کر دی تو قرآن کہہ رہا ہے۔

وَاِنْ تُحْسِنُوْ اگر تم احسان کرو گے نا وَتَتَّقُوْا اور متقی بھی بنے رہو (اللہ اکبر)

سبحان اللہ، ایک تو کہا کہ احسان کر دو، دوسرا کہا کہ متقی یعنی اللہ سے ڈرتے رہو، مولا مجھ سے کمی نہ ہو، مولا مجھ سے پوچھ ہو جانی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

یہ تیرے گھر والے ہیں اور تو ان کا نگہبان ہے تجھ سے پوچھ ہو گی ہر بندے کے بارے میں پوچھ ہو گی جو تیرے نیچے ہے

ساس سے یہ پوچھ ہو گی کہ اس کی بہوئیں خوش تھی کہ نہیں، ایک بہو سے یہ پوچھ ہو گی کہ اس نے اپنے گھر میں کیسا نظام رکھا ہوا تھا، ایک بھائی سے پوچھ ہو گی کہ اس نے اپنے

چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھا کہ نہیں، باپ سے پوچھ ہوگی تم نے کیسے اپنی بیوی اور بچوں کو پالا ہے، بڑی بہن سے پوچھ ہوگی کہ چھوٹی بہنوں کا کیسے تم نے خیال رکھا ہے، استاد سے پوچھ ہوگی کہ شاگردوں سے کیسے رویہ رکھا ہے، پیر سے پوچھ ہوگی کہ مرید تم نے کیسے پالے تھے، ہر ایک کو پوچھ ہوگی فرمایا وتتقو اور ڈرنا بھی ہے اللہ سے، اللہ سے ڈرتے بھی رہو کہ پتہ نہیں مجھ سے کمی نہ ہو جائے، آقا علیہ السلام نے دیکھیں اتنا پیارا جملہ بولا ہے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

مولا میں اپنی ہر بیوی سے انصاف اور عدل کر کے کام کرتا ہوں ہر بیوی سے عدل کرتا ہوں، اپنی ہر بیوی سے ایک جیسا سلوک کرتا ہوں لیکن عائشہؓ کے بارے میں، میں بے بس ہوں۔

حضور ﷺ نے اتنا پیارا جملہ فرمایا کہ میں مولا بے بس ہوں عائشہؓ کے بارے میں مجھے قیامت کے دن عائشہؓ کی پوچھ نہ کرنا، مجھے اس سے بہت محبت ہے، محبت اس طرف زیادہ ہو جاتی ہے لیکن باقیوں سے میں پورا عدل کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو حضور ﷺ نے دیکھئے باقاعدہ الفاظ سے اللہ سے معافی مانگی کہ مجھ سے کمی نہ ہو جائے کسی جگہ تو یہ عورت کو بھی حکم ہے کہ اگر تو عزت دے رہی ہے تو یہ کافی نہیں ساتھ ڈرنا بھی ہے کہ مولا میرا میاں پتہ نہیں خوش بھی ہے کہ نہیں، پتہ نہیں میں اس کو راضی کر پائی ہوں کہ نہیں۔

آقا ﷺ نے راشاد فرمایا کہ

جو بیوی اپنے میاں کو خوش کر لیتی ہے اللہ کی جنت کے سارے دروازے اسے پکارتے ہیں۔

کہ میرے اندر سے داخل ہو میرے اندر سے داخل ہو دوسرا کہتا ہے میرے اندر سے آجا، تیسرا کہتا ہے کہ میرے اندر سے آجا، فرمایا ۱۰۷ جنت کے دروازے ہیں ہر دروازہ اس بیوی کو پکارے گا جس نے اپنے مرد کی سختیوں کے اوپر صبر کیا اور اپنے مرد کی پریشانیوں کو برداشت کیا، اسی طرح ایک مرد کے لئے بھی یہی حکم ہے فرمایا

جو اپنی بیوی کی بدتمیزیوں کو سہتا ہے اپنی بیوی کی تیز زبان کو سہتا ہے، اپنی بیوی کی تیز زبان کو وہ سہہ جاتا ہے چپ رہ جاتا ہے تو فرمایا میں محمد ﷺ ذمانت دیتا ہوں جہاں اللہ پاک مجھے رکھے گا میں اس کو اپنے ساتھ جنت میں رکھوں گا۔

صبر کا اتنا بڑا درجہ، قرآن تو امن چاہتا ہے، ہمارا دین تو امن چاہتا ہے سکون چاہتا ہے، اور جتنے بھی ایسے میاں بیوی ہیں جن کے لئے یہ قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے جس پہ ہماری یہ گفتگو ہو رہی ہے اللہ کرے کہ یہ سعادت حاصل ہو عمل کی توفیق ملے اور انسان صبر کرتا چلا جائے تو ایک وقت آتا ہے کہ دونوں کو اللہ پاک نیکی کی سعادت دے دیتا ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيرًا اللہ بہت اچھی طرح جانتا ہے جو تم کرتے ہو، اس سے پوری طرح باخبر ہے (اللہ اکبر)

آگے سورۃ النساء میں صفحہ نمبر ۴۰۰ پہ، آیت نمبر ۱۳۰

وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًاO

ترجمہ:

اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ پاک غنی کر دے گا دونوں میاں بیوی کو اپنی وسیع کشائش سے اور اللہ پاک وسیع کشائش والا حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ پاک نے واضح کر دیا کہ اگر بھئی کوئی تدبیر نہیں چلی بڑی کوشش کی گئی ہر طرف سے سننے کے لئے بڑے پیغام آئے لیکن تدبیر نہیں چلی اور طلاق تک نوبت چلی گئی تو اب اللہ آگے بھی نیا رستہ دیکھا رہا ہے زندگی ختم نہیں ہوگی زندگی کوئی end پہ نہیں پہنچ گئی بعض اس کے بعد ساری زندگی خود بھی تنگ ہوتے ہیں دوسروں کو بھی کرتے ہیں کہ مجھے

طلاق ہوگئی فلاں ہوگیا اب زندگی ختم میری زندگی تو موت سے بھی بدتر ہے اور معاشرے کے اندر بھی وہ ایک سلگتہ ہوا داغ بن جاتی ہیں تو قرآن ان کو بڑا پیارا جملہ کہہ رہا ہے قرآن کہہ رہا ہے کہ اگر جدا بھی ہوئے ہو تو کیا ہو گیا اللہ دونوں کو اپنی وسیع کشائش سے غنی کر دے گا یعنی جس سے عورت کو طلاق ہوئی ہے کوئی بات نہیں تم ایسا کرو تم عدت گزار و اس کے بعد ایک نیا گھر ڈھونڈ و کوشش کرو، میری زمین بڑی وسیع ہے، میرے بندے بڑے ہیں، میرے پاس بڑے بڑے اعلی ہیرے میں نے چھپا کر رکھے ہیں ڈھونڈ و جب تم ڈھونڈو گی تو ہم تمہیں اپنی وسیع کشائش سے غنی کر دیں گے اسی طرح مرد جو ہے وہ کیوں مایوس ہوا ہے اگر طلاق ہوگئی ہے تو کوئی بات نہیں، اُٹھو ڈھونڈو، اور دونوں کو اللہ نے یہ جملہ کہا کہ میں دونوں کو ہی غنی کر دوں گا کہ میں جو باغ تمہیں دوں گا وہ انشاءاللہ میں تمہیں اس سے راحت پہنچاؤں گا تمہارے دلوں کو تمہاری زندگی میں ایک نیا رخ نظر آئے گا تو دیکھیں امید بھی دلوادی اللہ نے ساتھ، کہ تکلیف اگر ہو بھی گئی ہے تو اس پہ مرنے والی کیا بات ہے بعض اپنی بیماریاں لگا کے بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی ماں کے گھر پہ قابض ہو جاتے ہیں اور کئی کئی سال جو ہے بلکہ آگے بھی کئی نسلیں برباد ہو جاتی ہیں کہ بچی کو طلاق ہوگئی ہے بھئی طلاق ہوگئی اس پہ ساری زندگی کیا کُڑنا ہے۔

تو اللہ فرما رہا ہے کہ آگے نئے رستے ڈھونڈ و ہم تمہیں نئے رستے دیں گے اور پھر تمہارے لئے وسیع کشائش والے ہم خود ہیں **وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا** اللہ وسیع کشائش والا اور حکمت والا ہے (سبحان اللہ)

تو یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے جن کے اوپر اگر ایسی آزمائش آ بھی گئی ہے ہم بھی دیکھتے ہیں بچیوں کو جنہیں طلاقیں ہوئی ہوتی ہیں وہ خود بھی انہوں نے زندگی حرام کی ہوتی ہے اور اپنے گھر والوں کی بھی حرام کی ہوتی ہے بھئی آگے اللہ پاک سے دعا مانگو، نماز پڑھو کہ اللہ تمہیں اس سے بہتر سب عطا کرے جو پیچھے ہونا تھا ہو گیا، وہ پچھلی لکیر ہی پیٹتی رہتی ہے ساری زندگی ہائے کبھی ایسا ہو جاتا، ہائے کبھی ایسا نہ ہوتا، کبھی ایسا ہو جاتا تو کیا ہی بات تھی دیکھو نا اس نے میری بات ہی نہیں مانی، او چھوڑ دو وہ ہو گیا اب تو اللہ نے اس آیت میں وہ تمام گفتگو سمیٹ دی اب یہاں سے آگے موضوع بدل جائے گا اس آیت سے اللہ نے گفتگو سمیٹ دی کہ اگر ہو بھی گیا ہے نہیں کوئی تدبیر چلی تو کوئی بات نہیں ہم تمہیں وسیع کشائش دینے والے ہیں، تم باہر تو نکلو تمہیں اللہ ایک نیا رستہ عطا کر دے گا (اللہ اکبر) (سبحان اللہ)

اس کے بعد آگے آیئے صفحہ نمبر ۴۰۲ آیت نمبر ۱۳۵ ارشاد فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَ قْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِ لُوْا وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًاO

ترجمہ:

اے ایمان والوں، مضبوطی سے قائم ہو جاؤ انصاف پر گواہی دینے والے کے لئے محظ اللہ کے لئے، چاہے تمہیں اپنے نفسوں کے خلاف گواہی دینی پڑے یا اپنے والدین یا اپنے قریبی رشتے داروں کے خلاف وہ دولت مند ہو یا فقیر ہو بس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے دونوں کا تو نہ پیروی کرو خواہش نفس کی انصاف کرنے میں اور اگر تم ہیر پھیر کرو گے یا منہ پھیرو گے تو اللہ پاک جو کچھ تم کرتے ہو اسے بہت اچھی طرح باخبر ہے (سبحان اللہ)

بہت ہی اعلی آیت اور اس پہ جتنی بھی گفتگو کی جائے وہ کم نظر آتی ہے، گواہیوں کے اوپر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والوں جب تمہیں کسی جگہ گواہی دینی پڑتی ہے کسی بھی معاملے میں چاہے وہ پیسوں کا معاملہ ہے چاہے کوئی جو ہے گھروں کے معاملات کے حوالے سے ہے کسی شخص کی گفتگو ہے تو اس کے اوپر آپ نے دلیل دینی ہے کسی بھی جگہ اگر تم سے دلیل طلب کی جائے کہ آپ کیا کہتے ہیں اس بندے کے بارے میں تو آپ اللہ فرما رہا ہے کہ تم نے ہمیشہ صحیح اور سچی گواہی دینی ہے جھوٹ نہیں بولنا وہاں تو اس پہ دیکھیں کیسے ترتیب بنائی اللہ نے کہ سب سے پہلے اپنے نفس کے خلاف گواہی دینی ہے یعنی تمہیں پتہ ہے کہ اگر یہاں میں نے سچ بول دیا نا تو میں مارا جاؤں گا ایک۔

دوسرا اپنے والدین کے خلاف گواہی، پتہ ہے کہ اگر میں نے گواہی دے دی نا تو میرے والدین کا نقصان ہو جانا ہے۔

۴) قریبی رشتہ داروں کے خلاف، کوئی ایسا معاملہ بن گیا ہے کہ قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑ جائے اور پتہ ہے میں نے گواہی دی تو میرے سارے رشتے داروں کو نقصان ہوگا اس سے اور آخر میں فرمایا کہ دولت مند ہے یا غریب ہے یعنی نا تو تمہارا رشتے دار ہے اور نہ تمہارے والدین میں سے ہے اور نہ تم خود ہو، کوئی ہے اور وہ دولت مند ہے یا فقیر ہے امیر ہے یا غریب ہے کوئی بھی ہے تو فرمایا اپنی پیروی نفس کے ساتھ نہیں کرنی بلکہ وہ بات کرو جو صحیح علم ہے۔

آپ اندازہ کریں کہ یہ آیت اگر ہماری قومی اسمبلی میں لکھ کر لگادی جائے اور عدالتوں میں لکھ کر لگادی جائے، ہمارے تھانوں میں لکھ کر لگادی جائے کہ جہاں بھی تم نے گواہی دینی ہے وہاں صحیح بات کرنی ہے تو آپ اندازہ کریں کس قدر سکون آئے گا کس قدر امن آئے گا کیونکہ غلط گواہیوں کے اوپر غلط فیصلے ہوجاتے ہیں اور جب غلط فیصلے ہوجاتے ہیں تو غلط سزائیں ملتی ہیں اور غلط سزائیں ملتی ہیں تو پورا معاشرہ اس کو بھگتتا ہے، پورا معاشرہ اس غلط سزا کا ذمہ دار ہوجاتا ہے کہ لوگوں نے روکا کیوں نہیں یہ ظلم کیوں ہوا، عدالتوں کے اندر جو گواہی دیتے ہیں بعض قرآن پہ ہاتھ رکھ کے غلط گواہی دے دیتے ہیں اور یہ جو ووٹ ہے یہ بھی تو گواہی کی ایک قسم ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بندہ ٹھیک ہے تو لہذا میرا ووٹ اس کی طرف ہے **الامان والحفیظ** لوگوں نے کس قدر اس کو غلط استعمال کیا ہوا ہے اور کیسے کیسے گواہی کی عزت کو روندتے ہیں۔

لہذا اللہ فرمارہا ہے کہ اللہ زیادہ خیر خواہ ہے دونوں کا تمہیں بھی اللہ بچائے گا اور اسے بھی اللہ بچالے گا تمہیں لگ رہا ہے کہ یہ اس کو نقصان ہونا ہے اس کو ہونے دو یہ نقصان اس کے لئے کل قیامت کے دن دنیا کے عذاب سے بچانے کا سبب بن جائے گا جیسے آقا علیہ السلام ﷺ نے ایک بڑی خوبصورت بات کہی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ حضور آپ کی امت میں کونسے ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ بغیر حساب کے بخشے گا تو ارشاد فرمایا کہ میری امت کے وہ لوگ جو اپنے گناہوں کو یاد کر کر کے رویا کریں گے انہیں اللہ بغیر حساب کے بخش دے گا۔

آپ اندازہ کریں گناہ ہوئیں گے تو روئیں گے نا تو اس طرح اللہ فرمارہا ہے کہ وہ دونوں کا خیر خواہ ہے اسے سزا ہونے دو اور تم سچ بول دو، اسے سزا ہوگی تو وہ توبہ کرلے گا اور وہ دوبارہ سے اس بری عادت کی طرف نہیں جائے گا اور تم سچ بولنے کی وجہ سے جنت میں چلے جاؤ گے تو دونوں کا خیر خواہ ہے اللہ دونوں کو بچانا چاہتا ہے تو آپ اس آیت کو یوں سمجھیں کہ جب آپ کی زندگی میں جب بھی یہ وقت آئے تو آپ اس آیت کو یاد کرلیں کہ اگر میرا بھائی، میرا عزیز، میرا رشتے دار میرے سے اگر کوئی میری گواہی چاہے گا اور اس کو اگر سزا ہونے لگی ہے تو اس کو جانے نہ دے کوئی بات نہیں۔

آقا ﷺ نے دیکھیں حد کردی آپ ﷺ نے فرمایا تھا جب وہ عورت پکڑی گئی چوری کے الزام میں تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ

اگر اس کی جگہ فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔

یہ ہے اسلام یہ ہے اسلام کا اصل چہرہ یہ ہے اسلام کی اصلیت، ہم ایویں ہی ڈرے سہمے لوگ ہیں اور اسلام کو جو ہے اس کا چہرہ صحیح جانتے نہیں ہیں اس کی اصلیت صحیح جانتے نہیں ہیں تو اس لئے زندگی خوار ہوکر گزرتی ہے اسلام کا اصل چہرہ یہ ہے کہ تم جہاں بھی ہو تم نے ہمیشہ صحیح بات کرنی ہے، کسی کے ڈراوے سے کسی کے نیچے لگ کر کوئی گفتگو کرنا یہ نیک لوگوں کا طریقہ نہیں ہے یہ اللہ والوں کا طریقہ نہیں ہوتا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اللہ ساری رحمتیں آپ کے روضہ انور پہ نازل فرمائے آپؒ بادشاہ اکبر کے سامنے گئے تھے اور اس کا اصول یہ تھا کہ جب بھی بادشاہ اندر سے آتا دربار میں تو سارے درباری اس کے سامنے رکوع کی حالت میں جھک جاتے تو آپ جب ملنے کے لئے گئے تو ایسے ہی سارے درباری جھک گئے آپ سیدھے کھڑے رہے تو اس نے کہا کہ آپ کیوں نہیں جھکے میرے دربار کا یہ اصول ہے کہ سارے جھکیں تو آپ نے بڑا پیارا جملہ ارشاد فرمایا آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہ میرے اور تجھ میں کوئی فرق نہیں ہے تو بھی دو کان رکھتا ہے، دو آنکھیں رکھتا ہے، تو بھی زندگی موت والا ہے، تیرے اندر ایسی کیا خاص بات ہے کہ تیرے آگے جھکوں، تیرے اندر ایسا کیا ہے مجھے تو ایسی کوئی شے نظر نہیں آئی تیرے اندر کہ تیرے آگے میں جھکوں تو آپ کا یہ جملہ سنا تو اس کا رنگ اُڑ گیا اسے سمجھ آ گئی کہ یہ تو بندہ ہی کوئی اور ہے۔

تو چونکہ ہم جو ہیں وہ compromising situation میں ہوتے ہیں ہر وقت compromising situation میں، تو یہ آیت بہت بڑے پیمانے پہ لوگوں کو جھنجھوڑ رہی ہے آپ دیکھیں کہ قرآن عام مومن سے گفتگو نہیں کرتا، قرآن خاص مومن سے بھی گفتگو کرتا ہے، قرآن چند لوگوں کے لئے گفتگو نہیں کرتا، قرآن پوری دنیا اور پوری کائنات کے لوگوں کے لئے گفتگو کرتا ہے یہ آج نیا نیا جو مرید ہوا ہے یا ہوئی ہے بیعت کیا ہے جس نے یہ صرف اس کے لئے نہیں ہے بلکہ جس نے ۲۰ سالوں سے نیکی کا رستہ اپنایا ہوا ہے یہ اس کے لئے بھی آیت ہے، قرآن بڑے سے بڑے سے بھی خطاب کرتا ہے اور چھوٹے سے چھوٹے سے بھی کرتا ہے۔ یہاں قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ تم جس بھی منصب پہ ہو تم نے جب بھی گواہی دینی ہے تو ہمیشہ سچی گواہی دینی ہے کبھی بھی بری بات اس وقت نہ کر دینا جب لوگ تم سے پوچھیں گے اور ورنہ تمہاری اس بری بات سے جو فساد آنا ہے وہ تمہارے اوپر ہوگا (اللہ اکبر) تو یہ آیت کریمہ جس پہ ہماری گفتگو ہوئی اور گواہوں کے اوپر جو انسان کو جھنجھوڑا گیا ہے اس کے اوپر ہمارا آج کا لیکچر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

اللہ کی خاص رحمت سے قرآن پاک کو سمجھنے کی یہ کلاس ہے جس میں آپ سب تشریف رکھتے ہیں اللہ کی خاص رحمت سے یہ فضل یہ کرم جس کو ہمیں عطا کیا کہ قرآن پاک کو ہم سمجھ رہے ہیں یقیناً یہ وہ سعادت ہے جو کم لوگوں کو حاصل ہے اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو قرآن پاک کو اس طرح پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جس طرح عالم القرآن کورس میں ہم آپ کو پڑھا رہے ہیں یہ دنیا میں وہ واحد کتاب ہے جو کوئی بھی کتاب جب آپ کھولتے ہیں، کیمسٹری ہو، انگلش ہو، فزکس، کمپیوٹر سائنس، بیالوجی کوئی بھی تو اس سے پہلے ذہن کو حاضر کیا جاتا ہے اور یہ سوچا جاتا ہے کہ میں اس کو سمجھوں یہ سوال یہ آرٹیکل پہ غور کروں لیکن دنیا میں قرآن ایسی واحد کتاب ہے جس کو لوگ دماغ بند کر کے پڑھتے ہیں اس کو سمجھتے نہیں صرف ویسے ہی آیات کو پڑھا جاتا ہے وہ کیا کہہ رہی ہیں ان کا مطلب کیا ہے مفہوم کیا ہے اس سے پیغام کیا حاصل ہو رہا ہے اس کی طرف توجہ بہت کم ہے اور یہ ہماری بدنصیبی کی انتہا ہے اور یہ ایک ایسا درد سر ہے جس پہ ہم جتنی بھی گفتگو کریں تھوڑی ہے یہ ہماری قوم کا ایک ایسا مرض ہے جس مرض میں ہم کئی صدیوں سے گرفتار ہیں، قرآن پاک کو سمجھا نہیں جاتا حالانکہ یہ وہ واحد کتاب ہے جو بار بار اپنی طرف سمجھنے کو کہتی ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ تم قرآن پہ غو کیوں نہیں کرتے

اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا کیا تمہارے دلوں پہ تالے پڑے ہوئے ہیں

تو یقیناً خوش نصیبی کی انتہا ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنے قرآن کو تھوڑا صحیح زیادہ صحیح لیکن اپنے قرآن کو سمجھنے کی توفیق دی، اس میں ہم جو بیانات پڑھتے ہیں جو آیتیں ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ان کو پوری طرح سے کوشش کی جاتی ہے کہ آپ کے ذہن میں اتارا جائے تا کہ آپ اچھی طرح سے اسے سمجھ سکیں، آیئے آج ہم صفحہ نمبر ۲۰۷ پہ ہیں، سورۃ نساء

پانچوں پارہ، آیت نمبر ۱۴۲، اللہ نے فرمایا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ج وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًاO

ترجمہ:

بیشک منافق اس گمان میں ہیں کہ وہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اللہ پاک سزا دینے والا ہے انہیں اس دھوکے بازی کی اور جب وہ نماز کی طرف کھڑے ہوتے ہیں تو کاہل بن کے کھڑے ہوتے ہیں وہ بھی عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کا ذکر بہت تھوڑا کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ جس کو آج پڑھا گیا اور اس سے پہلے جو ہم آیات پڑھ چکے ہیں اس کا تقریباً وہی مضمون ہے جس کو اللہ پاک نے منافقین کے حوالے سے نازل فرمایا، اس آیت میں ایک بہت بڑا راز کھولا گیا ہے اور اس آیت کی گفتگو کرنے سے پہلے اس بات کو ذہن نشین کیا جائے۔

☆منافق دو قسم کے ہیں

ایک ہوتے ہیں اعتقادی منافق، عقیدے کے منافق

اور ایک ہوتے ہیں عملی منافق، ان دونوں میں فرق ہے۔

☆اعتقادی منافق

وہ ہیں جو عقیدے کے منافق ہوتے ہیں مثلاً منہ سے یا زبان سے تو اللہ اور اس کے رسول کو مان لیا لیکن دل سے اقرار نہ کیا اور دل اسی طرح، اندر سے یہی کہا کہ میں نے کونسا کلمہ دل سے پڑھا ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھ لیا ہے اسے کہتے ہیں اعتقادی منافق، عقیدے سے منافق۔

اور دوسرا ہے جسے کہتے ہیں **عملی منافق** یعنی دل سے زبان سے تو اقرار کر چکا ہے لیکن ابھی اعمال اس کے نیک بندوں جیسے نہیں ہوئے، نماز کی پابندی حاصل نہیں ہے۔

حضورﷺ نے اس کی چار علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ عملی منافق کی چار علامتیں ہوں گی

۱) جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا۔

۲) وعدہ کرے گا تو توڑ دے گا۔

۳) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے گی تو وہ اس امانت میں ضرور خیانت کرے گا۔

۴) اگر اس سے جھگڑا کرو گے تو وہ گالی گلوچ پہ اتر آئے گا۔

یہ چار علامتیں حضورﷺ نے عملی منافق کی بیان فرمائی، علماء فرماتے ہیں کہ آج کے دور میں اعتقادی منافق نہیں ہے یہ صرف حضورﷺ کے دور میں پائے جاتے تھے یہ لوگ اس دور میں موجود تھے کہ بہت سارے لوگ اس لئے کلمہ پڑھ لیتے کہ چلو ہمارا اپنا قبیلہ ہے یا کل کو کوئی فتح حاصل ہو گی یا کل کو اللہ بہت بڑا اکرم اور فضل کرے گا تو چلو ہم بھی حضورﷺ کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ وہ کرم پالیں گے تو اس لئے کلمہ پڑھ لیتے تھے اور بعد میں پھر دل سے وہ کفر میں ہی رہتے تھے، یہ صرف حضورﷺ کے دور میں ہی تھا لیکن آج کے دور میں اعتقادی منافق نہیں پائے جاتے ہم لوگ جتنے بھی آپ دیکھتی ہیں جو گناہگار بھی نظر آتے ہیں لیکن وہ کبھی بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں اللہ کے نبی پہ ایمان نہیں لایا، وہ ضرور یہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ اور رسول سے بہت ہی پیار ہے میں ان کے آخری نبی ہونے پہ ایمان پہ میں پورا مستحکم ہوں، لیکن ان کے اگر آپ اعمال دیکھیں تو ان کے اعمال اس بات کا چیخ چیخ کر اعلان کرتے ہیں کہ یہ شخص منافق ہے، جھوٹ بولنا، امانت میں خیانت کرنا، اسی طرح نمازوں کو چھوڑنا اور اسی طرح نیکی کے تمام اعمال کو اس طرح نہ لینا جس طرح لینا چاہئے اس لئے منافقت کی دو قسمیں میں نے بیان کر دی اس آیت کو پیش کرنے سے پہلے، آیئے اب ہم اس آیت کی گفتگو میں آتے ہیں وہ تمام گفتگو جو اللہ نے اس میں بیان کی ہے بہت اعلی ہے

سب سے پہلے تو اللہ نے فرمایا کہ یہ منافق جو ہیں یہ دھوکہ دے رہے ہیں ور سمجھتے ہیں کہ ہم زبان سے اقرار کر کے دل سے چونکہ ہم نہیں مانتے ہیں تو اس لئے ہم نے اللہ کو دھوکہ دے دیا ہے تو ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے وہ تو دلوں کی باتیں خوب جانتا ہے وہ تو پتھروں کے نیچے ہزاروں سینکڑوں کڑوڑوں کی تعداد میں جو سمندروں کی چٹانوں کے پیچھے بھی مخلوق موجود ہے تو وہ تو ان کے دل کی بھی باتیں جانتا ہے تو یہ تو پھر اس کے سینے پہ چل رہی ہے تو اس لئے اللہ فرما رہا ہے واضح کہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں حالانکہ اللہ پاک کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا، وہ فرما رہا ہے کہ میں ان کو سزا دوں گا جو یہ سمجھتے ہیں کہ میں دھوکے میں آ رہا ہوں تو میں اس کی سزا دوں گا انہیں کہ انہوں نے میرے بارے میں یہ عقیدہ رکھا ہوا ہے کہ ان کو کیا پتہ

ے زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

تو یہ واضح ہے کہ اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا **اللہ خیر المکرین** کہ اللہ پاک اس پہ آ جائے تدبیر کرنے پہ آ جائے تو وہ بڑی اعلی تدبیر کر سکتا ہے اس کی تدبیر بڑی اعلی ہے یہاں تک گفتگو کرنے کے بعد اللہ پاک نے منافقوں کی بہت بڑی جو ہے علامت بیان کر دی **وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ** جب وہ لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ **قاموا کسالی** ۔تو بڑی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں، نماز ان پہ بڑی بھاری ہے، بہت مشکل ہے ان کے لئے اور یہ نماز جو ہے اسی لئے آقاﷺ کی یہ حدیث موجود ہے

نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔

مسلمان اور کافر میں فرق نماز کا ہے کہ وہ نماز پڑھتا ہے اور صحیح پڑھتا ہے اور یہ پڑھتا بھی ہے تو، یا تو پڑھتا ہی نہیں اور پڑھتا بھی ہے تو غلط پڑھتا ہے تو **قَامُوْا كُسَالٰى** کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں ان کا دل نہیں ہوتا کھڑے ہونے میں، نماز اتنی اہمیت رکھتی ہے اور نماز کا موضوع اتنا اعلی ہے کہ اس پہ تقریبا قرآن پاک کی ڈھائی ہزار ساڑھے سات سو تقریبا قرآن پاک کی تقریبا ساڑھے سات سو آیات اس پہ نازل ہوئی اور حضورﷺ کی ڈھائی ہزار احادیث نماز کے موضوع پہ ہیں اتنا نازک معاملہ ہے اسی لئے دیکھیں کہ اللہ پاک نے نماز کو فرق کے لئے بیان کیا کسی اور عمل کو کیوں نہیں بیان کیا، اللہ کسی اور عمل کو پیش کرسکتا تھا حج کو پیش کرسکتا تھا روزے کو پیش کرسکتا تھا، اللہ پاک قرآن کی تلاوت کو پیش کر سکتا تھا سوقسم کے اور اعمال ہیں لیکن اللہ نے نماز کو پیش کر کے دونوں کا فرق بیان کیا ہے، اس سے پتہ چلا کہ نماز کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کو چھوڑنا کسی بھی صورت روا نہیں، نماز نہیں چھوڑی جاسکتی یہ واحد عبادت ہے جس عبادت کو ہر حالت میں ادا کرنے کی پابندی ہے، حج آپ نہیں کریں گے نہیں پیسے ہوئے فرض ہی نہیں ہوگا، رمضان میں روزے آ گئے بیمار ہو گئے آپ چھوڑ دیں آپ، کوئی بات نہیں، زکوۃ اگر آپ کے پاس ساڑھے سات تولا سونا اور ساڑھے سات تولہ چاندی ہے، ہی نہیں اور نہ اسکی رقم ہے تو زکوۃ فرض ہی نہیں ہوئی تو پھر بچا کیا، بچی نما یہ واحد عبادت ہے جس کو ہم کسی بھی حالت میں نہ تو چھوڑ سکتے ہیں، نہ تو اس کے اوپر کوئی comments ہیں یہ پڑھنی ہے اور ضرور پڑھنی ہے

حضرت علیؓ نے ایک جملہ کہہ کے حد کر دی

کہ نماز اتنی ضروری ہے کہ اگر میں ڈوب رہا ہوں اور میرے کانوں میں اذان کی آواز آ جائے تو مجھے یقین ہے کہ میں ڈوب جاؤں گا پھر بھی میں نیت کرلوں گا کہ مولا اگر زندہ بچ گیا تو پڑھوں گا، اتنی اہمیت نماز کی اور اس کو اس طرح لیا جائے کہ ناک سے مکھی بھی اڑانا اس کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں اور اس کو اس طرح سے لیتے ہیں کہ پھر کیا ہوا میں نے دو چھوڑی، تین چھوڑی، پانچ چگوڑی، نکلتی چلی گئیں، کئی کئی مہینے ہو گئے کئی کئی سال ہو گئے نماز چھوڑے ہوئے، پتہ نہیں کب وہ دن آئے گا جب ہماری قوم نمازی ہوگی۔

بلکہ قبلہ عالم اللہ ساری رحمت آپ پہ نازل فرمائے بلکہ آپ نے ایک دن ایسا تجزیہ پیش کیا حد کر دی آپ نے آپ نے فرمایا کہ میں نے بڑی تحقیق سے کچھ علماء بیٹھے تھے تو علماء نے بیان کیا تحقیق کے ساتھ کہ اگر آپ پوری دنیا میں مسلمانوں کے سو لوگ ہیں ایک perception ہے وہ مسلمان ہیں ان میں سے ۹۰ فیصد وہ ہیں جو بالکل نماز نہیں پڑھتے ،۹۰ فیصد وہ ناز پڑھتے ہی نہیں انہیں کوئی نماز کی محبت نہیں ہے، کہا ۵ فیصد وہ ہیں جو کبھی کبھی جمعہ پڑھتے ہیں چلو نہ پڑھا تو بڑی بے عزتی ہوگی۔

آقاﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جس نے تین جمعے چھوڑ دیئے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تو اس ڈر سے کسی عالم سے حدیث بھی سنی اور ویسے بھی ڈر لگتا ہے کہ دو چار جمعے نہیں پڑھیں گے تو گھر والے بھی ماریں گے، اللہ سے پیار انہیں کوئی نہیں وہ ویسے ہی جمعہ پڑھ لیتے ہیں اور اس کی علامت ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ عین آخری وقت میں پہنچتے ہیں یعنی جب امام کھڑا ہو کے اللہ اکبر کہہ رہا ہوتا ہے نا وہ تب جماعت میں شامل ہوتے ہیں کہ جمعہ ہمارا اس وقت ہی ہو کہ ہم ایویں ہی دس منٹ ہی دیں اللہ کو، اس سے زیادہ وقت وہ دینا ہی نہیں چاہتے اللہ کو، آپ بتا رہے تھے کہ پانچ فیصد وہ ہیں جو جمعہ پڑھتے ہیں کبھی کبھی، بہت برا حال ہے نماز کے حوالے سے تو اس قدر، میں کیا عرض کروں اس قدر لوگوں نے اس کو ہلکا سمجھا ہوا ہے دیکھیں آقاﷺ کی کتنی واضح حدیث ہے آپﷺ نے ارشاد فرمایا، ان احادیث جن کو میں عرض کرنے لگا ہوں ان کی کوئی explanation کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ واضح حدیثیں ہیں آقاﷺ نے ارشاد فرمایا

جس نے فجر جان بوجھ کے چھوڑی اللہ اس کے چہرے کا نور ختم کر دے گا

جس نے ظہر چھوڑ دی اللہ پاک اس کے رزق سے برکت کو اُٹھا لے گا

جس نے عصر چھوڑ دی اس کے جسم سے طاقت ختم کر دی جائے گی اس کے جسم سے انرجی کھینچ لی جائے گی

اور جس نے مغرب چھوڑ دی اس کے بچے اس کے نافرمان ہو جائیں گے

اور فرمایا کہ جس نے عشاء چھوڑ دی اس کی راتوں کی نیند اُڑا دی جائے گی

اب آپ میرے بیٹو مجھے بتاؤ کہ کیا ہم انہیں مسائل کا شکار نہیں ہیں، ہر گھر میں لڑائی جھگڑے، اب دیکھیں جس نے ایک نماز چھوڑی اب دیکھیں ظہر نہیں پڑھی تو اب وہ نحوست اس کا مقدر ہے، اس کے رزق میں برکت کا جو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ وہ اُٹھ گئی ہے تو وہ ایک دفعہ تو ہو گا، اب دوسرے دن چھوڑ دی تو وہ نحوست دگنی ہو گئی، اب تیسرے دن چھوڑ دی ، پھر چوتھے دن چھوڑ دی، پھر پانچویں دن چھوڑ دی، اب جس نے ایک دن چھوڑی اس کی نحوست اور جس نے ایک سال چھوڑی کیا برابر ہو سکتی ہے نہیں ہو سکتی، وہ نحوست روز بڑھے گی نا multiply ہو گی، اب اسی طرح کسی نے اگر مغرب ایک بار نہیں پڑھی تو یہ طے ہو گیا کہ اس کے بچے ایک دفعہ اس سے بدتمیزی کریں گے یہ طے ہو گیا یہ لکھا گیا کہ ایک بار تو اس کے بچوں کی طرف سے اسے نافرمانی کا سامنا کرنا پڑے گا اور جس نے مغرب چھوڑی، دوسرے دن بھی چھوڑ دی، تیسرے دن بھی چھوڑ دی اور کئی سالوں سے چھوڑی ہوئی ہے آپ اندازہ کریں کہ وہ کیا توقع کرتی ہے اس کے بچے اس کے فرمانبردار ہوں گے جس کی رات کی نیند ایک بار حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عشاء چھوڑی اس کی رات کی نیند اُڑ جائے گی اس کی راتوں کی نیند سے راحت ختم ہو جائے گی گندے خواب آئیں گے برے خواب آئیں گے چین نہیں آئے گا نیند کو اچھی طرح انجوائے نہیں کر پاؤ گے، ایک بار چھوڑی، دوبار، اب وہ کئی سالوں سے، تو کیا سمجھتے ہیں کہ اسے چین آئے گا کسی بھی اچھے بیڈ پہ لیٹ جائے، five star ہوٹل کے کسی کمرے میں بھی اسے سلا دو اسے سکون نہیں آ سکتا اس لئے کہ اس نے اللہ سے جنگ شروع کی ہوئی ہے اس کے نبی نے فرما دیا تھا واضح حدیثیں ہیں اس میں کوئی explanation نہیں ہے، اتنی ضروری عبادت۔

مجدد الف ثانیؒ نے جو بیان کر دیا وہ تو اب اس پہ کیا گفتگو کی جائے آپ نے دو وجوہات بیان کی یاد ہونی چاہئے آپ کو کہ وہ دو وجوہات کیا ہیں نماز ہے تو اس کی دو وجوہات ہیں **There are only two reasons** اس کی کوئی reason نہیں ہے پہلی reason یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ نا عوذ باللہ، استغفر واللہ یہ لکھ کے آپ فرماتے ہیں

پہلی reason یہ ہے جو شخص بے نماز ہوتا ہے حالانکہ اسے پتہ ہے کہ اللہ نے ساڑھے سات سو بار نماز کا حکم دیا ہے اور ڈھائی ہزار بار نبی ﷺ نے حکم دیا ہے اسے یہ علم ہے وہ یہ جانتا ہے لیکن پھر بھی نماز نہیں پڑھتا تو فرماتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول کو جھوٹا سمجھتا ہے، جھوٹ سمجھتا ہے کہ سب جھوٹ، ساڑھے سات سو بار اللہ کہہ رہا ہو کہ نماز بڑی ضروری ہے بڑی ضروری ہے اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے تمہارے بچے تمہارا گھر تمہارا سارہ کرم ہم نے نماز کے ساتھ جوڑا ہوا ہے تم نماز کو توڑ دو گے تو یہ تمام چیزیں ٹوٹ جائیں گی ختم ہو جائیں گی، یہ نماز دین کا ستون بنایا، pillar of deen ہے دین کا ستون ہے اس کے بغیر یہ رہ نہیں پاتا، آپ کے گھر سے ستون نکال دیئے جائیں یہ ہماری چھت سے یہ ستون نکل جائیں یہ چھت نیچے آ گرے گی ٹوٹ جائے گی، فرمایا

الصلوۃ عمادالدین نماز دین کا ستون ہے۔

اسی سے ہم نے ہر شے جوڑی ہوئی ہے اچھا یہ ساری چیزیں اسے پتہ ہے اس کے باوجود وہ نہیں پڑھتی تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو جھوٹا سمجھتی ہے اس کو کوئی اس بات کا ڈر خوف نہیں ہے یہ سب حدیثیں یہ سب آیتیں اللہ معاف فرمائے جھوٹ کا پلندہ ہیں، ایویں بس مولویوں نے باتیں کی ہیں مجھے تو کچھ نہیں ہوا ، میری تو دیکھیں نا ہر کرم ہر فضل میرے پاس ہے ایسا نہیں ہے یہ پہلی وجہ ہے

دوسری وجہ آپ بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں چلو جھوٹا تو نہیں سمجھتی لیکن اللہ اور اس کے رسول کی ویلیو اس کے نزدیک صفر ہے، زیرو ویلیو اس کی نظر میں اس کے کزن اس کے گھر کے کام اس کے دوست اس کے رشتے دار اس کے گھر آئے ہوئے مہمان، اس کا اپنا موڈ اس کا اپنا جسم اس کی اپنی خواہشات زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اللہ اور اس کا رسول صفر اہمیت

رکھتا ہے اسے اپنی ذات اپنے گھر والے، اپنے مہمان، اپنئے کام زیادہ عزیز ہیں اسے اللہ رسول سے کوئی نہیں آپ فرماتے ہیں یہ دو وجہ ہیں بے نماز ہونے کی تیسری کوئی وجہ نہیں ،آپ دنیا میں کسی بے نماز کو اُٹھائیں وہ ان دو میں سے کسی ایک میں شامل ہوگا کہ یا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کو اپنے منہ سے تو نہیں کہتا لیکن وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول جھوٹے ہیں اللہ معاف فرمائے اور دوسرا یہ کہ چلو عمل نہیں ہو رہا لیکن دل میں تو مانتا ہے کہ ہے تو سچ یا رصحیح کہا ہے اللہ نے واقعی پڑھنی چاہئے لیکن نہیں پڑھتا تو اس کا مطلب اس کی نظر میں ویلیو نہیں ہے اللہ اور اس کے رسول کی جو مثال دی وہ بڑی خوبصورت، آپ فرماتے ہیں مثال یہ ہے کہ اگر کسی گلی کے اندر آپ جا رہے ہوں اور آپ کے راستے میں کوئی محلے میں رہنے والا پاگل آجائے کوئی mental, اور اس کا دماغی توازن بھی درست نہ ہو تو وہ آجائے تو آپ سے یہ کہے کہ دیکھو سامنے آگے جاؤ گے تو آگے لڑائی ہو رہی ہے گولیاں چل رہی ہیں اور لوگ ایک دوسرے کو مار رہے ہیں تم ادھر سے جاؤ گے تو تمہیں بھی نقصان ہو جائے گا تو ایسا نہ کرو ادھر سے نہ جاؤ بلکہ تھوڑا سا via لے کر دوسری گلی سے گزر جاؤ جہاں امن ہے جہاں سکون ہے یہاں نہ جاؤ، یہاں آگے تمہاری جان کو خطرہ ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ بتایئے جواب دیجئے میں پڑھنے والوں سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ کیا کریں گے پھر جواب بھی خود ہی دیا کہ انسان کی فطرت یہ کہتی ہے کہ بے شک ہے تو پاگل ہی سہی، ہے تو بیوقوف، ہے تو دماغی طور پہ بھٹکا ہوا شخص لیکن مجھے risk لینے کی ضرورت کیا ہے مجھے risk نہیں لینا چاہیئے میں واقعی آگے جاؤں گا تو مجھے گولی لگ گئی کوئی مسئلہ بن گیا لڑائی ہو رہی ہوئی تو میں نہیں جانتا تو چلو میں دوسری گلی سے نکل جاؤں گا تو وہ اپنی جان کے لئے اس پاگل کی بات پہ یقین کر کے گلی بدل لے گا۔

فرمایا اللہ اور اس کا رسول چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ اس بے نمازی والی گلی میں نہ جاؤ، آگے دوزخ ہے، آگے دوزخ ہے آگے تمہاری زندگی تنگ ہو جائے گی پریشانیوں میں آ جاؤ گے دنیا کی راحتیں ختم ہو جائیں گی یہ چندروزہ مال ہے ہر شے مٹ جائے گی کل کو تمہیں سزا ملے گی فرعون اور ہامان کے ساتھ تمہیں کھڑا کر دیا جائے گا نمرود کے ساتھ تمہارا حشر ہو گا ارے ادھر نہ جاؤ لیکن وہ ایک پاگل کی بات کو اہمیت دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو اہمیت نہیں دیتا، اسے کہتے ہیں بے نماز شخص وہ سور ہوتا ہے نا اس کو بھی آقا ﷺ نے احادیث میں بیان فرمایا کہ یہ بھی جب صبح اُٹھتا ہے تو آسمان کی طرف چہرہ کر کے یہی دعا مانگتا ہے کہ مولا تو نے مجھے اتنا گندا پیدا کیا کہ میں غلیظ چیزیں کھاتا ہوں تو زندہ رہتا ہوں میں جب تک مردے نہ کھاؤں میں زندہ نہیں رہ سکتا مجھے تو نے اتنی گندگی کے ساتھ پالا ہے مجھے گوارہ ہے لیکن مجھے کسی بے نماز کا منہ نہ دیکھا دینا وہ مجھ سے بھی زیادہ گندہ ہے تو اتنی تعلیم جس عبادت کی ہو، اور عبادت سے اس قدر دوری ہو اور کئی کئی نمازیں لوگوں کی چھوٹی ہوئی ہیں کوئی فکر نہیں، مہینے گزر گئے۔

؎ میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفراز میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی

تو آمد برسر مطلب میں اپنے موضوع پہ واپس آتا ہوں **قَامُوْا كُسَالٰى** اللہ نے اسی لئے نماز کو یہاں ذکر کیا کیونکہ نماز بہترین ٹیسٹ ہے اعلی ٹیسٹ ہے یہ

میرے پیرومرشد فرماتے ہیں ایک دن میں نے عرض کی حضور کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ پاک کا قرب آپ کو حاصل ہے مجھے کیسے پتہ چلے گا؟ کہ میرا رب مجھ سے کتنا قریب ہے؟ اس کا کوئی ٹیسٹ ہے تو آپ نے فرمایا بڑا سادہ سا ٹیسٹ ہے میں نے کہا کیا؟

آپ نے فرمایا اپنی نماز دیکھ لو جتنا دل تمہارا نماز میں لگتا ہے بس اتنا ہی خدا تمہارے نزدیک ہے جتنا نماز کے اندر concentration رہتی ہے میں نے پوچھا حضور سب سے اعلی عبادت کیا ہے؟ فرمایا سب سے اعلی عبادت نماز میں رونا ہے؟ نماز میں آنسو بہانا یہ تو صدیاں ہوگئیں ہیں چھوڑ دیا لوگوں نے، نماز میں کون روتا ہے؟ آج، یہ تو نظر آتا ہے کہ نماز میں جاتے ہیں ہم تو لگ رہا ہوتا ہے کہ جی نہیں لگ رہا نماز میں بس نکلو جلدی جلدی یہ سجدے اور جلدی جلدی یہ رکوع اور بس نکل جاؤ۔

کسی طریقے سے ہمارے بزرگ تھے کہ ان کا دل نماز سے نکلنے کو نہیں چاہتا تھا اور ہمارا یہ ہے کہ ہمارا رہنے کو نہیں چاہتا نماز کے اندر، اس پہ کیا عرض کیا جائے یہ دل کے وہ داغ ہیں جو میں دیکھتا ہوں اپنے بچوں میں بھی کالج یونیورسٹی میں بھی اسی طرح شکلیں بتاتی ہیں کہ بے نماز ہے چہرے پہ نا تو نور رہا نا تابنا کیاں رہی، نہ آنکھوں میں وہ چمک رہی، نہ رویہ میں وہ محبت نظر آتی ہے پتہ چلتا ہے کہ سر سے پاؤں تک بے نماز ہے گندگی کا پلندہ ہے تو ہماری جو نوجوان نسل ہے اس کا تو اللہ ہی حافظ ہو چکا ہے اس وقت نماز کے حوالے سے، شاذو نذر نظر آتی ہے کوئی، اور پھر **نماز کے اندر ایک اور چیز بھی ہے جس کو سجدہ کہتے ہیں**

بزرگوں نے فرمایا کہ

جو نماز میں لمبے سجدے کرتے ہیں اللہ پاک ان کی قربت کا خود مشتاق ہوتا ہے کہ یہ بندہ کب مجھے سجدہ کرے گا جو لمبا سجدہ کرتا ہے

آج تو لمبا سجدہ بھی چھوڑ گئے ہیں لوگ، بس اسی طرح مصروفیات اتنی گہری کر دی گئی کہ نماز کی ہوش ہی نہیں تو اس لئے بہترین ٹیسٹ ہے آپ کے ایمان کا، میں یوں کہوں گا کہ اگر آپ اپنی کسی بھی عبادت کو دیکھنا چاہئیں تو آپ اپنی نماز دیکھ لیں آپ کی نماز بتادے گی کہ آپ کی عبادات کیسی ہیں تو اللہ نے یہاں لکھا **قَامُوْاکُسَالٰی** بے دلی سے کھڑے ہوتے ہیں اتنا بوجھ محسوس ہوتا ہے انہیں نماز پڑھنا کہ دل کرتا ہے کہ اللہ کرے نہ ہی پڑھنی پڑھے اور بعض تو اذان سے بھی الرجک ہوتے ہیں اور میں نے کہتے سنا لوگوں کو کہ مولویاں نوتے بس چین ہی نہیں، اتنی اذانیں دیتے ہیں تو اذان سے بھی الرجک ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے ایمان کی کیا حالت ہے آپ خود سوچ سکتے ہیں **قَامُوْاکُسَالٰی** کھڑے تو ہو جاتے ہیں لیکن بے دلی کے ساتھ اور وہ بھی عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ **یُرَآئُوْنَ النَّاسَ** وہ لوگوں کو دیکھانے کے لئے کھڑے ہوئے خود نہ تو ان کا جی چاہتا ہے ، اور ان کو آپ اکیلے چھوڑ دیں تو وہ پوری پانچ کی پانچ نہیں پڑھیں گے یا کوئی ایسا شخص آ گیا جو انہیں مجبور کر رہا ہے کہ یار آؤ چلو تو پھر وہ اس کو دکھانے کے لئے نماز پڑھیں گے کہ پیر صاحب آ گئے ہیں یا کوئی نیک شخص آ گیا ہے تو اس کے سامنے بندہ بے نماز ہو جائے تو بے عزتی بڑی ہوتی ہے یا چلو عمرے پہ چلے گئے ہیں اب بندہ وہاں نماز نہ پڑھے تو وہ بھی بڑی بے عزتی تو لہذا **یُرَآئُوْنَ النَّاسَ** وہ تو ریا کاری کر رہے ہیں، یہ ریا کاری جو ہے لوگوں کو دیکھانے کی جو ایک عادت ہے یہ بھی بڑی زبردست بیماری ہے، یہ بیماری ہے بہت بڑی کہ آپ لوگوں کو دیکھانے کے لئے کریں کیسا مرض ہے جو آپ کے دلوں کے اندر اتنا خفیہ ہوتا ہے کہ پتہ نہیں چلنے دیتا، اصل میں آپ لوگوں کو دیکھا رہی ہوتی ہیں آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا، حدیث سنیئے اور گھوٹ کے پی جایئے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

مجھے اپنی امت سے شرک کا ڈر نہیں ہے کہ میری امت کبھی مشرک نہیں ہوگی کبھی بتوں کو نہیں پوجے گی میری امت کبھی شرک نہیں کرے گی لیکن میری امت میں شرک خفی رہے گا خفیہ شرک رہے گا، چھپا ہوا شرک رہے گا تو پوچھا حضور یہ چھپا ہوا شرک کیا ہے فرمایا لوگوں کو دیکھانے کے لئے عبادت کرنا اسے چھپا ہوا شرک کہتے ہیں اور اس کی **ایک واضح علامت ہوتی ہے اور آپ بھی اپنے آپ کو دیکھ لیا کریں کہ جب کوئی نیک انسان آپکے قریب آئے یا اللہ والا قریب آیا ہے آپ کے اس وقت اگر آپ کو اپنی حالت بدلنی پڑ رہی ہے تو سمجھ لیں آپ ابھی بھی اس کاملیت تک نہیں جا سکیں جو نیک بندوں کی کاملیت ہوتی ہے** حالت بدلنی پڑتی ہے مطلب آپ پہلے سے کسی غلط حالت میں تھیں لیکن جونہی کوئی نیک شخص آیا والد صاحب آ گئے تو سیدھے پدرے ہو جاؤ، دوپٹہ پکڑو، سارا کچھ صحیح کرو، بند کرو ٹی وی مطلب آپ نے حالت بدلنے کی کوشش کی

Its mean that there is something wrong

کچھ غلط ہو رہا تھا وہ بندہ وہاں آیا تو اب آپ نے وہ غلط شے کو بدلنے کی کوشش کی ہے تو پتہ چلا کہ آپ نے منافقت کی ہے اور یہ شرک خفی تھا کہ آپ نے دکھانے کے لئے دوپٹہ اوڑھ لیا، اس کو دیکھانے کے لئے چینل بدل دیا، اس کو دکھانے کے لئے آپ نے گفتگو کہیں اور شروع کر دی حالانکہ دل آپ کا نہیں چاہ رہا تو ایسی عبادت کو گندے کپڑے کی طرح لپیٹ کے انسان کے منہ پہ مار دیا جاتا ہے کہ کسی اور کے لئے نیکی کی جائے۔

امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت کے اندر ایک جملہ لکھا ایک گفتگو کی ہے جو یقیناً ہم سب کے لئے بہت اعلیٰ گفتگو ہے

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کے ہاں جب اعمال پیش ہوتے ہیں تو اللہ پاک اس کو بڑی ترتیب سے فرشتے پہلے آسمان پہ اس کو لے کے جاتے ہیں جب بھی کوئی نیکی کا عمل بالفرض آپ ابھی درس قرآن لے رہی ہیں ہم اسی کو مثال لے لیتے ہیں کہ یہ درس قرآن ہم لے رہے ہیں قرآن سمجھ رہے ہیں اور یہ عمل ہے اور اس کا ثواب فرشتے اُٹھا کے پہلے آسمان پہ جب لے جاتے ہیں تو پہلے آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں کہ جس حالت میں یہ عمل کیا گیا کیا یہ مومن تھا، کیا یہ کوئی کافر تو نہیں تھا اس نے کلمہ پڑھا ہوا تھا تو جواب آتا ہے. جی

یہ مسلمانوں کا ہے کلمہ پڑھنے والوں کا ہے تو پہلا دروازہ آسمان کا کھول دیا جاتا ہے وہ عمل دوسرے آسمان پہ داخل ہوتا ہے اور پہلے آسمان کے سارے فرشتے اس عمل کو لے کے دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں وہاں پہ یہ پوچھا جاتا ہے کہ جب یہ عمل کیا گیا کہ کیا اس وقت یہ شخص بے وضو تو نہیں تھا، باوضو تھا پاکی کی حالت میں تھا جہاں بیٹھا ہوا تھا وہ جگہ پاک تھی، ماحول پاک تھا، گندی جگہ یا گندے لباس میں تو نہیں پڑھا گیا، جواب آتا ہے نہیں باوضو اور اچھے ماحول کے اندر اور صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھتے ہوئے یہ عمل کیا گیا تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے تو پھر دوسرے آسمان سے وہ عمل بلند ہوتا ہے اور تیسرے آسمان تک پہنچتا ہے، تیسرے آسمان پہ بھی فرشتے پوچھتے ہیں کہ جب یہ عمل کیا گیا اس وقت کیا اس کے جو الفاظ ہیں وہ صحیح بولے گئے ہیں کیا غلط الفاظ تو نہیں پڑھے گئے، الفاظ کی ترتیب ٹھیک تھی، کیا اس کے اندر کچھ changing یا بدلاؤ تو نہیں پیدا کیا گیا تو جواب آتا ہے نہیں اعلیٰ لفظوں کے اندر اسے پڑھا گیا، صحیح پڑھا گیا غلط نہیں پڑھا گیا، ٹھیک الفاظ بولے گئے تو فرمایا اس کو اُٹھاؤ، تیسرے آسمان سے چوتھے آسمان تک بلند کر لیا جاتا ہے اس طرح چوتھے سے پانچویں، پانچویں سے چھٹے، جب ساتویں آسمان پہ پہنچتا ہے تو اس کے بعد فرشتے اس کو اللہ کے عرش تک پہنچانے کے لئے سارے آسمانوں کے فرشتے بلند ہوتے ہیں اور نور کے تشت کے اندر وہ عمل رکھ کے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ یہ سارے ٹیسٹ پاس کر کے آیا ہے اب تیرے پاس آ گیا ہے مولا تو قبول فرما لے تو جواب آتا ہے کہ نہیں فرشتوں یہ جس نے کیا ہوا ہے جاؤ جا کے گندے کپڑے میں ڈال کے اس کے منہ پہ دے مارو ہم اسے قبول نہیں کریں گے جواب آتا ہے مولا ہم ہر شے دیکھ کے آئے ہیں یہ ساتوں آسمانوں سے چیک ہو کے آ رہا ہے، فرمایا تو اس کے ظاہری اعمال کو دیکھ سکتا تھا لیکن تیرا رب اس کے دل کو دیکھ رہا تھا، اس کا دل جب وہ یہ عمل کر رہا تھا میرے لئے نہیں تھا وہ کسی اور کے لئے بیٹھا ہوا تھا لہذا ہمیں اس عمل کی کوئی حاجت نہیں جو ہمارے لئے نہ ہو۔

لہذا بیٹو، آپ نماز ضرور پڑھیں لیکن اللہ کے لئے ، اپنی کسی دعا کے لئے نہیں، آپ نیکیاں ضرور کریں لیکن کسی اپنے مسئلے کے لئے نیکیاں نہ کریں، لوگوں کے اوپر چند مسئلے پریشانیاں آ جاتی ہیں تو وظیفے شروع کر دیتے ہیں تسبیح تے تسبیح تر تسبیح، جونہی وہ کام ختم ہوا ساتھ ہی وظیفے بھی گئے یہ نہیں ہے۔

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے ہو جو بے خبر تو جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

یہاں تو جزا کی تمنا بھی نہیں ہے اس قدر جو ریاکاری ہے وہ گندہ مذہب ہے، اور ۹۹ فیصد لوگ اس میں پھنسے ہوتے ہیں لوگوں کو دیکھانے کے لئے کرتے ہیں اور بس اندر سے ایک جیسے کولہوں کا بیل ہوتا ہے نا اس کو عادت ہوتی ہے کہ وہ ایسے ہی گول دائرے میں پھرتا رہتا ہے تو ایسے ہی بعض لوگوں کو نماز پڑھنے کی عادت ہوتی ہے کوئی اللہ رسول سے پیار والا معاملہ نہیں ہوتا ہے، محبت والا معاملہ نہیں ہوتا کم ہوتا ہے بس اب عادت پڑی ہے تو نماز پڑھتے ہیں چلو نماز پڑھتے ہیں تو اسے کہتے ہیں ریاکاری، بہت غلیظ مرض ہے دعا کریں کہ اللہ آپکو اس سے بچالے اور جو لوگ نیک ہوتے ہیں نا نمازی ہوتے ہیں ان کے اوپر تو یہ بہت بڑا حملہ کرتا ہے ریاکاری، جو لوگ سٹیج پہ بیٹھے ہوتے ہیں خاص طور پہ یہ نعت خواں حضرات ہمارے، یہ قاری حضرات الا ماشاء اللہ یہ سارے تو نہیں لیکن زیادہ تر ریاکار ہوتے ہیں ایسا شعر بار بار پڑھتے ہیں کہ لوگ زیادہ پیسے لٹائیں زیادہ واہ واہ کریں تو کیا ہو رہا ہے بھئی پھر تیری رضا تو لوگوں کی رضا ہوئی اور اللہ رسول تو گئے نا، ایسی نعت پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جس پہ زیادہ سبحان اللہ کہی جائے، کیا کر رہے ہو تو پھر اللہ رسول کدھر گئے زیادہ تر ہمارے جو اس طرح کے طبقے کے لوگ ہیں ریاکاری سے بچ نہیں سکتے ان سے بچتا کون ہے جو کسی نیک بزرگ کی خدمت اور صحبت میں رہے وہ ریاکاری سے بچ جاتا ہے کیونکہ اس کو طریقے سیکھائے جاتے ہیں کہ کس طرح تم نے ریاکاری سے بچنا ہے وہ طریقے اس سے سیکھ کے وہ ریاکاری سے بچتا ہے۔

آپ ذرا سی نیک ہو جائیں گی ساتھ ہی دل میں خیال آیا کہ اچھا اب میں جاؤں گی تو مجھے صوفہ پیش ہو گا نا میں جاؤنگی تو مجھے کوئی پھولوں کا ہار بھی دے گا نا میں جاؤں گی تو مجھے کوئی پیپسی پانی پیش کرے گا نا، تو ریاکاری آ گئی تو مارے گئے ختم ہو گیا سب کچھ وہیں زیرو ہو گیا، آپ حج کر کے واپس آئی ہیں اور دل میں تمنا ہے کہ ابھی لوگ آئیں گے اور مبارکباد دیں گے مجھے تو کیا ہوا حج کدھر گیا، سب صفر ہو گیا، آپ نے اچھی گفتگو کی ہے اچھی نعت پڑھی ہے اچھی تقریر کی ہے اب اتری ہیں سٹیج سے تو دل میں خیال آیا ہے کہ ابھی جاؤنگی تو ساری مجھے کہیں گی کہ کیا بات ہے آج تو مزہ آ گیا، آج تو حد کر دی تم نے، there is not entry , a single entry بھی نہیں ہوئی آپ کے نامہ اعمال میں جس کو آپ لوگوں کے لئے کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے چونکہ ایسی تربیت نہیں ہوتی ایسی چیزیں discuss نہیں ہوتی تو لہذا بہت بڑے بزرگ بھی، ستر اسی سالوں سے نماز پڑھنے والے بھی اس مرض کا شکار ہوتے ہیں آپ ذرا ان کی تعریف کر کے دیکھیں وہ آسمانوں پہ چڑھ جائیں گے اور ذرا ان کی تنقید کر کے دیکھیں وہ آپ کی بے عزتی کرنے

لگ جائیں گے اس لئے کہ وہ کرہی لوگوں کے لئے رہے ہیں وہ لوگوں کے لئے کرر ہے ہیں لوگوں نے تعریف کی تو وہ راضی ہو گئے اور جونہی لوگوں نے ذرا بھی تنقید کی تو اس کے دوالے ہو گئے کہ تینوں کی پتہ، اس لئے کہ وہ لوگوں کے لئے ہور ہا تھا، میرے بیٹوں اس کی علامت یہ ہے کہ آپ نیکی کرتے چلے جاؤ، نہ سردی کی پرواہ، نہ گرمی کی پرواہ، نہ تعریف کی پرواہ، نہ تنقید کی پرواہ، نہ کسی کے اچھا کہنے کی پرواہ، نہ کسی کے برا کہنے کی پرواہ، وہ عمل تو صرف اللہ کے لئے کہ مولا تو جانے اور یہ عمل جانے، ہم خود نہیں جانتے کہ ہمارے ساتھ کیا ہورہا ہے اتنا برا مرض ہے یہ، پیر سب سے زیادہ اس کے شکار ہیں عالم دین لوگ سب سے زیادہ شکار ہیں یہ سارے celebreties یہ سارے ناچ گانے والے گندے لوگ، دنیا کے مال اور دنیا کی تعریف کے لئے ہر شے کرنے کو تیار، میری movie hit ہو جائے اس کے لئے مجھے ہر قسم کا لباس پہنا دو میں پہنوں گی، یہ سب دنیا کا مال ہے دنیا کی تعریف کے معاملات ہیں اس کا کوئی آخرت کے ساتھ تعلق نہیں ہے اور اس طرح لاکھ قرآن کا نماز کا بہترین عادی بن جائے لیکن اگر اسے لوگوں کی تعریف کی پرواہ ہے تو اس کو کوئی قرآن سے نیکی نور نہیں ملا، یہ صرف اسے حاصل ہوا جس کا دل ان تمام چیزوں سے پاک تھا اسے کچھ بھی نہیں چاہئے اسے صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا چاہئے۔

؎ تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

مجھے تو صرف یہ چاہئے مولا کہ تیرے عشق کی انتہا مل جائے، میں ثواب کی نیت بھی نہیں کرتا، سنیے حضور ﷺ نے ایک بات ایسی بیان کر دی اس حوالے سے جو میں شاید عرض کر دوں تو سمجھ بہتر آجائے گی، **آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ**

جب کوئی نیکی کا عمل کرے اور اس کی تمنا دنیا کے لئے کرے تو اللہ کی نظر میں وہ مخنث ہے وہ اللہ کی نظر میں مخنث کی طرح ہے جو نیکی کا عمل دنیا کی طلب کے لئے کرتا ہے وہ مخنث ہے خواجہ سرا جسے کہتے ہیں وہ وہ ہ اور فرمایا جو آخرت کے لئے کرے ، جنت کے لئے کرے تو اللہ کی نظر میں وہ عورت ہے اور جو نیکی اس لئے کرے نہ دنیا کے لئے نہ جنت کے لئے، وہ اس لئے نیکی کر رہا ہے کہ اپنے رب کے لئے تو فرمایا کہ اللہ کی نظر میں مرد وہی ہے اسے مرد کہتے ہیں جو نیکی اپنے رب کے لئے کرتا ہے

؎ جنت میں بھیج دے یا دوزخ میں ڈال دے بس جلوہ دیکھا کے حسرت نکال دے

مجھے نہیں پرواہ مولا کہاں بھیجے گا تو، مجھے تو یہ پسند ہے کہ مجھے تو اپنا جلوہ دیکھائے گا

؎ ڈر دوزخ دا بدکاراں نو، نہ جنت نیکوکاراں نوں جھیڑا قیدی تیریاں زلفاں دا، او جنت دوزخ کی جانے

تو یہ اعمال جو ہیں جب تک آپ پاک نہیں کر لیتے یہ دو لفظ لکھے اللہ نے لیکن اس کے اندر پوری کہانی ہے کہ لوگوں کی نظر میں آپ بڑے بننے کے لئے کیا کیا اعمال کر رہے ہیں اللہ کو یہ پسند نہیں (اللہ اکبر) اور یہ مریدوں پہ ریاکاری بڑا حملہ کرتی ہے وہ بھی ریاکاری کے طور پہ بعض چیزیں اپنا لیتا ہے تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جن کے دل پاک ہوں وہ چاہے جوتیوں پہ ہی کیوں نہ بیٹھے ہوں اللہ پاک انہیں فیض پہنچا دیتا ہے، وہ ریاکاری کی بدولت اگلی صفوں پہ ہی کیوں نہ ہوانہیں کچھ نہیں حاصل ہوتا، یہ ملتا ہے تو پاک دل والوں کو تو فرمایا ہے **يُرَآءُوْنَ النَّاسَ** لوگوں کو دیکھانے کے معاملات ہیں اور ان کا کوئی تعلق میرے ساتھ نہیں ہے

وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا

آیت ختم کر دی لیکن حد کر دی، حد کر دی، فرمایا چلو میرا ذکر تو کرتے ہیں لیکن قلیلا بہت تھوڑا ذکر کرتے ہیں بہت کم ٹائم دیتے ہیں میرے ذکر کے لئے تھوڑا ٹائم دیتے ہیں حالانکہ سہولتیں انہیں میں نے زیادہ دی ہیں لیکن میرا وقت کم ہے آپ اندازہ کیجئے کہ جو اگر ایک شخص کو ۷۰ سال عمر ملے اور بزرگوں نے لکھا کہ جب سے وہ بالغ ہوا ہو، ایک عورت تقریبا ۹ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہے اور مرد تقریبا ۱۱ سال یا ۱۰ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے اس وقت سے لیکر اگر کوئی اپنی زندگی کے آخری دن تک پانچ نمازیں پڑھتا چلے جائے ہر روز پانچ نمازیں پڑھے اور کوئی نماز نہ چھوڑے تو ستر سالوں میں سے صرف تین سال بنیں گے جو نمازوں کا وقت اگر اکھٹا کیا جائے تو ۷۰ سالوں میں سے صرف تین سال اس نے اللہ کو دیئے تو ۲۴ گھنٹوں کا وقت اگر محیط کر کے اگر calculation کی جائے تو بزرگ فرماتے ہیں کہ ۷۰ سالوں میں سے صرف تین سال اللہ کو دیئے ۶۷ سال اس نے خود

انجوئے کئے ہیں اس نے اس کی دی ہوئی زمین استعمال کی ہے اور اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھایا ہے اس کا دیا ہوا کپڑا پہنا ہے اس کی دی ہوئی اولاد استعمال کی ہے اس کی دی ہوئی سانسیں لی ہیں اس کا دیا ہوا دل استعمال کیا ہے ہر شے استعمال کی ہے لیکن صرف اس کو کتنے دیئے ہیں تین سال، کیا یہ enough ہیں، کیا یہ کافی ہیں کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں کوئی بڑی عظمت کا باعث بن جائیں ہرگز نہیں اس لئے اللہ فرما رہا ہے کہ اس نے ذکر تو کیا ہے میرا **قَلِيلًا** لیکن بہت تھوڑا کیا ہے، بہت کم کیا ہے، میرے ساتھ زیادتی کر گیا یہ، یہ صحیح نہیں میرے ساتھ زیادتی کر گیا ہے، میں نے زیادہ دیا تھا اسے، لیکن یہ میرے ساتھ زیادتی کر گیا ہے ایک تو کھڑا ہوتا ہے کاہلی کے ساتھ سستی کے ساتھ، جی نہیں چاہتا اور پھر لوگوں کو دیکھانے کے لئے کر دیا، اتنا تھوڑا عمل، آپ اندازہ کریں کے جسے رب قلیل کہہ رہا ہو، کتنا تھوڑا ہوگا، میں اور آپ جسے قلیل کہیں تو ہوسکتا ہے اس کی مقدار بنتی ہے جس کو خدا قلیل کہہ دے، جو دے رہے ہے ہی تھوڑا تو کتنا تھوڑا ہوگا اندازہ نہیں ہوسکتا، دیکھیں ایک چھوٹی سی آیت کے اندر اللہ نے ہماری زندگیوں کے سارے کالے چھٹے کھول دیئے ہیں، نازل تو یہ منافقین کے لئے ہوئی لیکن یہ آج کے دور کے مسلمانوں کے لئے ۱۰۰ فیصد سوٹ کرتی ہے، یہ آیت ہم سب کے لئے ہے۔

تو آیئے اس سے اگلی آیت کی طرف چلتے ہیں جو آج ہم نے پڑھنی ہے **صفحہ نمبر ۴۰۸، آیت نمبر ۱۴۵، اللہ نے ارشاد فرمایا** اس سے پچھلی آیت اسی موضوع پہ ہے جو ابھی میں نے بیان کیا وہی pattern تھا لہذا میں نے اس کو تھوڑا skip کیا ہے آپ کو اس پہ اسائنمنٹ مل جائے گی، لیکن یہ آیت جس پہ میں نے گفتگو کرنی ہے یہ ضروری ہے

فرمایا

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِى الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ‌ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ نَصِيۡرًا ۝

ترجمہ:

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور ان کا کوئی مددگار ہرگز نہیں ہوگا

یہ جو دوروخہ پن ہے نا دومنہ والے لوگ، یہ اللہ کو سخت ناپسند ہیں اور اس کا اظہار اللہ نے اس آیت میں کیا، اس کا اظہار کیا گیا کہ دومنہ والے کسی کے سامنے کچھ ہوتے ہیں، کسی کے سامنے کچھ ہوتے ہیں، ہر وقت، خاص طور پہ خواتین کا تو معاملہ بہت ہی نازک ہے ان کے دو نہیں چھ چھ منہ ہوتے ہیں، گھر والا منہ کوئی اور ہے، کالج والا کوئی اور ہے، دوستوں والا کوئی اور ہے والدین والا کوئی اور ہے، کزنوں کے سامنے اور ہوتی ہیں لہذا کتنے کتنے منہ لوگوں نے بنائے ہیں اور کتنے لوگوں کو satisfay کر رہے ہوتے ہیں تو ایسی حالت اللہ کو سخت ناپسند ہے اس کا اظہار اللہ نے اس آیت میں کیا کہ اتنے یہ منافق ہیں نا جو اس دین کو پوری طرح اپناتے نہیں ہیں، جی چاہا تو چھوڑ دی نماز، جی چاہا تو پڑھ لی، جی چاہا تو ذکر شروع کر لیا، جی چاہا تو کئی کئی مہینے ذکر نہیں کیا، بڑا دل چاہا کسی نے زور لگایا تو درس قرآن میں پہنچ گئیں نعرے مارتے ہوئی اور پھر مہینہ پورا پتہ ہی کوئی نہیں، یہ جو fluctuation ہے نا اسے منافقت کہا جاتا ہے یہ جو دین میں fluctuations آتی ہیں نماز دو ہفتے پڑھی اس کے بعد چھ ہفتے پتہ ہی کوئی نہیں، درود شریف کا ذکر کیا دو چار دن کیا پھر چھوڑ دیا، جو اپنے دین میں fluctuate ہوتے رہتے ہیں جلتے بجھتے رہتے ہیں یہ ان لوگوں کے لئے ہے کہ میرا دین اس لئے نہیں تھا کہ تمہارے لئے جس طرح لوگوں نے موم کی ناک بنائی ہوئی ہے نا جدھر مرضی موڑ کے اونچی کر لو، نیچی کر لو نہیں تو دائیں کر لو نہیں تو بائیں کر لو، نماز کا وقت ہو گیا ہے کوئی بات نہیں جانے دو میں قضا پڑھ لوں گی، اپنی مرضی شروع کی ہوئی ہے کبھی جی چاہا تو فرض پڑھ کے بھاگ گئی، کبھی جی چاہا تو پوری نماز بڑی ہی تسلی سے پڑھی تو یہ کیا، یہ fluctuation کیوں ہے چلو کوئی مجبوری ہو کوئی بہت بڑا معاملہ بن جائے تو fluctuation آسکتی ہے کہ نہیں پہنچ سکا لیکن اگر آپ دین کو اس طرح لے کر چلتے ہیں تو اس کو منافقت کہا جاتا ہے بزرگوں نے اس آیت کی روشنی میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ نے ایسے لوگوں کے لئے سزا تجویز کی ہے وہ بڑی خوفناک ہے کیونکہ ایسا شخص بڑا نقصان دہ ہے دین کے لئے کیونکہ لوگ جب اسے دیکھتے ہیں نا تو پھر لوگ بھی اسے دیکھ کے کہتے ہیں چلو ہم بھی ایسے کریں گے تو بات بن جائے گی وہ دوسروں کو بھی لے ڈوبتا ہے

؎ خود تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے

تو ایسا شخص بڑا ہی خطرناک ہوتا ہے جو نیم حکیم ہوتا ہے،

؎ نیم حکیم خطرہ جان نیم ملاّ خطرہ ایمان

بھئی نماز کے اوپر کوئی کمپرومیز نہیں بھئی نیکیوں کے اوپر کوئی کمپرومیز نہیں اپنے پردے پہ اپنے دین پہ کوئی کمپرومیز نہیں

you have to strict on that ٹھیک ہے یہ میرا دین ہے میں نے اس پہ عمل کرنا ہے فرمایا ہم نے جوان کو سزا دی ہے وہ بڑی خوفناک بڑی خطرناک ہے ۔**اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ** بے نمازیوں کی الگ دوزخ ہوگی جو روزے کے چور ہوں گے ان کی الگ ہوگی، زکوۃ کے چوروں کی الگ ہوگی، سود خوروں کی الگ ہوگی، زانیوں کی الگ ہوگی، شرابیوں کی الگ ہوگی، سب کی دوذخیں الگ ہوں گی لیکن جو منافقین جو ہوں گے وہ ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں رکھے جائیں گے **الْاَسْفَلِ مِنَ النَّار** ہم انہیں دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں پھینکیں گے کہ جہاں سے دوزخ بھی خود پناہ مانگتی ہے کہ مولا اتنی خطرناک حصہ تو نے میرے اندر شامل کر دیا ،تو اس جگہ پہ اللہ فرما رہا ہے کہ میں اس جگہ منافقوں کو پھینکوں گا، جنہوں نے جو ہے ڈیڑھ اینٹ کی مسیت الگ بنائی ہوتی ہے، ہر چیز اپنی ہی مرضی سے لے کر چلتے ہیں، عام طور پہ بندہ جب زیادہ پڑھ لکھ جاتا ہے نا، ایک سن لو بات، جب بندہ زیادہ پڑھ لکھ جاتا ہے تو اس وقت اس کے اندر یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں پھر وہ اپنے حساب سے چلتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں پڑھا لکھا بندہ، میں یونیورسٹی کا لجز بہترین لہذا وہ اپنے mind سے چلتا ہے پھر اور اسلام کے اصولوں کو پھر اپنے موڈ کے ساتھ جوڑ دیتا ہے پھر

میں نے ایک بزرگ کو دیکھا سفر پہ تھے ہم، پینٹ کوٹ پہنا ہوا انہوں نے، برا معتبر سا ان کا خلیہ تھا گاڑی سے اترے سفر میں تو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے تو ان بزرگوں نے وہیں کھڑے ہی نا، وضو کے لئے اس پہ نہیں بیٹھے جو جگہ بنی ہوتی ہے، وہیں کھڑے وہ کے انہوں نے جلدی سے وضو کیا اور گیلے ہاتھ اسی طرح بوٹوں پہ پھیر دیئے، بوٹ نہیں اتارے نہ جرابیں اتاری تو میں نے دیکھ لیا مناسب نہ جانا، میں نے کہا شاید میں ہی غلط ہوں تو میں نے عرض کیا حضرت یہ جو آپ نے بوٹوں پہ ہاتھ پھیرا ہے ایسا تو کسی جگہ نہیں ہے ایسا تو کہیں نہیں ہے اس طرح کیوں کیا ہے آپ نے ایسا مجھے بتا دیں میں تو ایک طالب علم کی حیثیت سے آپ سے پوچھ رہا ہوں اور میرا کوئی اعتراض کرنا مقصد نہیں آپ بزرگ ہیں، بس وہ ایک بات کرنے کی دیر تھی اس نے ایک پورا لیکچر دے دیا مجھے، کہتا ہے آپ کو کیا پتہ ہو دین، ہم جانتے ہیں دین میں زیادہ پڑھا ہوا ہوں، میں نے فلاں یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے لہذا مجھے زیادہ پتہ ہے میں سمجھ گیا کہ یہ کسی اور قبیل کا شخص ہے جو کسی اور معاملے میں، تو ایسا اس وقت ہوتا ہے جب آپ اپنے موڈ کے ساتھ یا اپنے حساب سے دین کو چلانا شروع ہوتے ہیں اب یہ بات بالکل کلئیر اور پتہ ہے سب کو کہ جس دوپٹے میں عورت کے بال نظر آئیں وہ کسی حالت میں نماز کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا لیکن نہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے میں تو پڑھتی ہوں، اور کسی حالت میں نماز اس وقت نہیں پڑھی جاسکتی جب کوئی خاتون جس کی کہنیاں ننگی ہو، نماز نہیں پڑھ سکتے آپ ، یہ فقہہ کا معاملہ ہے اور فقہہ کسی کو نہیں بخشتی چاہے کوئی عالم ہے چاہے کوئی صوفی ہے، فقہا فقہا ہے مسائل مسائل ہیں، آپ ان مسائل سے باہر نہیں نکل سکتے ان مسائل کو اسی طرح کرنا پڑے گا جو بیاہوئے ہیں فرمایا نہیں، اور وہ کہنیاں ننگی بھی ہوں تو پڑھتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح سینکڑوں مثالیں ہیں میری نظر میں، آپ سب پڑھے لکھے لوگ ہیں سمجھدار ہیں کہ جہاں کوئی فقہہ کا مسئلہ یا کوئی ایسا معاملہ ہے تو you have to do اسی طرح کرنا پڑے گا آپ کو، اس کو آپ change نہیں کرسکتے اپنے موڈ کے ساتھ، ہاں کوئی بہت بڑی مجبوری ہے جس کو کہا جاسکتا ہے کہ نہیں بھئی کوئی زخم ہے اور وہ پاؤں پہ ہے تو پٹی بندھی ہوئی ہے اور ڈاکٹر نے بھی کہا ہے اگر پانی لگ گیا زخم کو تو زخم خراب ہو جائے گا اور زخم سے تمہیں تکلیف ہوگی، اجازت ہے صرف گیلا ہاتھ اس پٹی پہ پھیر دو۔

تو ایسے کئی معاملات میں ہم اپنی مرضی کر جاتے ہیں نماز کی فضیلت اول وقت میں ہے اذان ہوئی ہے اس سے لیکر تقریباً جو آدھا گھنٹہ کا وقت ہے وہ اول وقت کہلائے گا اس وقت نماز پڑھنے کی فضیلت ۱۰۰ فیصد ہے اور جب آدھا وقت گزر گیا نماز کی فضیلت کم ہوگئی ہے آپ نے نماز پڑھ تو لی لیکن ثواب کم ہو جائے گا آدھی فضیلت ملے گی اور اگر بالکل آخر میں جا کر پڑھی اذان دوسری ہونے ہی والی تھی اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے تو فضیلت کم ہوتی ہوتی بالکل تھوڑی رہ گئی نماز تو ادا ہوئی لیکن اس کا کوئی زیادہ ثواب حاصل نہیں ہوگا کیونکہ بالکل آخر میں آپ نے پڑھی تو اسے کہتے ہیں اپنے موڈ کے ساتھ دین کو جوڑ دیا (اللہ اکبر)

مجھے یاد ہے کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں اور بڑی چونکہ ایسا دور ہے جس میں لوگوں کی مصروفیات زیادہ اہم ہیں دین سے تو ہمارے ساتھی بیان کرنے لگے کہ درس قرآن کا درس تھا اور ہم کسی ساتھی کی طرف گئے اور جا کے کہا آؤ یار حضرت کا درس قرآن ہے جا کے سنتے ہیں، مجھے نیند بڑی آئی ہوئی ہے آج نہیں جانا نیند پوری کرنی ہے نہیں جانا دل نہیں کر

رہا، کہتا حالانکہ ساتھ والا گھر تھا، تو ایسے لوگ جب دین کو اس طرح استعمال کرنے لگیں تو اللہ پاک کو اس لئے یہ آیت نازل کرنا پڑی کہ میں انہیں پھر وہاں رکھوں گا جو میرے دین کو اپنے موڈ سے جوڑ دیتے ہیں آج سر درد ہو رہی ہے مجھے آج میرا موڈ نہیں ہے آج ذرا سستی سی ہے رہنے دو یار، یہ کیا، نماز تو وہ ہے جو پڑھنی ہی پڑھنی ہے، دین تو وہ بوجھ آپ کے اوپر آیا ہے لازم عمل کرنا ہے اس پہ آپ نے کرنا ہے اسے (اللہ اکبر)

فرمایا وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا آگے فرمایا میں اس کا کسی کو مددگار بھی بننے نہیں دوں گا

یہ بہت ایسا جملہ ہے جس کے اوپر میں چاہتا ہوں آپ کی توجہ دلواؤں کہ اللہ نے فرمایا کہ میں کسی کو اس کا مددگار بھی نہیں بننے دوں گا، یہ عام طور پہ ہے پتہ بھی ہے اور ہم یہ آیتیں پڑھتے بھی ہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی مدد قیامت کے دن لوگوں کو دے گا اور بڑے بڑے اللہ والے اپنے بچوں کو اپنے سٹوڈنٹس کو اپنے جو محبت والے جو ہوں گے انہیں بچالیں گے اللہ کے اذن سے لیکن یہاں فرمایا کہ میں انہیں کسی کی مدد نہیں پہنچنے دوں گا ان کی مدد بند ہو جائے گی کوئی بندہ ان کی help نہیں کر پائے گا، ایسی شہادت سے بچنا چاہئے اور اللہ پاک سے دعا کرنی چاہئے کہ ہمیں اللہ پاک محفوظ رکھے ایسی ہر بیوقوفی سے آخری آیت جو آج ہم نے پڑھنی ہے میں اس کو تھوڑا سا بیان کر دیتا ہوں لیکن اس کا اصل لیکچر ہم اگلے جمعے رکھیں گے تا کہ یہ گفتگو مکمل ہو آیئے

صفحہ نمبر ۱۴۴ پہ آیت نمبر ۱۵۷ ہے، اللہ نے ارشاد فرمایا

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاO

ترجمہ:

اور ان کے اس قول سے کہ ہم نے مسیح یعنی حضرت عیسیٰؑ کو (جو فرزند ہیں مریم کے) انہیں قتل کر دیا ہے جو اللہ کا رسول ہے حالانکہ انہوں نے نا اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ متشبہ ہو گئی ان کے لئے حقیقت اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک و شبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں ہے ان کے پاس اس عمل کا کوئی بھی صحیح علم، بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً، **بل رفع اللہ علیہ** بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا ہے۔

یہ آیت جو حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے نازل کی گئی کہ آپ چوتھے آسمان پہ زندہ موجود ہیں اور یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ ہماری خاطر چڑھ گئے ہیں سولی پہ اور اللہ پاک نے ان کو ہمارے گناہوں کی سزا دے دی ہوئی ہے لہذا

Eat Drink And Be Marry

کھاؤ پیو اور موج کرو، یہ ان کا با قاعدہ عقیدہ ہے عیسائیوں کا اور یہودیوں کا کہ عیسیٰؑ نے ہماری خاطر ہمارے گناہوں کی سزا سولی پہ چڑھ کے پالی ہوئی ہے اب ہم کچھ بھی کریں ہم جنتی لوگ ہیں تو اللہ نے اس عقیدے کا یہاں رد فرمایا ہے، فرمایا ہے یہ جو سوچتے ہیں کہ عیسیٰؑ کو انہوں نے سولی پہ چڑھا دیا تھا وہ غلط ہے بلکہ ہم نے انہیں اپنی طرف اُٹھایا ہے اور وہ قیامت سے پہلے ضرور تشریف لائیں گے اور آگے ہم وہ آیات بھی پڑھیں گے (انشاءاللہ) آج میں نے اس کا ترجمہ عرض کر دیا ہے، انشاءاللہ آگے اس کی بڑی پیاری گفتگو ہے اور حضور ﷺ کی شان سے متعلق ہے اور اس پوری آیت سے ہم حضور ﷺ کی بہت بڑی شان سمجھیں گے (انشاءاللہ) تو یہ میں انشاءاللہ اگلے جمعے عرض کروں گا اور اس پہ ہماری گفتگو اگلے جمعے ہو گی۔

اللہ پاک آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت عیسیٰؑ کی قرآن میں حقیقت

اللہ کی بارگاہ میں ہدیہ شکر ہے کہ اس نے ہمیں قرآن پاک کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ہفتہ وار ہر جمعے کو نماز کے بعد ہمارا یہ درس قرآن جو دو سال سے جاری ہے الحمد وللہ سمجھنے کے لئے قرآن پاک کو پڑھا جاتا ہے اور قرآن پاک پہ غور کرنا اس کلاس کی خاصیت ہے

؎ قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان　　خدا عطا کرے گا تجھے جدتِ کردار

یہ وہ خوش نصیبی ہے جو وہی جانتا ہے جسے قرآن کی محبت حاصل ہے جسے قرآن پاک کے ساتھ ایک عجیب وغریب قسم کا ایک نشہ ایک محبت اور پیار کا ایک تعلق جس کا قائم ہے کیونکہ یہ جاہلوں کی کتاب نہیں ہے، یہ پڑھے لکھے لوگوں کی کتاب ہے اس کا اظہار خود قرآن پاک کرتا ہے **ھدی للمتقین** میں ہدایت دوں گا تو صرف متقین کو، جو تقوی والے لوگ ہیں سمجھدار لوگ ہیں keen minded ہیں تو یہ ہدایت صرف متقین کے لئے ہے، پتہ چلا یہ کتاب عام لوگوں کے لئے تو نازل ہی نہیں ہوئی ہے اللہ پاک نے اس کی خاصیت میں ہی خاص ہونا رکھا ہے اس کو پڑھنے والے بھی خاص، سننے والے بھی خاص، سمجھنے والے بھی خاص، سمجھانے والے بھی خاص، اس کے قریب ہونے والے بھی خاص، اس کو اُٹھانے والے بھی خاص، اس کو چومنے والے بھی خاص، اس کے قریب سے گزرنے والے بھی خاص، بہت خاص کتاب ہے لہذا اللہ پاک نے اس کو محفوظ رکھا، ایک عام کانسپٹ کے ساتھ اس کو نہیں جوڑا۔

لہذا سعادت ہے ساتھی تشریف لاتے ہیں اس کو سمجھتے ہیں اور جو اللہ پاک نے بزرگوں کے حوالے سے علم دیا ہے اپنی بصات کے مطابق ہم کوشش کرتے ہیں کہ جو کسی صورت بھی enough نہیں ہے مکمل نہیں ہے، نہ ہو سکتا ہے، قرآن پاک کی تفسیر کوئی بھی اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح اللہ کو مطلوب ہے یہ ممکن نہیں اس لئے کہ ہر ایک کی علم کی کوئی حد ہے اس لئے کوشش کرنا ہی اللہ کو مقصود ہے اللہ کو پسند ہے کہ میرے بندے کوشش کریں اس کی سعادت ہر جمعے کو حاصل کی جاتی ہے اور اللہ سے عرض کیا جاتا ہے کہ مولا تو جو اچھا جانتا ہے قبول کرلے اور جو تیری نظر میں اچھا نہیں اسے معاف فرمادے اس کے لئے ہمیں ہدایت دیدے ہمیں اور علم دیدے تاکہ ہم اور اچھا پڑھ سکیں اور اچھا سیکھ سکیں ہم اور اچھی گفتگو کر سکیں۔

آج انشاءاللہ العزیز آیئے صفحہ نمبر ۴۱۴، اور ہماری گفتگو جاری تھی ناطقین کے حوالے سے ہمارا یہ موضوع شروع ہوا تھا اور اسی کے حوالے سے ہم نے آج کچھ آیتیں پڑھنی ہیں اور آج کی ہماری گفتگو بڑے اہم موضوع پہ ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ہے

صفحہ نمبر ۴۱۴، آیت نمبر ۱۵۷ شروع ہوتی ہے

وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ط وَ اِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ ط مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا O

آیت نمبر ۱۵۸ کا پہلا حصہ

بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ ط

ارشاد فرمایا

ترجمہ:

اوران کے اس قول کی کہ ہم نے قتل کر دیا ہے مسیح حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہے حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہوگئی ان کے لئے حقیقت اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک وشبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں ان کے پاس اس عمل کا کوئی صحیح علم بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گما ن کی اور انہوں نے قتل نہیں کیا اسے یقیناً بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اُٹھا لیا ہے

اعلیٰ آیت اور اس آیت سے بہت ساری حقیقتیں جڑی ہیں اس سے اللہ پاک نے ایک جملے کے اندر سمیٹ دیا عیسیٰؑ کی تمام زندگی قرآن پاک سے جو ثابت ہے وہ جس پہ مفسرین نے گفتگو کی ہے اگر آپ کی ساری زندگی کے مختلف واقعات آ کھٹے کئے جائیں جو قرآن سے اور دیگر قطب احادیث سے ملتے ہیں تو وہ تقریباً ۳ سال کی زندگی ہے یعنی بڑے ہی مطالعے کے بعد مفسرین نے لکھا کہ زیادہ سے زیادہ آپ کی زندگی کے تین سالوں کا پتہ چلتا ہے اور یہ وہ نبی ہیں جن کو یہ سعادت حاصل ہے کہ ان کے بعد حضورﷺ تشریف لائے یعنی یہ حضورﷺ سے بالکل پہلے نبی ہیں لیکن آپ اندازہ کیجئے کہ صرف تین سالوں کی زندگی محفوظ ہے آپ کا بچپن کیسے گزرا کہیں پہ کوئی ذکر نہیں ہے آپ کی جوانی کے معاملات دو چار باتیں موٹی موٹی موجود ہیں اور شادی کے بارے میں تو کوئی ذکر ہی کہیں نہیں اور یہی جو ہے ملتی ہے خبر کہ آپ نے شادی فرمائی نہیں، تبلیغ کے حوالے سے چند ایک واقعات ہیں وصال کے حوالے سے قرآن نے یہ ذکر کیا ہوا ہے کہ آپ کو یقیناً موت ابھی نہیں آئی آپ کو زندہ اللہ نے آسمانوں پہ اُٹھایا ہے تو یہ چند گفتگو اور احادیث کے اندر ملا کے مفسرین نے لکھا کہ تین سال کی زندگی کی خبر ملتی ہے۔

جبکہ حضورﷺ کا اندازہ فرمایئے ہمارے نبی کی خاصیت ہے کہ آپ کی زندگی کی پہلی سانس سے لے کر آخری سانس تک پوری زندگی محفوظ کر دی گئی ہے کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں آقاﷺ کا کوئی ذکر ایسا نہیں جو آپ نے کیا ہوا اور وہ محفوظ نہیں، اللہ نے اسے محفوظ فرمایا آپ کی جنگوں کے ذکر، آپ کی زندگی کے حالات، آپ کی کمرے میں ہونے والی گفتگو، صحابہ کے ساتھ تعلقات، میاں بیوی کے ساتھ تعلقات، دوستوں کے ساتھ تعلقات، صحابہ کے ساتھ آگے معاملات اور آگے ہجرت میں جو ہوا یہاں تک کہ آپ کے وصال کے آخری دن میں جو حضرت عائشہؓ کے پاس جو آخری جملہ آپﷺ کی زبان سے نکلا وہ بھی کتب احادیث میں درج کر دیا گیا تو اس قدر محفوظ سیرت آقاﷺ کی، لیکن اگر حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے دیکھا جائے تو صرف تین سال کی زندگی اور وہ بھی نامکمل تھی۔ مبہم کا ذکر ہے

انہی ذکروں میں سے یہ آیت ہے جو ابھی ہم نے پڑھی سورۃ نساء میں آیت نمبر ۱۵۷ اس میں بڑا واضح طور پہ بنی اسرائیل یعنی یہودی اور عیسائیوں کا عقیدہ کہ عیسیٰؑ ہمارے جرموں کی سزا لینے کے لئے سولی چڑھ چکے ہیں یہ ہے عیسائیوں کا عقیدہ جبکہ یہودی کہتے ہیں نہیں انہیں قتل کر دیا گیا ہے وہ ہمارے لئے اپنی جان دے چکے ہیں تو یہ دونوں عقیدے اس آیت سے رد کر دیئے گئے اللہ نے واضح لفظوں میں ان دونوں عقیدوں کی دھجیاں اُڑا دی اور اس پہ کوئی مبہم الفاظ نازل نہیں کئے ایسے الفاظ ہیں جو ایک عام سی ترجمہ کرنے والی یا اردو پڑھنے والا بھی پڑھے تو اس کو سمجھ آتی ہے کہ اللہ فرما رہا ہے کہ نہ تو انہیں سولی چڑھایا گیا ہے اور نہ ہی انہیں قتل کیا گیا ہے اور یہ خود سے بنانے والے اپنا گمان اپنا خیال ہی پوج رہے ہیں اس کا کوئی بھی تعلق میرے نبی کی اس حقیقت سے نہیں ہے، عیسیٰؑ کی یہ منسوبیت کہ آپ کو سولی پہ چڑھایا جانا، آپ کے قتل کے حوالے سے جو گفتگو ہے میں اس سے پہلے کہ وہ گفتگو کروں، یہ ضروری ہے کہ یہ ضرور پتہ ہو کہ آپ کے ساتھ ایسا ہوا کیوں تھا؟

اس کی سب سے بڑی وجہ جو مفسرین نے لکھی ہے وہ آپ کی اپنی ہی دعا تھی، حضورﷺ چونکہ آپ کے بعد تھے اور آپ کو یہ علم ہو چکا تھا کہ میرے بعد جو نبی آنے والا ہے وہ محبوب خدا ہے یہ آپ کو علم تھا اور خوب جانتے تھے، ایک تو یہ وجہ تھی کہ آپ کو یہ علم ہو چکا تھا کہ میرے بعد آنے والے نبی رسول وہی ہیں جو اللہ کے محبوب ہیں۔

دوسری اس کی وجہ یہ تھی کہ انجیل کے اندر جو اصل انجیل تھی اب تو وہ انجیل نہیں ہے جو آپ پہ نازل ہوئی بدل گئی انہوں نے تحریف کر دی پوپ نے اپنی مرضی کی آیتیں لکھوانا شروع کی اور اب تو کئی انجیلیں بن چکی ہیں لیکن جو اصل انجیل تھی اس پہ آپﷺ کی شان مقدس ہر صفحے پہ درج کی گئی تھی، ہر صفحہ انجیل کا حضورﷺ کی محبت سے بھرا ہوا ہے، کئی آپﷺ کے بالوں کا ذکر، کہیں آپﷺ کی آنکھوں کا ذکر، کہیں آپﷺ کے کندھوں کا ذکر، کہیں آپﷺ کے بیویوں کا ذکر، کہیں آپﷺ کے شہر مکہ کا ذکر کہیں آپﷺ کے شہر مکہ کا ذکر، کہیں مدینہ کا ذکر، حضرت عیسیٰؑ پڑھتے رہتے اور جہاں آپ ذکر پڑھتے تو حیران رہتے کہ مولا کہ کتاب میری ہے اور ذکر محمدﷺ کا ہے، یہ بن کیا رہا ہے اتنا پیارا اتنا عشق ہے تجھے اس سے، اتنی محبت ہے تو چونکہ نبی جو ہوتے ہیں یہ بڑے رقیق القلب ہیں ان کا دل بہت نرم ہوتا ہے تو یہ جان گئے حقیقت تک پہنچ گئے تو پھر انہوں نے ایک دعا مانگی، احادیث

میں وہ درج ہے بخاری شریف میں، مسلم میں، آ قاعلیہ نے فرمایا کہ عیسیٰ نے پھر میری محبت میں ایک دعا مانگی اور وہ دعا یہ تھی کہ

مولا تو نے جو دعا مجھے دی ہے کہ وہ دعا میں ہر نبی کی قبول کروں گا ویسے تو ہر نبی کی ہر دعا ہی اللہ قبول فرما تا ہے لیکن اللہ نے اپنی طرف سے تحفہ بھی دیا ہے ہر نبی کو کہ ایک دعا تو ایسی ہوگی کہ جو کہو گے اسی طرح دنیا میں تمہیں دے دیا جائے گا وہ ضرور تمہیں عطا کیا جائے گا جو تم مانگو گے ایک دعا میری طرف سے تحفہ ہے باقی نبی کی ہر دعا ہی اللہ قبول فرما تا ہے، آ قاعلیہ نے اس حدیث میں درج فرمایا کہ

اے میرے صحابہ، عیسیٰ نے میری محبت میں یہ دعا مانگی کہ

مولا میں تیرے اس نبی کا امتی بننا چاہتا ہوں تو کرم فرما مجھے اس کی امت میں شامل فرما

حضور علیہ کی محبت میں اتنی بڑی دعا کسی نبی نے نہیں مانگی، یہ عیسیٰ کی عظمت ہے اور یہ آپ کے کردار کی بلندی ہے کہ آپ نے اپنی نبوت کا تاج اتارنا پسند فرمایا تو جواب آیا کہ اے عیسیٰ آپ جو یہ عرض کرتے ہیں یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ میرا نبی ہونا بہت بڑا درجہ ہے اور میرے وہ selected لوگ ہیں منتخب شدہ لوگ ہیں تم پہلے سے ہی ہمارے ان منتخب لوگوں میں شامل ہو تو کیوں اس تاج کو اتارتے ہو تو فرمایا کہ اس سے پیار ہی اتنا ہو گیا ہے اس نبی سے محبت ہی اتنی ہو گئی ہے کہ مجھے ان کا امتی بننا ہی مقصود ہے کہ میں ان کا امتی بنوں تو اچھا ہے، امت محمدیہ کی اتنی شان اتنا پیار (اللہ اکبر) تو مقبول ہوئی تو اللہ پاک نے پھر اس مصلوبیت اور اس مقتولیت کا بہانہ بنایا اور یہ جو ایک واقعہ جو آپ کی خدمت میں ابھی پیش ہوگا یہ وہ واقعہ ہے جو آپ کو آسمانوں پہ اُٹھائے جانے کا ایک ذریعہ بنا باقی جو ہے اصل میں مقبولیت دعا تھی کہ اللہ نے آپ کو زندہ آسمانوں پہ اُٹھایا تا کہ میرا نبی محفوظ رہے اور پھر قیامت کے نزدیک اللہ انہیں دوبارہ نازل فرمائیں گے وہ بھی آیت آگے ہم پڑھیں گے تو اللہ پاک انہیں نازل فرمائیں گے تو پھر وہ **لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ،** کا کلمہ چھوڑ دیں گے اور **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** پڑھیں گے، اپنا کلمہ ترک کر دیں گے اور حضور علیہ کی امت میں شامل ہوں گے۔

یہ جو ہے آپ کی داستان جو ہے بڑی خوبصورت ہے اس کی تفسیر میں حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ نے کوئی ایسا کونا نہیں چھوڑا جہاں تک آپ نے اس کی تفسیر بیان نہیں کی، بہت محبت سے آپ نے اس واقعے کو لکھا ہے، آیئے ذرا اس کی سعادت حاصل کریں صفحہ نمبر ۴۱۴ پہ تفسیر نمبر ۲۳۳

حضرت مریمؑ کا ذکر اللہ نے جب بھی عیسیٰ کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے تو ہمیشہ عیسی بن مریم کہا ہے، عیسیٰ جو ہے مریم کا بیٹا ہے، عیسیٰ جو ہے مریم کا بیٹا ہے، ہر جگہ عیسی بن مریم، عیسی بن مریم، حالانکہ بچے کی جو پہچان ہے وہ اس کے والد کی وجہ سے ہوتی ہے، ہمارے ناموں کے ساتھ والدہ کا نام تو نہیں لگا ہوتا، والد کا نام لگا ہوتا ہے لیکن اللہ نے کمال کر دیا اور عیسیٰ کی پہچان ہی ان کی والدہ کا نام بنایا، تو عیسی بن مریم، تو مریمؑ کا ذکر خیر یہاں ہوا تو اس حوالے سے بھی اللہ نے ذکر فرمایا کہ، ان ظالموں نے پہلے بھی اس پا کباز عورت کے اوپر تہمت لگائی تھی اور اس پہ بہتان لگائے تھے اس پہ الزام لگائے تھے تو اللہ پاک نے ہر جگہ ان کا نام لے کر بار بار ان کا نام لے کر ان کی عزت ثابت کی کہ تم تو تہمت لگاتے ہو بہتان لگاتے ہو کہ اس عورت نے ظلم کیا تھا اپنے آپ پہ جب کہ میں ہر جگہ اس کا نام لے کر اس کی عزت بنا رہا ہوں عیسی بن مریم (اللہ اکبر)

اسی طرح جو ہے حضرت عیسیٰ کے حوالے سے جو صلبیت اور قتل ہونے کے حوالے سے جو گفتگو ہے وہ آگے موجود ہے صفحہ نمبر ۴۱۵ پہ ۲۳۴ نمبر تفسیر کے اندر، اور اسی طرح ۲۳۵ نمبر تفسیر میں، میں اسکی مختصر آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں اور اسی طرح آگے تفسیر نمبر ۲۳۶ کے اندر بھی قرآن پاک کی اس گفتگو کو بہت خوبصورتی سے سمیٹا گیا ہے

رومی گورنر جو کہ فلسطین میں تھا جس کا نام پلاسط تھا یہودیوں نے اس گورنر کو آپ کے خلاف مقدمہ درج کروایا تھا کہ آپ اسے جو عیسیٰ ہیں یہ موسیٰ کے دین کو بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں جو کہ غلط الزام تھا اور یہ الزام لگایا گیا کہ آپ دین موسیٰ میں تخلیف کر رہے ہیں لہذا آپ نے گرفتار کر لیا، پلاسط نے تو پہلے انکار کر دیا لیکن یہودی اتنی زیادہ تعداد میں تھے کہ انہوں نے تختہ اُلٹنے کی بھی دھمکی دی اور با قاعدہ پورے ملک میں با قاعدہ انہوں نے اس کو بآور بھیکروا دیا کہ اگر تم نے فیصلہ ہمارے حق میں نہ دیا تو ہم تمہیں ختم کر دیں گے تو اس نے پھر دباؤ میں آ کے آپ کی پھانسی کا حکم جاری کیا، گرفتار کیا گیا آپ کو اور با قاعدہ جو ہے آپ کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا اور باہر تیاریاں شروع ہو گئیں کہ آپ کو پھانسی پہ لٹکایا جائے گا، اسی اثنا میں یہودہ نامی ایک شخص آپ کے قریب آیا تو اللہ پاک نے اس میں آپ کی شباہت ڈال دی، یہی وہ لفظ ہیں جو یہاں پہ موجود ہیں صفحہ نمبر ۴۱۵ پہ

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ بلکہ متشبہ ہوگئی ان کے لئے حقیقت، اللہ نے شباہت ڈالی اس شخص کے اوپر اور وہ آپ کی شکل کا اس کو بنا دیا گیا، اللہ نے زندہ آسمانوں پہ اُٹھایا، شق ہوا کمرے کی چھت درمیان سے شق ہوئی اور آپ کو وہاں سے آسمانوں کی طرف اُٹھالیا گیا، اندر ہی تھا وہ اور اب جب وہ اندر آئے تو وہ اندر موجود تھا تو اس کو پکڑ لیا گیا اب یہ کہنے لگا کہ میں تو یہودہ ہوں میں تو آپ ہی کا بندہ ہوں، لوگوں نے کہا نہیں تم عیسیٰ ہو لہذا اس کو اُٹھا کے انہوں نے صلیب پہ چڑھا دیا اور اسی زوم میں ہیں آج تک کہ عیسیٰؑ سولی چڑھ چکے ہیں اور آپ ان کے گرجوں میں دیکھیں تو نظر آتی ہے ایک شے کہ ایک بندہ جو ہے صلیب پہ لٹکا ہوا ہے وہ وہی ہیں عیسیٰؑ کی شبیع بنا کے انہوں نے لگائی ہوتی ہے کہ دیکھیں ہماری محبت میں ہمارے پیار میں یہ جو ہیں سولی چڑھ گئے تھے تو ایسا نہیں ہے قرآن میں واضح بیان کر رہا ہے کہ نہ تو انہوں نے قتل کیا، اور نہ ہی وہ سولی چڑھا سکے بلکہ متشبہ ہو گئے ان کے لئے حقیقت اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ خود ہی شک وشبہ میں ہیں یعنی اس کی کوئی واضح حقیقت نہیں ملتی اور اس کی کوئی روایت بھی یقینی نہیں ہے اور شک وشبہ ہی اللہ نے رکھا ہوا ہے یعنی ایسا ایک خول سا پہنایا ہوا ہے کہ کوئی بھی اسے صراحتاً یقیناً بیان نہیں کر سکتا اور یہ بھی جو روایت میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہے یہ بھی ایک متشبہ ہی ہے کہ ایسا ہوا تھا اور حضرت صاحب ضیاالقرآن نے اسے ہی لکھا ہے اور آپ اس کے لکھنے سے پہلے یہ لکھ رہے ہیں کہ محقق علما نے یہ صراحت کر دی ہے کہ کوئی بھی روایت یقینی نہیں ہے کہ آپ کے سوا کسی دوسرے انسان کو سولی پہ چڑھا دیا گیا تھا تفصیلات مختلف کتابوں میں ملتی ہے تو آپ یہ فرما رہے تھے کہ اللہ نے یہ بھی جملہ جو یہاں لکھا ہے کہ ''ہم نے ان کے متعلق انہیں شکوں شبہوں میں ہی رکھا ہوا ہے'' لہذا یہ کوئی یقینی کسی جگہ نہیں

ہاں یہ کہ **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** اللہ نے انہیں اپنی طرف اُٹھالیا یہ یقینی بات ہے، نیچے کیا ہوا تھا اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں اس کے اوپر کوئی یقینی گفتگو نہیں ہے (اللہ اکبر) اب اس سے جو بہت ساری چیزیں ثابت ہوئیں۔

ایک تو محبت مصطفیٰ ﷺ ثابت ہوئی کہ جب محبت مصطفیٰ ہو جاتی ہے تو انسان اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینا گوارہ کر لیتا ہے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی، ہر نبی نے حضور ﷺ کی محبت میں جو کلمات کہے ہیں سب سے بڑا موقع حضرت عیسیٰؑ کو ملا، اور جب آپ واپس تشریف لائیں گے تو حضور ﷺ کے دین کی تکمیل بھی فرمائیں گے تکمیل سے مراد پوری دنیا میں اسلام نافذ ہوگا اور حضرت امام مہدی کے ساتھ مل کر آپ دجال کو قتل کریں گے اور پوری جو داستان جو احادیث میں موجود ہے کہ ساری زندگی جو آپ کی باقی سالوں کی زندگی ہوگی یہیں گزاریں گے اور پھر مدینہ شریف میں حضور ﷺ کی قبر کے ساتھ جگہ جو چھوڑی گئی ہے آپ وہیں پہ دفن ہوں گے حضرت صدیق اکبرؓ کی قبر مبارک جو ہے اگر آپ کبھی سنہری جالیاں دیکھیں تو ان سنہری جالیوں کی ترتیب آپ کو نظر آتی ہے ایک بڑا گول سوراخ ہے وہ حضور ﷺ کے چہرے کے سامنے ہے، اس سے اگلا سوراخ کافی

فاصلے پہ ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ کے چہرے کے سامنے ہے اس سے اگلا بالکل ساتھ ہے جو حضرت فاروق اعظمؓ کے سامنے ہے، تو خواہش آپ کی یہی تھی کہ مجھے حضور ﷺ کے قدموں میں دفن کیا جائے یعنی جہاں حضور ﷺ کے قدم ہوں وہاں میرا چہرہ ہو لیکن ایسا نہ ہوا چونکہ حضور ﷺ نے زندگی میں اس کی بشارت دی تھی تو آپ کو حضور ﷺ کے قدموں سے تھوڑی دور دفن کیا گیا درمیان میں جو جگہ چھوڑی گئی وہ حضرت عیسیٰؑ کے لئے وقف کر دی گئی اور آج بھی وہ گنبد خضری کے نیچے آپ کا انتظار کر رہی ہے، تشریف لائیں گے تو اسلام کی اکملیت ہوگی، مکمل ہوگا اور اللہ پاک آپ کے ہاتھوں سے دین محمدی ﷺ کی وہ تابنا کی دنیا کو دکھائے گا جو آپ کی محبت کا ایک نیا رنگ ہوگی جو آپ نے اپنے نبی سے خاص طور پہ محبوب خدا ﷺ سے فرمائی، ایک تو یہ بات ثابت ہوئی۔

دوسرا یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ پاک اپنے معجزات سے اس سے پہلے بھی کئی لوگوں کو زندہ آسمانوں پہ اُٹھا چکا ہے، یہ نئی بات نہیں ہے حضرت ادریسؑ اسی طرح دعا مانگ کے آپ جنت کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے دعا کی کہ مولا میں تیری جنت دیکھنا چاہتا ہوں تو اس میں قرآن بھی گواہ ہے اور آگے آیت بھی میں پڑھوں گا تو ادریسؑ جب جنت میں تشریف لے گئے تو وہاں کی رنگینیاں دیکھیں محبت پیار سے جب وہ لطف اور میزبانی اور اللہ کا وہ لطف و اکرام دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ

مولا اب نیچے جانے کو جی نہیں کرر ہا اب مجھے یہیں رہنا ہے تو جواب آیا کہ آپ کی امت ،تو کہا مولا تیرے بندے ہیں تو جانے ان کا کیا بنے گا میں نہیں جانتا مجھے جنت سے اب نہیں جانا تو اس سے پہلے بھی یہ کام ہوئے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ،ادریسؑ بھی آسمانوں پہ اُٹھائے گئے اور وہ بھی اپنی اسی زندگی کے ساتھ جو اللہ نے انہیں دی ہوئی ہے زندہ موجود ہیں،عیسیٰؑ بھی (اللہ اکبر)

تو یہ اللہ کا ایک بہت بڑا معجزہ اور معجزہ وہی ہوتا ہے جس پہ عقل دھنگ رہ جائے جہاں عقل کی حدیں ختم ہوں وہاں معجزہ ظہور میں آتا ہے تو یقیناً رحم آتا ہے یقیناً ترس آتا ہے ان کڑوڑ پہ ،ویسے عجیب بات ہے کہ تمام دنیا میں جو سب سے بڑا مذہب ہے وہ عیسائیت ہے سب سے زیادہ تعداد انہی کی ہے ،دوسرے نمبر پہ اسلام ہے ،تیسرے نمبر پہ بدھ مت ہے اور چوتھے نمبر پہ جو یہودیت ہے تو ترتیب بھی اگر آپ دیکھیں تو عیسائیت بہت بڑی ہے تعداد ان کی بہت زیادہ ہے مسلمانوں سے زیادہ ہے اور سوائے یہ کہ اب اس قرآن کی آیت سے یہ ثابت ہوا کہ یہ سارے اپنے ہی ضن میں پھرتے ہیں اور گمراہ ہیں ،سورۃ فاتحہ میں اللہ نے انہی کا ذکر کیا ہے جو آخری دو لفظ ہیں

غیر المغضوب الیھم و لضالین

وہ یہی ہیں ،،،**مغضوب**،عیسائیت نہیں بلکہ یہودیت ہیں اور ولضا**لین** جو گمراہ طبقہ وہ عیسائیت ہے یہ گمراہی کا شکار ہے اور اپنے تئیں جو بھی بنالیا اپنا عقیدہ انہوں نے عیسی ،حضرت جبرائیلؑ اور حضرت مریمؑ یہ تینوں مل کر کہتے ہیں خدا ہیں ،عقیدہ تخصیص کہتے ہیں اسے عقیدہ کفارہ ان میں موجود ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کی سزا جو ہے ہمارا نبی لے چکا ہے تو لہذا

Eat Drink And Be Marry

،کھاؤ پیو اور موج کرو ،ہمارے اوپر کچھ نہیں ہے ہم سیدھا جنت میں جائیں گے ہمارے نبی نے تمام دکھ اُٹھالیا اس نے ہماری خاطر جان دے دی اسے عقیدہ کفارہ کہتے ہیں یہ بھی ان کے اندر ہے تو یہ سب اپنے بنائے ہوئے گڑھے ہوئے عقیدے ہیں اور ان کی کوئی بیس نہیں ہے اور سچی بات ہے کہ قرآن پاک سے جب سے ان آیتوں کو پڑھا تھا اس کے بعد سے لے کر آج تک سوائے ان پہ ترس کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا کہ یہ اتنے اتنے پڑھے لکھے اور سمجھدار اور اتنے اتنے پی ایچ ڈی اور سائینسدان ہوتے ہوئے بھی یہی عقیدہ لے کر پھرتے ہیں کہ ہم آج بھی حضرت عیسیٰؑ کی وجہ سے بخشے جائیں گے اور کوئی ایسا معاملہ نہیں ہمارے ساتھ ہوگا۔

اسلام یقیناً اللہ کا وہ مذہب ہے وہ دین ہے جس کے پیروکار وں کے اندر وہ خصوصیات ہیں جو کسی اور دین میں نہیں ہیں ،بڑی یہودیت اور بڑی عیسائیت اپنی تعداد کے باوجود بھی اسلام کی حقانیت پہ کبھی بھی پردہ نہیں ڈال سکی اور آج دنیا میں ہر تیسرا شخص مسلمان کیوں ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ قرآن پاک کے واضح الفاظ انہیں جھنجوڑتے ہیں ہم سے زیادہ پڑھتے ہیں وہ قرآن ،ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں وہ قرآن ،پتہ سارا ہے انہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہدایت اللہ کی دی ہوئی ایک ایسی خاص رحمت ہے جو ہر ایک کے حصے میں نہیں ہے جسے اللہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

مجھے کوئی دوست بتانے لگا کہ ہم جب وہاں عیسائیوں کے حوالے سے تبلیغ کرتے ہیں تو سب سے زیادہ ہماری جو مدد کرتی ہے آیت وہ یہی ہے سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۵۷، سب سے زیادہ ہماری یہ آیت مدد کرتی ہے ،ہم اسی کو پیش کرتے ہیں اور وہ اسی عقیدے پہ کوئی ہم سے بات کرے تو ہم قرآن کھول کے دکھاتے ہیں ،قرآن کی اس آیت کے آگے کوئی جواب نہیں ہے ان کے پاس ،کیونکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ وہ کتاب ہے جو change نہیں ہوئی assitise ہے جس طرح حضور ﷺ پہ نازل ہوئی تھی بالکل اسی طرح ہے ،یہ سب انہیں پتہ ہے کہ لفظ بالفظ اس کا حرف با حرف وہی ہے تو فرمانے لگے کہ ہم اسی آیت سے ان کو تبلیغ کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اسلام کی حقانیت ان پہ واضح ہو

آیئے اس سے آگے ہماری جو آج کی گفتگو ہے ،یہ وہی گفتگو جو اللہ پاک فرما رہا ہے صفحہ نمبر ۴۲۰ ،آیت نمبر ۱۶۲

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُئومِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُئوتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُئومِنُوْنَ بِا للّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط اُولٰٓئِکَ سَنُئوتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًاO

ترجمہ:

لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان سے اور وہ بھی جو مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور صحیح ادا کرنے والے نماز کے اور دینے والے زکوۃ کے اور ایمان لانے والے اللہ اور آخرت کے ساتھ، یہیں ہیں جنہیں ہم عنقریب اجرِ عظیم عطا کریں گے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ

یہودیوں کے اندر کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں، عیسائیت میں بھی جنہیں اللہ نے **الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کے خطاب سے نوازا، علم میں پختہ، علم میں بہتر، کسی بزرگ کا قول پڑھا تھا کہ اصل عیسائی وہ ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو مانے، اصل عیسائی وہ ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرے وہ اصل عیسائی ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰؑ بھی یہی کہہ کر گئے تھے۔

باقاعدہ وہ یہی امانت سپرد کر کے گئے تھے کہ میرے بعد جو وہ تشریف لائیں گے تو آپ نے انہیں ہی ماننا ہے، تو فرماتے ہیں کہ یہ کون سے عیسائی ہیں جو حضور ﷺ کو نہیں مانتے، عیسائی وہ ہیں جو حضور ﷺ کو نبی مانیں، ان کا علم انہیں دھوکہ نہ دے، ان کی علمیت انہیں ہدایت سے دور نہ کر دے بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو عیسیٰؑ کی تعلیمات پہ عمل کرتے ہوئے حضور ﷺ پہ ایمان لے آئیں اصل میں عیسائی وہی ہیں، اور جو ایمان نہیں لائیں انہیں عیسائی نہیں کہا جائے گا ٹیکنیکلی انہیں کفار کہا جائے گا، کفار، یہ عیسائی نہیں ہیں، عیسائی وہ ہیں جو حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرلیں، عیسائی کہتے ہیں عیسی والے، تو عیسیٰؑ نے تو یہی کہا تھا کہ میرے بعد حضور آئیں گے تو انہیں آپ نے تسلیم کرنا ہے، یہاں اللہ نے انہی لوگوں کو خطاب کیا ہے۔ **لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کچھ لوگ ہیں ان میں جو علم میں پختہ ہیں، وہ علم میں بہتر ہیں ان کا علم انہیں دھوکہ نہیں دیتا **الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کی جو ٹرم ہے یہ قرآن کی ایجاد کردہ ہے اور یہ دین اسلام میں بھی استعمال ہوتی ہے وہ علماء جن کا علم مکمل ہو، فقہہ، حدیث، علم الاحکام علم تجوید و قرات، علم شان نزول کے حوالے سے اور جتنے بھی ایسے علوم جو قرآن سے تعلق رکھتے ہیں ان کا بھی اگر وہ علم رکھیں تو انہیں بھی **الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کے ساتھ تعبیر کیا جائے گا کہ یہ لوگ علم میں پختہ ہو چکے ہیں۔

اب ان میں **الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کا جو اشارہ ہے وہ حضرت عبداللہ ابن سلام کی طرف ہے، یہودی عالم دین ہیں اور حضرت مالک کی طرف بھی ہے یہ بھی یہودی عالم دین تھے، یہ دو وہ یہودی علماء تھے جنہوں نے اس دور میں حضور ﷺ پہ ایمان لایا جب باقی یہودی علماء اپنے علم کے دھوکے سے مارے گئے حضرت عبداللہ ابن سلام کا ایمان لانے کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے اور بہت پیارا ہے اور اس کو ضرور بیان کرنا چاہئے تاکہ حضور ﷺ سے محبت کا ایک نیا رنگ نظر آئے۔

الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کی بھی نئی جھلک نظر آئے، آپ کو جب یہ علم ہوا کہ مدینہ شریف میں ایک شخص آیا ہے اور وہ نبوت کا دعوی کرتا ہے خوبصورتی میں بے مثال ہے جو اس کے قریب جاتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے وہ ایسی اعلی گفتگو کرتا ہے کہ کوئی اس کی گفتگو کے آگے بول نہیں پاتا، اس کے پاس قرآن نام کی کوئی کتاب ہے تو یہ ساری باتیں جب آپ کو پہنچی تو آپ یہودیوں میں ایک بہت بہترین حیثیت سے جانے جاتے تھے کہ آپ کی حیثیت یکتا تھی، یکتا مطلب جدھر حضرت عبداللہ بن سلام چلے جاتے تو لوگ کہتے یہی

سائیڈ یہی فرقہ درست ہے یہی لوگ درست ہیں جدھر عبداللہ بن سلام چلے گئے اتنی آپ کی حیثیت یکتا تھی اور جب علم ہوا تو خاص طور پہ خوبصورتی میں بھی آپ بڑے خوبصورت تھے اللہ نے آپ کو حسن بڑا دیا ہوا تھا تو پتہ چلا تو فرمانے لگے کہ چلو ملتے ہیں، تشریف لے گئے تو مدینہ شریف ہے ماحول ہے تو آپ مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچ گئے ساتھ آپ کے شاگرد ہیں انہوں نے آپ کا جبہ مبارک پیچھے سے اُٹھایا ہوا ہے، لمبا سا جبہ جو پہنتے ہیں، اور علماء کی طرح ایک شان و شوخ تھا اور اس جبے کو پیچھے سے اُٹھاتے تھے شاگرد تا کہ پتہ چلے کہ یہ عالم دین جا رہا ہے، ایک عزت کا ایک احترام کا معاملہ تھا مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچے اور آقاﷺ کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ آپ اندر بیٹھے ہوئے ہیں تشریف رکھتے ہیں، مسجد نبوی شریف کا دروازہ جو ہے، واقعہ جو ہے احادیث شریف میں لکھا ہے، مسجد نبوی شریف کا دروازہ تھوڑا کھلا تھا تھوڑا بند تھا یعنی پورا نہ کھلا تھا اور نہ بند تھا بلکہ اس طرح تھا کہ اس کو کھولنا پڑتا تھا تو آپ نے ہاتھوں سے جب وہ دروازہ کھولا اور دروازہ کھلنے کی آواز سے، حضورﷺ سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ صحابہ کوئی گفتگو فرما رہے تھے اور آپ کا چہرہ پہلے ہی دروازے کی طرف تھا تو آپ نے دروازہ کھولا تو سامنے آپ نظر آئے دونوں کی آنکھیں مل گئی بس یہ وہ لمحہ تھا کہ عبداللہ ابن سلام دل ہار بیٹھے اور بس چلتے ہوئے، بغیر کسی سے گفتگو کئے آقاﷺ کے سامنے دوزانو ہو کے بیٹھ گئے اور آپﷺ کے سامنے اپنا سر جھکا لیا

دیکھیں **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** جو ہوتے ہیں تو سر جھکا لیا اور صحابہ بیٹھے ہیں کہ اب یقیناً چونکہ پہلے بھی یہودی علماء آتے رہتے تھے اور وہ عجیب و غریب ابھی پچھلے جمعہ ہم نے آیت پڑھی ہے کہ انہوں نے ایک عجیب و غریب مطالبہ کر دیا تھا کہ اے نبی ﷺ آپ دعوی کرتے ہیں کہ آپ نبی ہیں تو پورا قرآن اکٹھا نازل ہونا آپ پہ، یہ کیا دو دو آیتیں کیوں آتی ہیں، پورا قرآن نازل کروائیں، پہلے بھی آتے تھے صحابہ ابھی یہ سوچ میں تھے کہ کچھ سوال کریں گے اور ابھی یہ کوئی دلیل مانگیں گے اور نئی کوئی گفتگو شروع ہو جائے گی لیکن انہوں نے کوئی بات نہیں کی، اور آپ نے اپنا چہرہ انور جھکائی رکھا، حضورﷺ دیکھتے رہے یہاں تک کہ حضورﷺ خود پوچھنے لگے کہ اے عبداللہ ابن سلام کس ارادے سے آئے ہو فرمایا مسلمان ہونے کے لئے، کہا اچھا کوئی سوال نہیں پوچھو گے کوئی دلیل، تم سب بڑے سوال کرتے ہو یہ بھی، یہ بھی، تمہاری قوم کی تو عادت ہے سوال کرنا تو کوئی سوال نہیں پوچھو گے تو فرمایا کہ

اس چہرے کو دیکھ کر کوئی سوال کیسے پوچھ سکتا ہے یہ چہرہ بتاتا ہے کہ یہ نبی کا چہرہ ہے

یہ ہے **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** جنہیں علم میں اللہ نے راسخ دیا ہو وہ دلیلیں نہیں جانتے، وہ کسی بزرگ نے لکھا کہ

مومن کا چہرہ دیکھتے ہی پہچان لیا جاتا ہے کہ یہ مومن ہے

اسے دلیلیں نہیں پوچھنی پڑتی کہ حضرت صاحب کوئی ثابت کریں، کوئی میرا فلاں کام کر کے دیکھائیں، فلاں میری کوئی فیکٹری، فلاں میری کوئی جاب، فلاں میرا کوئی کام آپ جب تک نہیں کریں گے میں نہیں مانوں گا کہ آپ کے پاس ولائیت یا کوئی ایسی چیز ہے **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** کی یہ شان نہیں ہے تو نام تو نہیں لیا اللہ نے لیکن اللہ ایسے لوگوں کی شان کیسے بھول سکتا ہے **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** کہہ کر اللہ نے اشارہ کر دیا عبداللہ ابن سلام کی طرف، جہاں میں ایسے تو ہیں، اوپر پوری آیتیں موجود ہیں میں چھوڑ گیا انہیں، کہ کچھ ایسے تو ہیں جو بار بار آپ کو تنگ کرنے آتے ہیں آپ سے مختلف سوال کرتے ہیں لیکن اے نبی اتنی مایوسی کی بھی بات نہیں ہے ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** ہیں اور وہ ایسے ہیں ان میں سے وہ بھی ہیں جو مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس پہ جو اتارا گیا آپ کی طرف، جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور جو ادا کرنے والے ہیں نماز کے اور دینے والے ہیں زکوۃ کے اور ایمان لانے والے ہیں اللہ اور روز آخرت پہ اور یہی ہیں جنہیں ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے تو ان کی بھی وضاحت کر دی کہ جو **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** ہوتے ہیں

یاد رکھئیے میں ایک جملہ کہنے لگا ہوں کہ جب علم انسان کو صحیح آ جائے نا تو اس کا ایک ثمر ہوتا ہے ایک پھل ہوتا ہے تو اس کو جو علم کے آنے کے بعد آتا ہے اسے **یقین** کہتے ہیں، کیا کہتے ہیں، یقین، believe اندھا یقین، اور ایسا یقین جس کے اوپر کوئی کمپرومیز نہیں، یہ عبادتوں کے بعد آتا ہے علم حاصل کرنے کے بعد آتا ہے اور جسے یقین نہیں نہ ملا تو وہ علم والا بھی نہیں ہے۔

علم والا وہی ہے جسے یقین حاصل ہے یقین کی قوت اس کے اندر ہے (اللہ اکبر)

میں رات بھی یہی گفتگو کر رہا تھا کہ اللہ پاک جس کو کاملین کے درجوں میں رکھتا ہے نا اسے یقین کی قوت عطا کرتا ہے وہ کامل لوگ ہوتے ہیں، یقین کرنے والے۔

و عبد ربک حتی یا تینک الیقین اللہ نے بھی قرآن میں اپنی عبادت کی منزل بیان کر دی کہ **وعبد ربک** اللہ کی عبادت اس طرح کرو **حتی** یہاں تک کہ **یاتینک الیقین** تجھے منزل یعنی یقین حاصل ہو جائے، جسے یقین ہی کوئی نہیں جو ابھی بھی ٹیسٹ ماحول میں ہے کہ ابھی حضرت صاحب کو میں ذرا ٹیسٹ کر لوں فلاں ولی اللہ کو میں ذرا دیکھ لوں، اس کا مطلب یقین اسے نہیں ہے اور جو مقولہ ہے نا کہ

یقین کامل ہوتا ہے پیر کامل نہیں ہوتا ہے۔

یہ بالکل درست ہے اور اس کی جو تفسیر ہے نا کہ یقین کامل ہوتا ہے، پیر کامل نہیں ہوتا یہ اصل میں حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے جس میں آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ

جو مجھ پہ یہ یقین باندھ لیتا ہے کہ میرا خدا ایسا کرے گا میں اس کے ساتھ خو بخو وہی کرتا ہوں جو مجھ پہ یقین کر لیتا ہے کہ میرا خدا میرے ساتھ یہ کرے گا تو اللہ پاک اس کے اس یقین کو توڑتا نہیں ہے۔

یہ حدیث قدسی جو ہے اس پہ اتنی گفتگو کی ضرورت ہے کہ ہمارے تمام عقیدے اس سے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ جو جیسی آرزو رکھے گا تو اللہ فرماتا ہے کہ میں اس کی اس آرزو کے ساتھ اسی طرح اس سے عمل کروں گا (اللہ اکبر)

آپ دیکھیئے صحابہ کرام **الرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ** کی مفسرین نے بڑی گفتگو کی اور مختلف تفاسیر میں **الرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ** کی علامات بیان کی گئی موضوع آگے نکل جائے گا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس کو ایسے بیان کروں کہ یہ ساری زندگی یاد رہے **الرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ** کے کچھ خاص criteria ہیں کچھ خاص علامتیں ہیں جو علم حاصل کرنے کے بعد آئیں تو اس شخص کو **الرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ** کہیں گے

ا) وہ شک نہیں کرتا، اس کے اندر شک نہیں ہوتا وہ کسی ذات پہ شک نہیں کرے گا، وہ علم کے زور پہ اتنا بایقین شخص ہوتا ہے کہ اسے شک نہیں ہوتا اور ہمیشہ وہ اسی چیز پہ believe رکھتا ہے جو نظر نہیں آتی **یو مینین بالغیب** قرآن نے بھی یہی خوبی بیان کی سورۃ بقرہ میں **الم ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقتن ، الذین یو منون با لغیب** وہ تو ایمان لاتے ہیں جو نظر نہیں آتا اس پہ، جو نظر نہیں آتا اس پہ ایمان لاتے ہیں (اللہ)

حد کر دی پوچھا اے عبداللہ کوئی سوال نہیں کرو گے، تو اس کا جواب دیکھیئے کہ اس چہرے کو دیکھنے کے بعد کیا سوال کروں گا یعنی وہ چہرہ دلیل بنایا، چہرہ دلیل بنایا کہ میرے ایمان کی دلیل آپ کا چہرہ ہے، اس چہرے کو دیکھ کے مجھے پتہ چل گیا ہے حالانکہ میں یہودی ہوں، اچھا، یہودی تھے اور تورات کی ان تمام گفتگو کو اچھی طرح جانتے تھے حافظ تورات تھے اور مفسرین نے لکھا ہے کہ تورات میں حضور ﷺ کی جو ساری نشانیاں لکھی ہیں وہ بھی انہوں نے ختم کرنے کی بڑی کوشش کی ہے اور حضور ﷺ کے چہرہ انور کی، اور حضور ﷺ کی ظاہری صورت کی جو علامات ہیں وہ تورات سے بھی خذف کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو آپ چونکہ پرانے حافظ تھے تو ساری علامات آپ جانتے تھے تو وہ ساری علامات آپ کو حضور ﷺ کے چہرے میں نظر آئی اور کہا کہ اس چہرے کو دیکھ کر اور میں نے تورات میں بھی یہی علامات پڑھی ہیں، آپ کے چہرے میں وہ ساری علامات ہیں جو میں نے تورات میں پڑھی ہیں، آپ کا چہرہ دیکھ کر مجھے میری تورات مل گئی ہے تو اصل یہودی وہ ہے جو حضور ﷺ کو مانے، اصل عیسائی وہ ہے جو حضور ﷺ کو مانے، باقی سب اگر کہتے ہیں کہ میں یہودی ہوں تو وہ غلط کہتے ہیں تو وہ ٹیکنیکلی کافر ہیں، جھٹلانے والے ہیں

تو یہ یقین کی قوت ہے جو انسان کو اس قدر بڑے درجے پہ لے جاتی ہے کہ وہاں سوال و جواب کی کوئی گنجائش نہیں رہتی آج کل لوگوں کو یقین کم ہے، کم یقین ہے، اپنے

بزرگوں پہ کامل یقین ہونا چاہئے، اپنے شیخ پہ یقین ہونا چاہئے اندھا اعتماد ہونا چاہئے کہ مجھے اللہ نے جن کے ساتھ جوڑا ہے مولا تیری حکمت سے ان کے ساتھ جڑا ہوں اب یہ کہاں لے جائیں جدھر مجھے کھینچ لیں مولا میں نے تو تیرے ایک بندے سے تعلق جوڑا ہے تیری معرفت کے لئے، ابھی میں نے حدیث پڑھی کہ جو میرا بندہ میری طرف کوئی اپنی آرزو منسوب کرلے گا میں اسی طرح اس کے ساتھ پیش آؤں گا تو اگر آپ کسی اول تو ایسا ہوتا نہیں لیکن اگر ہو بھی جائے کسی ایسے شخص کے قریب بیٹھیں جو کامل نہیں ہے، اس میں کمیاں ہیں کوتاہیاں ہیں لیکن آپ کو اس پہ ایمان یہ ہے کہ میں تو کامل کے پاس بیٹھا ہوا ہوں میں تو کامل کے پاس بیٹھا ہوں تو اللہ آپ کے اس ایمان کو توڑے گا نہیں، آپ کو فیض ملے گا چاہے اس کی پچھلی ساتوں نسلوں سے اللہ نکال کے دے وہ فیض آپ کے سینے میں اللہ پہنچا دے گا۔

کیونکہ آپ کا believe یہ ہے کہ یہ بندہ کامل ہے اور اگر آپ کا یقین نہیں **الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** نے آپ کو یقین نہیں دیا، آپ علم کے اس درجے پہ نہیں یقین کی وہ قوت نہیں ہے تو آپ چاہے غوث اعظمؒ کے قریب بیٹھ جائیں، کسی بہت کامل جن کے بہت مرید ہیں ان کے ساتھ بیٹھ جائیں یقین ان پہ کوئی نہیں ہے ایویں دونمبری لائی ہوئی ہے یقین کوئی نہیں وہ بے شک اس وقت کاملین میں بھی ہو اللہ پھوٹی کوڑی فیض نہیں آنے دے گا تیرے پاس، کیونکہ تو نے اندر جو اس کے ساتھ یہ believe رکھا ہے وہ یہ ہے کہ یہ تو عام سا بندہ ہے تو بس اس درجے کی وجہ سے سارے کی وجہ سے اس شک کی وجہ سے سارے کی ساری فیض کی کیفیت ختم ہو جائے گی۔

حضرت فاروق اعظمؓ کی یقین کی کیفیت ملاحظہ کریں (سبحان اللہ) اللہ پاک ساری رحمتیں گنبدِ حضری میں آپؐ کے روضہ انور پہ پہلے ہی نازل کر رہا ہے اور نازل فرمائے، آپؓ فرماتے ہیں بہت پیارا جملہ

اگر مجھے آواز آئے کہ ساری دنیا میں تمام لوگوں کو دوزخ میں جانے کا حکم ہوا ہے اور صرف ایک بخشا گیا ہے تو مجھے اپنے محمد ﷺ پہ اتنا یقین ہے کہ وہ عمرؓ ہو گا جو بخشا جائے گا۔

مجھے اتنی تربیت دی ہے انہوں نے مجھے اپنی نبی پہ کوئی شک نہیں جو انہوں نے مجھے بنا دیا ہے جو وہ میرے ساتھ کر گئے ہیں ساری دنیا دوزخ میں جاسکتی ہے عمرؓ نہیں جاسکتا، اتنا یقین ہے اور اپنی طرف عاجزی اتنی ہے دوسری طرف اتنا فقر ہے اتنا اپنی ذات کے ساتھ عاجزی ہے کہ اگر ساری دنیا میں آواز آئے کہ سارے جو ہیں جنت میں جارہے ہیں اور ایک جو ہے دوزخ میں جارہا ہے تو وہ عمرؓ ہوگا مجھے اپنی کسی عبادت پہ ناز نہیں ہے مجھے اپنی کسی بھی نیکی پہ گھمنڈ اور غرور نہیں ہے مجھے کوئی پتہ نہیں میرا کیا بنے گا لیکن ایک طرف حضور ﷺ پہ اتنا یقین ہے کہ ساری دنیا دوزخ میں جارہی ہے اور کوئی ایک جنت میں جائے گا تو وہ عمر ہوگا۔

ایسا believe ہو تو انسان کامیاب ہے، ایسا یقین ہو فیض اس کو ملتا ہے، آپ دیکھیں نا جو میں رات بھی عرض کر رہا تھا کہ جو ذکر ہم کرتے ہیں کتنا ذکر کرتے ہیں سانس سے کرو، آنکھیں بند کرو، فیض آرہا ہے اللہ کی بارگاہ سے، خانہ کعبہ سے، گنبد حضری میں شیخ کے سینے سے لہروں کی لہریں، کدھر ہیں نظر آئی ہیں کبھی، کبھی کسی نے سمندر دیکھا ہے، دھیان کریں شک نہ کریں یقین کریں، یہ فیض اصل میں یقین کا ہی نام ہے، فیض اصل میں یقین کا ہی نام ہے اور کیا ہے، آپ یقین والے ہیں ساتوں سمندر دور بیٹھ جائیں جا کے، ساتوں سمندر سے زیادہ فیض آپ کے سینے میں ہی جائے گا۔

آپ یقین والے نہیں ہیں حضرت کے قدموں کے اندر جراب بن کر پہن لیں اپنے آپ کو یقین ہی کوئی نہیں تو قریب بھی بیٹھ جائیں گے تو اس سے حاصل کچھ نہیں ہوگا، عوام چونکہ بے یقینی ہوتی ہے ہماری عوام ۹۹ فیصد بے یقینی کی کیفیت میں، انہیں کسی پہ کوئی یقین نہیں، اپنے باپ پہ یقین نہیں کرتے یہ، فیض کہاں سے پائیں گے، اللہ کی رحمت کہاں سے پائیں گے، فضل کہاں سے ملے گا، کرم کہاں سے آئے گا ارے تم یقین تو کرو، میں کہہ رہا ہوں بے شک کامل نہ بھی ہو اللہ پاک اس یقین کی لاج رکھ لیتا ہے کہ میرے اوپر اس نے یقین رکھا کہ مجھے اللہ کا فیض اس سے ملے گا تو میں اس کا یقین توڑوں گا نہیں، ضرور دوں گا اسے، یقین ہی کوئی نہیں اور اپنے جو ہے بازوؤں پہ اور اپنی محنت پہ بڑا یقین ہے کہ میں خود کرلوں گا سارا کچھ اور میں خود کرلوں گا تو ایسا نہیں ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ، سنیئے **آپ سب نقشبندی ہیں اللہ آپ سب کو نقشبندیت کا فیض عطا کرے** آپ نقشبندی ہیں، حضور مجدد پاکؒ سے جب پوچھا گیا تھا کہ حضور آپ مجدد کیسے بنے، آپ کو مجدد الف ثانی دوسرے سال کے مجدد کا خطاب حاصل ہوا، ہمیں تعلیم دیجئے کہ آپ کو یہ کیسے ملا ہے بڑا خوبصورت سوال تھا اور میں ان مریدوں کو

ہدیہ تعریف پیش کرتا ہوں جنہوں نے ہم جیسیوں کے لئے یہ سوال پوچھا کہ حضرت ہمیں بتایئے کہ آپ مجدد الف ثانی کیسے بنے تو فرمایا کہ بہت سادہ سا جواب ہے مجھے میرے عقیدے نے مجدد الف ثانی بنایا ہے، مجھے کسی عبادت نے نہیں بنایا، کہا حضور آپ کا عقیدہ اور ہمارا عقیدہ ایک جیسا ہی ہے، کہا نہیں

میرا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں زندہ لوگوں میں میرے شیخ سے بڑھ کر کوئی اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا

اور اس پہ میں کوئی دوسری بات سننے کو تیار نہیں ہوں لوگوں مجھے میرے اس عقیدے نے مجدد الف ثانی بنایا کہ دنیا میں زندہ لوگوں میں میرے شیخ سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں ہے، حضرت باقی باللہؒ سے کون واقف نہیں، آپ کی ذات اقدس ایسی اعلیٰ ذات تھی فرمایا میں اس پہ کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا یہ میرا عقیدہ ہے اور میرا ایمان ہے کہ میرے اس عقیدے نے مجھے اس جگہ تک پہنچا دیا ہے۔

تو **الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** کے اندر پہلی علامت میں نے عرض کر دی کہ وہ شک نہیں کرتے اور دوسرا وہ یقین کرتے ہیں، شک نہیں کرتے اور دوسرا یقین کرتے ہیں اور چند لمحوں میں وہ سب کچھ لے جاتے ہیں اس یقین کی وجہ سے، پہلی بار اپنے حضرت کے پاس آئے بیعت فرمائی اور حضرت باقی باللہؒ نے اسی وقت آپ کو خلافت عطا کر دی ، مریدوں نے پوچھا حضور یہ کیا کر دیا ہے آپ نے ، ہم دس پندرہ سالوں سے آپ کی خدمت میں ہم آپ کے جوتے سیدھے کرتے رہے ، ہم آپ کے ساتھ ساتھ رہے آپ نے خلافت ابھی ایک بچہ سا آیا نوجوان سا لگتا ہے آپ نے اسے دے دی، فرمایا کہ تم سب بے یقینے ہو یہ اپنے اندر یقین کے سمندر لے کر آیا ہے یہ سب کچھ لے کر آیا ہے اپنے اندر تو لہذا اسے نہ دیتا تو کسے دیتا، ہم نمازی بھی ہیں لیکن بے یقینے ، روزے دار بھی ہیں لیکن بے یقینے ، نیک بھی ہیں لیکن یقین پھر کوئی نہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کا ہی قول سنیئے ، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اگر کوئی اللہ پہ صحیح یقین کرلے کامل اعتماد کرلے تو اللہ پاک اس کو اتنی قوت دے سکتا ہے کہ وہ پانی پہ چل سکتا ہے اور اس کا رزق اسی طرح آئے گا جس طرح اللہ پرندوں کو رزق عطا کرتا ہے۔

تو یہ یقین کی کیفیات ہیں جب انسان اللہ پہ باندھ لیتا ہے تو **الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** کے بعد یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے اور بعض وہ ہوتے ہیں جنہیں اللہ نے ، وہ builted ہوتے ہیں اللہ کی طرف سے مادر زاد یقین کے لوگ ہوتے ہیں، بعض ہوتے ہیں انہیں تربیت کے بعد علم حاصل ہوجاتا ہے جب وہ علم لیتے ہیں تو اس کے بعد وہ علم کی گہرائیوں میں پہنچتے ہیں تو انہیں علم مل جاتا ہے، شک ختم ہوجاتا ہے ان کے اندر (اللہ اکبر)

تو فرمایا کہ صرف۔ **الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** نہیں ہے اس کے بعد وہ تمام علامتیں موجود ہیں، وہ اے نبی ﷺ آپ پہ بھی ایمان لاتے ہیں، وہ نماز بھی ادا کرتے ہے، وہ زکوۃ بھی

دیتے ہیں وہ اللہ اور روزِ آخرت پہ ایمان بھی لاتے ہیں اور ہم ان کو ضرور اجرِ عظیم دیں گے کہ انہوں نے کبھی بھی تیری نافرمانی یا تیرے ساتھ کبھی بھی انہوں نے بے یقینی نہیں کی ہے اپنی تمام چیزیں وہ چھوڑ چکے ہیں، جو تو کہتا ہے وہ وہ کرتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن سلام کی طرف بھی اشارہ ہے اور اسی طرح وہ لوگ جوان کے ساتھ اس وقت لگے اور انہوں نے اپنی ضد چھوڑ دی اور جو حضور کہتے رہے وہ وہ ہی کرتے رہے تو اللہ پاک انہیں اجرِ عظیم دینے کا وعدہ کر رہا ہے کہ جنہوں نے اپنی تمام دینی عبادتیں چھوڑ کر حضور ﷺ کے دین کو اپنا لیا جیسے جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ویسے ویسے کرتے رہے تو یہ صرف یقین ہی نہ ہو بلکہ اس کے بعد عمل بھی ہو، مجھے بہت یقین ہے کہ میرے حضرت بڑے کامل ہیں لیکن حضرت کی بات کوئی نہیں ماننی، دیکھیں قرآن نے صرف اتنا ہی نہیں کہا، **الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** تو ہیں وہ، شک انہیں کوئی نہیں ہے حضور پہ یقین ہے، لیکن نماز کی پابندی کا ذکر کیا، زکوۃ کی ادائیگی کا بھی ذکر کیا، روزِ آخرت پہ ایمان کا بھی ذکر کیا اور تمام اعمال بھی ذکر کر دیئے کہ نیڑہ یقین ہی نہ لئے پھرو، مجھے بخشوا لیں گے، مجھے بخشوا لیں گے بھئی بخشوا کیسے لیں گے جب تک تمہارے تمام اعمال ساتھ نہ ہوں گے تو یہ عقیدہ بھی ساتھ لے کر جانا ہے کہ صرف یقین نہیں بلکہ ساتھ ساتھ وہ تمام اعمال جو شیخ اب کہہ رہا ہے کہ آؤ بھئی درود

شریف پڑھورات کو، اب آ ؤ بھی استغفار پڑھو، اب گناہوں سے بچو، جو جو تمہیں تعلیم دی گئی ہے اس پہ عمل کرو، وہ عمل ساتھ ساتھ چلے گا تو عمل اور یقین کی وہ کیفیت حاصل ہو جائیں گی اور اللہ کی طرف سے اجرِ عظیم حاصل ہو جائے گا، یہ آج تک آیت اسی طرح جگمگا رہی ہے جو حضور ﷺ کے دور میں تھی آج بھی یہ اسی طرح ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ تعلق بنا لیتے ہیں **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** میں آ جاتے ہیں یقین کر لیتے ہیں تو صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے آگے انہیں ساتھ ساتھ اعمال بھی کرنے ہیں

اللہ سے دعا ہے اللہ عمل کی سعادت عطا فرمائے، آج کے لئے ہماری یہ دو آیتیں جو ہم نے آج پڑھی اللہ انہیں سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

یہودی عالم دین عبداللہ ابن سلام کا اسلام قبول کرنا

قرآن پاک کو سمجھنے کی اس مبارک کلاس میں عالم القرآن کورس کے اس مبارک موقعے پہ آپ سب کو ہدیہ مبارکباد ہے قرآن پاک کو سمجھنے کا یہ حسین وقت جو ہر جمعے کو ہمیں اللہ پاک عطا فرماتا ہے آپ سب تشریف لاتے ہیں قرآن پاک کو سمجھتے ہیں آیئے آج کی ہماری گفتگو جو سورۃ نساء کے اندر تھی اور آج کا ہمارا موضوع صفحہ نمبر ۴۲۰ کے اوپر آیت نمبر ۱۶۲ ہے

اللہ نے ارشاد فرمایا

آیت ۱۶۲

لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِا للّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط اُولٰٓئِکَ سَنُؤْتِیْھِمْ اَجْرًا عَظِیْمًاO

ترجمہ:

لیکن وہ جو پختہ ہیں علم میں ان سے وہ بھی اور جو مسلمان ہیں اور ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے، اور نماز کے صحیح ادا کرنے والے ہیں اور زکوۃ کے دینے والے ہیں اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لانے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اجرِ عظیم دیں گے۔

یہ گفتگو جو اس آیت میں کی گئی اس سے پہلے ہماری پچھلی کلاس کے اندر یہ بات ہو چکی ہے کہ اللہ پاک نے یہ گفتگو جو ہے یہودیوں کے حوالے سے شروع فرمائی ہے اس سے پہلے کی آیت میں یہودیوں کے حوالے سے کلام ہو رہا ہے اور یہ بات بھی ہو چکی ہے کہ یہ آقا ﷺ سے عجیب وغریب مطالبے کرتے تھے کہ جن میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا اگر آپ اللہ کے سچے نبی ہیں تو آپ یہ قرآن پاک تھوڑا تھوڑا کیوں نازل کروا رہے ہیں پوری کتاب اکھٹی کیوں نہیں نازل کروا دیتے ہم آپ کو تب سچا نبی مانیں گے جب آپ اکھٹا قرآن پورے کا پورا نازل کروا کے دکھائیں گے تو اس طرح کے عجیب وغریب جو ان کی عادات تھیں کہ نبیوں کو چیک کرتے تھے تو یہ مطالبہ بھی کیا گیا تو اللہ نے پچھلی آیات میں یہ باقاعدہ اپنے نبی سے گفتگو فرمائی کہ اے نبی آپ ان کی الٹ پٹانگ قسم کی جو یہ آپ سے مطالبے کرتے ہیں ان پر نہ جائیں کہ اس سے بھی عجیب وغریب مطالبہ یہ موسیٰ سے کر چکے ہیں، موسیٰ سے انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں پہلے اپنا خدا دکھاؤ اور پھر ہم تم پر ایمان لائیں گے تو آپ نہ پریشان ہوں آپ نا ان کے لئے کوئی اتنا ذہن میں لائیں یہ ایسے ہی مطالبے کرتے ہیں یہی گفتگو جاری ہے تو جو آج کی آیت پڑھی گئی اس درس میں ''لیکن جو پختہ علم میں ہیں ان میں سے'' یعنی ان میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو علم میں پختہ ہیں **الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کی یہاں پہ اللہ نے گفتگو کی ہے لفظ استعمال کیا **الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** علم میں پختہ۔

اس سے پہلے کہ میں اس کا شان نزول عرض کر دوں تا کہ مزید اس آیت کی سمجھ جو ہے وہ آئے اور اس آیت پہ جو اللہ نے خاص معاملہ اور خاص گفتگو کی ہے وہ شروع کی جائے **الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** سے مراد حضرت عبداللہ ابن سلام جو یہودی عالم دین تھے وہ ہیں اور اسی طرح اور بھی یہودیوں کے علماء جو حضور ﷺ پہ ایمان لے کر آئے جن میں حضرت قاب ؓ بھی ہیں اور حضرت عبداللہ بن سلام ؓ یہ دو وہ یہودی خاص علماء تھے جنہوں نے حضور ﷺ پہ ایمان لایا اور آپ کا کلمہ پڑھا ہوا یہ تھا کہ جب حضور ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو آپ کی شہرت پہنچی کہ مدینہ میں ایک شخص ہے جس نے نبوت کا دعوی کیا ہے اور وہ نبی ہونے کا اعلان کرتا ہے اور اس نے یہ دعوی کیا ہے کہ مجھ پہ وحی بھی آتی ہے تو عبداللہ ابن سلام جو ہیں وہ تورات کے حافظ ہیں، حفظ تورات آپ کو حاصل تھی اور جید عالم سمجھے جاتے تھے یہودیوں کے اور بہت اچھا مقام تھا نمایاں مقام تھا نمایاں حیثیت تھی اور لوگ بڑی عزت سے دیکھتے تھے آپ کو اور آپ کی بڑی قدر تھی یہودیوں کے اندر، جب آپ نے یہ سنا تو اپنے تمام خواریوں سے یہ کہا کہ آج جی چاہتا ہے کہ میں بھی جا کر

دیکھوں تو سہی کہ وہ کون ہے دوسرا آپ کے حسن کا بھی بڑا چرچا ہوا اور آپ ﷺ کی خوبصورتی کا، جو دیکھتا ہے وہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے اور اتنا پیارا اللہ نے آپ کو خاص کشش سے نوازا تھا اس کی بھی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

عبداللہ ابن سلام جو تھے یہ بھی بڑے خوبصورت تھے اور آپ کو بھی حسن کے حوالے سے پہچانا جاتا تھا تو آپ نے خود فرمایا کہ ایسا کون ہے؟ جو مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے تو چلو آج دیکھتے ہیں تشریف لے گئے تو مدینہ شریف تشریف لے گئے اور پوچھا تو پتہ چلا کہ آپ مسجد نبوی میں اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں تو مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے اور آپ نے پوچھا کہ اللہ کا نبی تم لوگ جسے کہتے ہو وہ کہاں ہوگا، لوگوں نے بتایا کہ آپ مسجد نبوی شریف میں چلے جائیں وہاں پہ تشریف رکھتے ہے

حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ایک بڑا حلقہ لگا کے آپ کسی گفتگو میں مصروف تھے صحابہ بیٹھے ہوئے ہیں گول دائرے میں، آقا ﷺ گفتگو فرما رہے ہے آپ کا چہرہ انور دروازے کی طرف تھا، مسجد نبوی کا دروازہ جو ہے اس کی طرف آپ کا چہرہ تھا ادھر سے یہ جب اندر داخل ہوئے تو دروازہ جو ہے اس طرح تھا کہ بند نہیں تھا بلکہ تھوڑا سا کھلا تھوڑا سا بند تھا تو عبداللہ بن سلام جو ہیں آپ نے اپنے ہاتھ سے دروازے کو ایسے جب کھولنے کی کوشش کی تو وہ لکڑی کا دروزہ تھا تو کھلتے ہوئے اسے وقت لگا آواز بھی آئی تو چونکہ حضور ﷺ آپ کا چہرہ مبارک چونکہ دروازے کی طرف تھا تو آپ نے نظریں اُٹھا کر دروزے کی طرف دیکھا جونہی دیکھا تو سامنے عبداللہ ابن سلام بھی تھے تو دونوں کی نظریں مل گئی بس یہیں پہ کائنات جو ہے تھم گئی کائنات رک گئی حضرت عبداللہ ابن سلام جو ہیں وہ دیکھتے رہ گئے ایسا حسن

؎ حسیناں جمیلاں دامنہ موڑ دیتا محمد ﷺ بنا کے قلم توڑ دیتا

؎ داستان حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی اور جب سمٹی تو تیرا نام لے کر

وہ ایسا جلوہ تھا کہ وہ دیکھتے رہ گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے چہرہ جھکا لیا حضور ﷺ کے سامنے ہاتھ ہاتھوں پہ رکھ لئے اور التحیات کی شکل میں بیٹھ گئے (اللہ اکبر)

کئی لمحے ایسے ہی گزر گئے صحابہ بھی انتظار میں ہیں سب پہچانتے ہیں کہ کون آیا ہے کہ ابھی کوئی سوال کریں گے جیسے پہلے بڑے یہودی سوال کرتے تھے اور آ کر حضور سے عجیب وغریب مطالبے کرتے تھے تو ابھی توقع یہی تھی کہ ابھی یہ بھی کوئی سوال کریں گے لیکن کئی لمحے خاموشی سے گزر گئے حضور ﷺ بھی انتظار کر رہے ہیں صحابہ بھی انتظار کر رہے ہیں لیکن آپ چہرہ جھکا کر خاموشی سے بیٹھے رہے، یہاں تک کہ آقا ﷺ نے خود کلام فرمایا، آپ نے فرمایا کہ

اے عبداللہ کس ارادے سے آئے ہو تو حضرت عبداللہ نے سر اُٹھایا اور چہرے کی طرف نظریں گھاڑتے ہوئے فرمایا کہ اے محمد ﷺ میں مسلمان ہونے آیا ہوں، صحابہ کی تھوڑی دیر کے لئے تو خیرت سے عجیب ہی حالت ہوئی کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جو مطالبے کرتے نہیں تھکتے اور آج جو ہے ایمان لانے اور اسلام کے لئے آئے ہیں اور کوئی مطالبہ نہیں ہے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ اے عبداللہ کوئی سوال جواب نہیں کرو گے کوئی سوال پوچھ لو جس کا میں جواب دے دوں تو عبداللہ ابن سلامؓ نے جو جواب دیا وہی اس آیت کا مفہوم ہے۔

الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ آپ نے فرمایا کہ اس چہرے کو دیکھنے کے بعد بھی اگر کوئی سوال ہے تو وہ کوئی سوال نہیں ہے، اس چہرے کو دیکھنے کے بعد تو صرف مسلمان ہی ہوا جا سکتا ہے یعنی جو علم والے ہوتے ہیں انہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی انہیں کسی دلیل کی حاجت نہیں ہوتی انہیں کسی سوال جواب کے اندر پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تو حضور ﷺ نے آپ کو کلمہ پڑھا کے مسلمان کیا تو وہ لوگ جو علم میں پختہ ہوتے ہیں۔

الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ہوتے ہیں ان کے لئے اللہ کو پہچاننا بڑا آسان ہو جاتا ہے ان کے لئے سوال جواب، اے وی ویکھاں میں اے وی ویکھاں، وہ بھی دیکھوں یہ بھی دیکھوں تب جا کر میں مانوں گی کہ کوئی ہے آپ کے پاس شے، علم والوں کا علم انہیں خود جواب دے دیتا ہے، علم والوں کا علم انہیں ہر قسم کی گمراہی سے بچا لیتا ہے تو چونکہ آپ صحیح تورات کے حافظ تھے لہذا آپ دیکھیں جوانہوں نے جواب دیا کہ اس چہرے کو دیکھنے کے بعد اسکی وجہ یہ تھی کہ تورات کے اندر حضور ﷺ کی صفت اور حضور ﷺ کے چہرے کا ذکر ہر صفحے پہ موجود تھا ہر صفحے پہ ہر جگہ، کہیں حضور ﷺ کی ناک مبارک، کہیں حضور ﷺ کی آنکھ مبارک، کہیں حضور ﷺ کی پیشانی مبارک، کہیں حضور ﷺ کی گال مبارک

کہیں حضورﷺ کی داڑھی مبارک، پوری کی پوری جو آپ کی داستان ہے حسن کی وہ پھیلی ہوئی ہے تورات میں مختلف جگہوں پہ،اب تو خیر انہوں نے بدل دی ہے چونکہ وہ آپ پڑھتے رہتے تھے آپ حافظ تھے یہ جو اللہ کا اخری نبی آئے گا وہ ایسا ہوگا ایسا ہوگا اس کی اس طرح کے اوصاف ایسی گفتگو ایسی ظاہری خالت تو چونکہ وہ پڑھا ہوا تھا علم موجود تھا آپ کے پاس وہی شکل جب سامنے آئی جو پڑھا ہوا تھا تو کوئی شک نہیں رہا اور فورا کہا کہ اس چہرے کو دیکھنے بعد بھی کوئی سوال کروں گا،اس چہرے کو دیکھنے کے بعد کیا سوال کروں ،سوال تو میرے سارے حل ہو گئے (اللہ اکبر)

تو لہذا علم میں جو لوگ پختہ ہوتے ہیں میرے بیٹوں ان کے لئے اللہ کی معرفت حاصل کرنا بڑا آسان ہوتا ہے لہذا علم میں پختگی اختیار کریں جیسے کہا جاتا ہے نا کہ **نیم حکیم خطرہ جان نیم حکیم** جو پورا حکیم نہ ہو جس کو تھوڑا تھوڑا پتہ ہو دوائیوں کو زیادہ in depth اس کو نہیں پتہ کہ کونسی دوائی کیا کیا کام کرتی ہے تو وہ خطرہ جان ہے وہ جان لے لے گا کیونکہ اس کو دوائیوں کا اتنا پتہ نہیں ہے وہ تمہاری جان ضائع کردے گا، ایسے ہی فرمایا کہ نیم اللہ خطرہ ایمان' جو پورا علم نہیں نا حاصل کرتے نیم اللہ، مولوی پورے نہیں ہوتے آدھے پچدے مولوی، تھوڑا سا آتا ہے تھوڑا نہیں آتا ہے کچھ آتا ہے کچھ نہیں آتا ہے، نیم اللہ جو ہوتے ہیں وہ خطرہ ایمان پہ ہوتے ہیں، ایمان جانے کا خدشہ ہے کیونکہ انہوں نے پوری طرح سے علم لیا ہی نہیں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور خاص طور پہ آپ لوگ جو قرآن سیکھ رہے ہیں سمجھ رہے ہیں، ہر چیز کی گہرائی میں جایا کریں سمجھا کریں علم میں پختگی اختیار کریں پختہ علم وہ ہوتا ہے جس علم کے بعد شک مٹ جائے، کونسا علم پختہ ہوتا ہے، جس علم کے بعد شک نہ رہے، جب شک کوئی نہ رہے، جب شک موجود ہے تو پتہ نہیں سچ ہے کہ جھوٹ ہے، پتہ نہیں صحیح کہہ رہے ہیں غلط کہہ رہے ہیں پتہ نہیں میرے کام ہوں گے نہیں ہوں گے، پتہ نہیں میرے حضرت نے مجھے جو دعا دی ہے یہ پوری بھی ہونی ہے کہ نہیں ہونی ، جب تک شک ہے نا اس وقت تک آپ کا علم پختہ نہیں ہے اور یہ بہت بڑا مرض ہے اس مرض سے نکل جائیں اللہ تعریف کررہا ہے ان لوگوں کی، تمام لوگوں کا وہ پہلے ذکر کردیا جنہوں نے حضور کے خلاف بہت ساری وہ تمام باتیں کی لیکن سپیشل خاص طور پہ ذکر کیا ان لوگوں کا کہ **لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** لیکن اے نبیﷺ ان لوگوں کا ذکر میں خود کروں گا جو علم میں بڑے پختہ ہیں، ہیں ان میں سے لیکن علم میں بڑے پختہ انہیں زیادہ دلیلوں کی ضرورت نہیں (اللہ اکبر)

آپ دیکھیں کہ اگر علم پختہ ہو تو یہودی بھی اسلام لے آتا ہے اور اگر علم پختہ نہ ہو تو آج کے مسلمانوں کا حال دیکھیں آپ ، چونکہ نہ نماز کا صحیح علم ہے نہ روزوں کا صحیح علم ہے نہ اللہ والوں کی صحبت کا صحیح علم ہے اور نہ ان کی عزت کا صحیح علم ہے، ہم ناسطحی لوگ ہیں ہم depth میں جانا پسند ہی نہیں کرتے، ہم اخبار بھی سرخیوں میں پڑھنے والی قوم ہیں، موٹے موٹے حرف پڑھ لیں گے اندر کیا ہورہا ہے یہ گفتگو نہیں جاننے کی کوشش کریں گے لہذا پوری طرح علم نہیں ہوگا تو اسلیے مارے جائیں گے پوری طرح جانئے ہر شے سمجھئیے اللہ نے جو خاص طور پہ شریعت کے جو اصول بیان کئے ہیں ان کو جاننا از حد ضروری ہے، کلمہ کیا ہوتا ہے اسکی کیا حقیقت ہے پتہ ہونا چاہئے، نماز کی حقیقت کیا ہے نماز کے معاملات کیا ہیں پتہ ہونا چاہئے روزہ کیا ہے اور کس طرح روزے سے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے پتہ ہونا چاہئے زکوۃ کیا ہے کب دیتے ہیں، کیسے دیتے ہیں، کتنی دیتے ہیں ، حج کیا ہوتا ہے حج کب ہوتا ہے کس طرح ہوتا ہے کیسے اس کے لوازمات ہیں، علم ہی کوئی نہیں ہے اور کہلواتے ہیں جناب مسلمان، نا پختہ علم انسان کو سوائے ٹینشن کے اور کچھ نہیں دیتا جو علم میں نا پختہ ہوتے ہیں، آپ علم کے ساتھ آپ جس عمل میں بھی آئیں اللہ اس عمل کو نیکی بنا دے گا کیونکہ آپ کا علم پختہ ہے، بہتر علم ہے آپ کے پاس تو میری یہ نصیحت ہے آپ سب کو کہ آپ یہاں جو آج آیتیں پڑھ رہی ہیں ابھی یہ آغاز ہے ابھی یہ شروع کا معاملہ ہے اس سے بھی آگے جانا ہے سمجھیں بڑے برے معاملات سمجھیں علم لیں بزرگوں کی کتابیں پڑھ کے سمجھیں اسے، سوال جواب کیا کریں۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت صاحب نے جب ہمیں ٹرم سیکھائی تھی **الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** جو علم میں پختہ ہو جائیں تو آپ نے اس کی ایک علامت بیان کی تھی آپ نے فرمایا کہ جو علم میں پختہ ہوتے ہیں نا وہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنا ہر شک مٹا دیتے ہیں اپنے ہر شک کو مٹا دیتے ہیں آپ اپنا یہ جملہ کہہ کر تو نکل گئے لیکن میں نے بعد میں اس جملے کی وضاحت اکیلے میں پوچھی کہ حضور شک کیسے مٹتا ہے تو آپ نے فرمایا شک اس طرح مٹے گا جب آپ اپنے اندر پیدا ہونے والے ہر سوال کا جواب ڈھونڈیں گے، اپنے اندر پیدا ہونے والے ہر سوال کا جواب ڈھونڈیں وہ ملے گا آپ کو اللہ پہنچائے گا وہ آپ کو جواب اور اس سے آپ کا ہر شک مٹے گا اور اس سے آپ **الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ** ں

شامل ہو جائیں گے میں نے کہا بس، مجھے یاد ہے میں نے پھر حضرت کا وہ کہتے ہیں نا پیچھا نہیں چھوڑا فون پہ گفتگو کبھی ملتے تو علیحدگی میں گفتگو کبھی جو ہے تو آپ سے ہر حالت میں ، جو شک آیا ہے نا اسے رفع کیا ہے کہ مجھے یہاں پہ شک آ رہا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی تو اس شک کو دور کیا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اتنے محبت والے سٹوڈنٹس ، پڑھنے والے، پڑھنے والیاں ہیں، لیکن شاید کوئی اکا دکا ہوگی جو کبھی اس لئے فون کرتی ہو کہ حضرت آج یہ بات پڑھی تھی تو اس میں شک ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی میرا ذہن شک میں آ گیا ہے، کوئی بھی نہیں پتہ ہی کوئی نہیں ہے بس ایک چل چلاواں والا ماحول رکھا ہوا ہے درس لے لیا، سبحان اللہ کہا، تھوڑا سا لکھا اور نکرے لگ گئے اور سمجھ لیا کہ مجھے علم آ گیا ہے

ایسا کچھ بھی نہیں ہے آپ کا یہ علم آپ کو کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک آپ **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** نہ ہوں وہ علم جب تک آپ کے اندر ہضم ہو کر آپ کے بال بال تک نہ پہنچے اس علم سے کچھ حاصل نہیں ہوتا وہ سوائے ٹینشن کے آپ کے لئے کچھ بھی نہیں ہے

،حضرت امام غزالیؒ نے اس لئے کہا کہ **العلم الحجاب الاکبر علم سب سے بڑا پردہ ہے اللہ کی راہ میں**

آپ کے شاگردوں نے پوچھا حضور آپ خود ہی کہتے ہیں کہ علم لو، علم لو گے تو اللہ کو پہچانو گے، آپ کہہ رہے ہیں کہ علم پردہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ علم وہ پردہ ہے جو اس طرح حاصل کیا جائے کہ شک والا علم، پتہ نہیں ہے کہ نہیں ہے موجود ہے، تھوڑا ہے زیادہ ہے تو یہ حالت جب ہوگی نا تو اس وقت فائدہ کوئی نہیں ہونا ایک مثال سے سمجھاتا ہوں امید ہے

ؔ اندازِ بیان اگرچہ کچھ شوخ نہیں ہے   شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

ِ الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور قصر نماز تھی تو سفر میں تھے آپ، تو نماز قصر کھڑی ہوئی پڑھنے کے لئے آپ کھڑے ہوئے تو نماز قصر کے اگر مسائل پتہ تھے تو آسانی ہوگئی دو فرض پڑھے صرف ظہر کے دو فرض پڑھے عشاء کے اور دو ہی پڑھے جو ہے عصر کے، تو یہ تینوں نمازوں میں آدھی نماز کر لی اور سنتیں پوری پڑھی اسی طرح اگر کسی نے قضاء نمازیں پڑھنی ہیں اور اگر وہ **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** ہے اسے علم کی رسوخ حاصل ہے اسے علم کی پختگی خاصل ہے تو وہ قضاء نماز پڑھتے ہوئے وہ اس بات کا خیال رکھے گا کہ یہ نماز پہلے ہی قضاء ہے تو اس میں سورۃ فاتحہ پڑھے گا ساتھ کوئی سورۃ ملائے گا **سبحان ربی العلی** ایک بار کہے گا اور **سبحان ربی العظیم** بھی ایک بار کہے گا اور التحیات کہنے کے بعد کوئی بھی درود شریف پڑھ لے گا ﷺ پڑھ لے گا اور ساتھ ہی رب جعلنی کی بجائے **ربنا اعدتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرت حسنة وقناعذا ب النار** کہہ کر سلام پڑھ لے گا شرطیں پوری ہوگئی درود پاک بھی ہوگیا اور دعا بھی ہوگئی تو جسے پتہ ہی نہیں ہے قضاء نماز بھی پڑھ رہا ہے اور پوری پڑھتا جا رہا ہے بھئی وہ قضاء ہو چکی ہے اس میں صرف شرطیں پوری کر وا اور صرف سلام پھیر دو تو ایسے بہت سارے معاملات ہیں جب آپ **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** ہوتے ہیں تو آپ کے لئے بہت ساری آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** نہیں ہوتے، وہ پورا علم نہیں لیتے سمجھتے نہیں ہیں صحیح طرح (اللہ اکبر) لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہ انہی کو نصیب ہوتی ہے **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** ہونا انہی کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرتے ہیں وہ **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** ہوتے ہیں انہیں اللہ علم میں رسوخ عطا کرتا ہے علم میں پختگی عطا کرتا ہے پکا علم ہو جاتا ہے ان کا جیسے حضرت شاہ نقشبندؒ اللہ ساری رحمتیں آپ کے روزہ انور پہ نازل فرمائے آپ نے ایک جملہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ

طریقت کا علم جو ہے وہ نماز پڑھاتا نہیں ہے وہ نماز کو دیکھا دیتا ہے

اس سے مراد کیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ مرید وہی ہوگا جو نماز پڑھتا نہیں ہے نماز دیکھتا ہے اور دیکھنا علم کے ساتھ ہے **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** والے لوگ نماز دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ نماز پڑھ نہیں رہے ہوتے انہیں رکوع نظر آ رہا ہے، انہیں سجدہ نظر آ رہا ہے انہیں التحیات نظر آ رہی ہے انہیں اللہ کے تمام معاملات نظر آ رہے ہیں۔

جیسے آقا علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

جب کوئی نماز پڑھے تو ایسے پڑھے جیسے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔

تو وہ دیکھنے کی حد تک تب وہاں جائے گا نا جب علم لے گا، اور ہم آدھے علم والے لوگ ہیں تھوڑا بہت بس پتہ ہوتا ہے اور اسی پہ ستر اسی سال زندگی گزار جاتے ہیں اور علم کوئی حاصل نہیں ہوتا اللہ کی معرفت کا ایک چھوٹا سا ذرہ بھی حاصل نہیں ہوتا اور حج جناب نے دس کئے ہوئے ہیں اور اللہ کے کرم کا اور اللہ کے نبی کی محبت کا کوئی جام نہیں پیا اور مدینہ شریف میں جناب نے اعتکاف بھی کیا ہوا ہے تو اس سے پتہ چلا کہ بعض معاملات میں آپ کو پختہ ہونا پڑتا ہے تب جا کر وہ معاملے سامنے آتے ہیں اور پختگی آنے سے ہے بار بار بیٹھنے سے ہے بار بار اپنے نفس کو مارنے سے ہے اپنے نفس کے ان تمام معاملات کو اللہ کے آگے قربان کرنے سے ہے جس سے نفس حکم دیتا ہے اس سے بچنے سے ہے

آج میں جمعے میں عرض کر رہا تھا کہ **اللہ والوں کا تو یہ حال ہے کہ میں اسکی مثال دیتا ہوں** کہ یہ لوگ جیسے مرغی کی ایک مثال ہے کہ مرغی جو ہے وہ جب انڈوں پہ بیٹھتی ہے تو آپ میں سے کسی نے وہ منظر دیکھا ہو کہ جب مرغی انڈوں پہ بیٹھتی ہے تو اس کو دیکھیں ذرا غور سے کہ وہ کیا کرتی ہے وہ جب اپنے پروں کو پھیلا کر بیٹھتی ہے اپنے ان انڈوں کے اوپر تو آنکھیں بند کر لیتی ہے اور وہ توجہ دیتی ہے اور ان انڈوں کے اوپر توجہ ڈالتی ہے اپنی اندر سے اپنے باطن سے توجہ ان انڈوں کے اوپر ڈال رہی ہوتی ہے اگر کسی نے وہ منظر دیکھا ہو تو، مجھے یاد ہے جب حضرت صاحب نے ہمیں یہ باتیں سمجھائی تو میں نے اس کے بعد ایک بار موقع آیا کہ میں نے دیکھا کسی گاؤں میں کہ مرغی ایسے بیٹھی ہوئی کڑک بیٹھنا کہتے ہیں اسے اردو میں کڑک بیٹھنا تو وہ جب بیٹھی ہوئی تھی تو ایسے وہ concentration سے بیٹھی ہے خاموش چپ اور توجہ جاری ہے اور اکیس دن کے بعد اس کی توجہ کا اتنا اثر ہے کہ ان بے جان انڈوں کے اندر بھی جان پیدا ہو جاتی ہے وہ اکیس دن کے بعد وہ انڈے ٹوٹتے ہیں اور ان میں سے باقاعدہ جاندار نکل آتے ہیں سائینس اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ وہ اسکی توجہ کا اثر ہے concentration ، ارے مرغی اگر توجہ دے اکیس دن انڈوں کے اوپر تو وہ زندگی پیدا کر لیتی ہے تو میری بات غور سے سنو کہ اگر کوئی پیر کامل کے پاس بیٹھے اور محبت سے بیٹھے اور پیر کامل بھی اسے توجہ دے تو کیا وہ اسکے مردہ دل کو زندہ نہیں کرسکتا، کیا وہ اس کی گندگی اتار نہیں سکتا، کیا وہ اس کے اندر انقلاب نہیں پیدا کرسکتا، مسئلہ یہ ہے کہ نہ تو کوئی اکیس دن کے لئے بیٹھتا ہے، نہ پیر صاحب کے پاس وقت ہے توجہ دینے کا اور نہ مرید کے پاس ٹائم ہے توجہ لینے کا وہاں انڈے بھی موجود ہیں اکیس دن اور اکیس دن کے لئے مرغی بھی بیٹھی ہوئی ہے تو دونوں ایک دوسرے کو وقت دیتے ہیں وہ توجہ دے رہی ہے اور انڈے توجہ لے رہے ہیں، زندگی پیدا ہو جاتی ہے ، یہاں ایسا ہے، ہی کچھ نہیں اور کہتے ہیں حضرت صاحب نے دیا ہی کچھ نہیں مجھے، پیر صاحب نے آج تک مجھے کیا دیا ہے مجھے تو ان سے کچھ ملا ہی نہیں ہے بھئی تم نے توجہ کہاں دی ہے وقت کہاں دیا ہے، تم نے کبھی ایسا جیسے انڈے بے حس و حرکت ہو کر بیٹھے ہوتے ہیں کبھی ایسا وقت دیا ہے تم کبھی **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** ہوئے ہو وہ جو علم کی پختگی ہے وہ آئی ہے تمہارے پاس، نہ تمہارے پاس دو منٹ ہیں کہ میں اپنے حضرت کو دے دوں اور چاہتے یہ ہو کہ دونوں کائناتیں تمہارے پاس ہوں، دونوں جہاں کے علم تمہیں حاصل ہوں ،ای خیال استوں محال استوں جنوں، یہ پاگل پن ہے، بیوقوفی ہے اس سے بڑی جہالت کوئی نہیں کہ آپ وقت نہ دیں ایک مرغی اکیس دن دے دے تو وہ زندگی پیدا کر دے اور یہاں حضرت کو ٹائم ہی کوئی نہیں دینا ہے (اللہ اکبر)

؎ فقیروں کی جھولی میں ہے اب بھی سب کچھ یہ ہیں اللہ والے یہ دیتے ہیں سب کچھ
؎ مگر ان سے لینے کا چاہئے ڈھب کچھ بہت جانچ لیتے ہیں دیتے ہیں تب کچھ (اللہ اکبر)

تو یہاں **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کا اللہ نے ایک ٹرم بیان کی ہے اس پہ مفسرین نے بہت لمبی گفتگو کی ہے میں کئی تفاسیر دیکھ رہا تھا بڑی بڑی اس پہ گفتگو ہوئی ہے کہ **الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کہ کچھ درجے ہیں اور پھر اس کے کچھ اور معاملات، اللہ کرے کہ کل کو مجھ سے کوئی کچھ پوچھے تو میں اس کو بتاؤں کہ وہ کیا ہیں، کیسے **الرَّاسِخُوْنَ**

فِی الْعِلْمِ بنتے ہیں کیا اس کے درجے ہوتے ہیں کیسے ان کے معاملات آگے چلتے ہیں **الرّٰاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کے بعد آگے اللہ نے جو گفتگو کی ہے وہ بڑی خوبصورت ہے کہ مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس کی طرف جو اتارا گیا آپ کی طرف اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اس پر، نماز صحیح ادا کرتے ہیں اور زکوۃ بھی دیتے ہیں اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان بھی لاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ **الرّٰاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** جو ہیں وہ صرف یہ نہیں کہ نیڑا علم ہی لے لیتے ہیں عمل بھی کرتے ہیں، علم وہی ہوتا ہے جس پہ آپ کو عمل کی سعادت ملے نیڑے **الرّٰاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** کا جھنڈا ہی نہیں لہرانا بلکہ آگے عمل بھی کرنا ہے

آگے دیکھیں اللہ ان کی علامت بھی بیان کر رہا ہے کہ **الرّٰاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ** وہ نہیں جو کہیں کہ میرے پاس علم بہت ہے علم کی بہتات ہے عمل کوئی نہیں نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج نہ زکوۃ، اللہ دیکھیں پوری ترتیب بیان کر رہا ہے کہ وہ آخرت پر بھی ایمان، آپ پر بھی ایمان، آپ پر جو نازل ہوا اس پر بھی ایمان، نماز پہ بھی اور وہ پورے کے پورے ڈھلے ہوتے ہیں آپ کی سیرت کے اندر تو یہ پتہ چلا کہ نیڑا علم نہیں چاہئے بھئی ساتھ عمل بھی چاہئے، علم وہی قابل تحسین ہوتا ہے قابل تعریف ہوتا ہے جس پہ عمل ہو، اور عمل وہ قابل تحسین ہوتا ہے جس کے پیچھے علم ہو، یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہے بعض کہتے ہیں کہ ہمیں علم بڑا ہے کوئی ضرورت نہیں عمل کی، بیوقوف ہیں، علم کے ساتھ عمل ضروری ہے، بعض کہتے ہیں ہمیں عمل کی سعادت ہے کیا ضرورت ہے کسی سے پوچھنے کی، عمل کے ساتھ علم ضروری ہے دونوں ساتھ ساتھ چلیں گے تو معاملہ حل ہوگا۔

اللہ پاک نے پھر آگے ان کی جو جزاء بیان کی وہ بہت پیاری ہے کہ عنقریب ہم انہیں اجرِ عظیم عطا کریں گے جو عمل اور علم دونوں کے ساتھ چلتے ہیں ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں کہ ہم انہیں چھوٹا موٹا بھی نہیں بلکہ اجرِ عظیم دیں گے، بڑا اجر دیں گے جسے اللہ اجرِ عظیم کہے وہ کیسا اجر ہوگا جسے اللہ اجرِ عظیم کہے، یہ گفتگو آگے چلتی ہے اس طرح اور حضرت نوحؑ اور باقی نبیوں کا اللہ ذکر فرماتا ہے وہ میں آگے عرض کروں گا آپ اسائنمنٹ میں لکھیں گے۔

صفحہ نمبر ۴۲۲ پہ، اور آیت نمبر ۱۶۵، اللہ نے فرمایا

رُسُلاً مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزاً حَکِیْمًاO

ترجمہ:

ہم نے یہ سارے رسول خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے بھیجے ہیں تا کہ لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں کوئی عذر کوئی بہانہ نہ رہے رسولوں کے آنے کے بعد، اللہ غالب ہے حکمت والا ہے اب کوئی تسلیم نہ کرے تو اس کی اپنی مرضی ہے۔

اس آیت میں بڑا خوبصورت پیغام ہے اس سے پہلے رسولوں کا ذکر ہو چکا ہے وہ آپ اسائنمنٹ میں دیکھ لیں، اس آیت میں اللہ فرما رہا ہے کہ ہم نے سارے رسول خوشخبری سنانے کے لئے بھیجے ہیں اور ڈرانے کے لئے، ترتیب ملاحظہ کیجئے، رسولوں کے آنے کا مقصد بیان ہو رہا ہے، ایک مبلغ کے لئے اور خاص طور پہ ہماری وہ بچیاں جو اس خدمت کے ساتھ وابستہ ہیں کہ لوگوں کو وہ دین سکھاتی ہیں درس دیتی ہیں ان کے لئے خاص طور پہ یہ پیغام ہے، بالعموم یہ سب کے لئے ہے لیکن خاص طور پہ یہ علماء، خطباء اور دین کا درس دینے والوں کے لئے ہے، یا دین کی گفتگو کرنے والوں کے لئے ایک بہت اعلیٰ میسج ہے کہ اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے سب سے پہلے جو نبیوں کی ڈیوٹی لگائی ہے وہ ہے خوشخبری دینا، کیا ہے، خوشخبری دینا، ہم نے نبیوں کو خوشخبری دینے کے لئے بھیجا اس سے پتہ یہ چلا کہ ایک جو ہے دین کی دعوت دینے والی ہے اس کو ہرگز لوگوں کو ڈرانا نہیں چاہئے پہلے اس کو ترتیب میں چلنا ہے پہلے اس نے لوگوں کو خوشخبریاں دینی ہیں، لوگوں کو یہی بتانا ہے کہ دین بڑا آسان ہے نماز پڑھنی بہت ہی آسان ہے اللہ کو راضی کرنا بہت آسان ہے، نبی کا عشق بہت آسان ہے، ہر طرف سے آسانی ہی آسانی جنت کی باتیں کریں، ٹھنڈی ٹھنڈی باتیں کریں پیار والی باتیں کریں، جنت کی حوروں کی باتیں کریں، جنت کی نعمتوں کی باتیں کریں، جنت کے دریاؤں کا ذکر کریں، جنت کے محلوں کا ذکر کریں، جنت کے کھانوں کا ذکر کریں، جنت کی فضاؤں کا ذکر کریں، جنت میں اللہ کی میزبانی کا ذکر کریں ہر لحاظ سے جب بھی وہ لوگوں کو دین کی طرف راغب کریں تو انہیں خوشخبری سنائیں کہ دین پر آؤ گے تو تمہارا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا، یہ مسئلہ حل ہو جائے گا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا، خوشخبری دیں (اللہ اکبر)

لہذا دین پر لانے کا سب سے بہترین طریقہ کہ آپ لوگوں کو خوشخبریاں سنائیں انہیں ہمیشہ positive طریقے سے دین کی طرف لانے کی کوشش کریں کہ آپ دین پر آؤ تمہاری بیماری دور ہو جائے گی، قرضے دور ہو جائیں گے تم نیکی پر آ جاؤ تمہارے لئے ہر مشکل آسان ہو جائے گی، ہر پریشانی دور ہو جائے گی، تمہارے لئے ہر ٹینشن اللہ ختم کر دے گا اور واقعی کر دے گا اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ قرآن کے وعدے ہیں یہ نبی کے وعدے ہیں اور یہ رسول کے وعدے ہیں یہ کوئی جھوٹ بھی نہیں آپ بولے لیکن اپنا انداز خوشخبری والا رکھیں، چہرے پہ مسکراہٹ رکھیں، چہرے پہ نرمی رکھیں پیار سے لوگوں کو دین کی طرف لائیں، ہنستے ہوئے گفتگو کریں (اللہ اکبر)

اور اللہ نے کہا کہ جب میں نے اپنے رسولوں کو بھیجا تو سب سے پہلے ان کی ڈیوٹی یہ لگائی کہ وہ خوشخبری دیں لوگوں کو (اللہ اکبر) یہاں عجیب حال ہے یہاں ڈرایا جاتا ہے لوگوں کو، دوزخ میں جاؤ گی آگ لگ جائے گی فلاں ہوگا، ہزار کڑوڑ سال دوزخ میں رہنا پڑ جائے گا، اتنے کڑوڑ فرشتے تمہارے دوالے ہو جائیں گے ماریں گے یہ ہوگا وہ ہوگا، اتنا لمبا وہ شروع کر دیتے ہیں کہ بندے کو لگتا ہے کہ بس دنیا میں ہی دوزخ ہے، یہ کبھی بھی گفتگو کارگر نہیں ہوتی یاد رکھئے محبت سے بہتر کوئی دنیا میں ہتھیار نہیں ہے جس سے لوگ دلوں کو فتح کر سکیں، خوشخبری دینے والے لوگ زیادہ پسندیدہ ہیں، زیادہ اللہ کو وہ اچھے لگتے ہیں خوشخبری دینے والے

اب دیکھیں دو راستے ہیں اگر آپ یہ کہیں جیسے آقا ﷺ کی ایک حدیث بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو بے نماز ہوگا اس کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ کیا جائے گا۔

اللہ اسے فرعون اور ہامان کے ساتھ کھڑا کر دے گا، ایک طرف یہ حدیث ہے دوسری طرف ایک یہ بھی حدیث ہے۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو نماز پڑھتا ہے اللہ پاک اسے کسی حالت میں بھی بے ایمان نہیں مرنے دے گا جب وہ فوت ہوگا اس کی زبان سے کلمہ جاری ہو جائے گا

اب آپ کے سامنے یہ دونوں اینگل موجود ہیں آپ کا انتخاب اپنی جگہ ہے کہ آپ پہلی حدیث سنانا چاہتی ہیں کہ دوسری سنانا چاہتی ہیں یہ آپ پر ہے کہ آپ وہ دوزخ والی خدیث سنانا چاہتی ہیں یا دوسری حدیث جو میں نے عرض کی کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں اسے یقیناً مرنے سے پہلے کلمہ نصیب کروں گا، تو آپ دیکھیں کہ یہ جو دوسری حدیث ہے نا یہ زیادہ کارگر ثابت ہوگی اس لئے کہ انسان کی طبیعت محبت کی طرف مائل ہوتی ہے، پیار کی طرف مائل ہوتی ہے انسان کی طبیعت میں محبت کا عنصر زیادہ ہے اور انسان اگر کسی کو نیک بنانا چاہے تو اس کو پیار سے کہے محبت سے ہی کہے۔

اس میں مفسرین نے ایک اور بھی گفتگو کی کہ یہ جو پہلا جملہ ہے نا **مبشرین** یہ اپنوں کے لئے ہے، **منذرین** جو ہے وہ غیروں کے لئے ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں کفار کو، یہودیوں کو، عیسائیوں کو، آپ انہیں ڈرائیں کیونکہ وہ آپ کے اپنے لوگ نہیں ہیں، مبشرین اپنوں کے لئے ہوتا ہے آپ اپنوں کو ڈرائے نہیں بلکہ ان کو پیار سے لے کر آئیں وہ آ جائیں گے جو دوسرے ہیں انہیں ڈرائیں، منذرین انہیں ڈرائیں ہم ہر جگہ ایک ہی جو ہے ڈنڈا رکھا ہوا ہے ڈرانے والا تو ایسا نہیں کرنا چاہئے اس سے دین کی تبلیغ ممکن نہیں ہوتی مشکل ہو جاتی ہے اللہ فرما رہا ہے کہ ہم نے سارے رسولوں کو خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا ہے اور ساتھ ڈرانے کے لئے بھیجا ہے تا کہ کسی کو کوئی عذر نہ رہے بہت پیارا جملہ کل قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہے کہ مولا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ تیری بارگاہ کی کیا کیا عبادتیں ہیں لہذا میں تو جان ہی نہیں سکا تو اللہ وہاں پہ کوئی بہانہ نہیں سنے گا اور کسی بھی حالت میں یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے یہ کام جو کیا ہے یا نہیں کیا ہے تو اب کوئی عذر نہیں تمہارے پاس کیونکہ رسول آ چکے ہیں تمہارے پاس انہوں نے تمام گفتگو کر دی ہے اور رسولوں کے بعد قیامت تک اللہ کے نیک بندے مسجدوں میں اذانیں دیتے رہیں گے، قرآن پڑھا جاتا رہے گا، نیکیاں ہوتی رہیں گی، کل اس دن کسی کے پاس کوئی بہانہ نہیں ہوگا۔

مجھ سے اس دن کلاس میں کوئی پوچھ رہا تھا کسی بچی نے یہ بات کی کہ اگر کسی کو یہ علم ہی نہیں ہوا کہ نماز قصر جو ہے وہ دو فرض پڑھنی تھی اور آدھی نماز پڑھنی تھی اور ۷۰ سال عمر ہو گئی تو اب علم ہوا ہے تو وہ تو میں نے آدھی نمازیں پڑھنی تھیں تو اللہ اسے کیوں سزا دے گا اس کے پاس تو علم ہی نہیں ہے اللہ اسے کیوں سزا دے گا تو میں نے یہی قرآن پاک کے حوالے سے بیان کیا کہ عذر اس روز نہیں ہوگا اس لئے کہ پتہ اس نے کرنا ہے کہ سفر کی نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے اور اگر ۷۰ سال اس کا پتہ ہی نہیں کیا کہ میں نے سفر کی نماز

آدھی پڑھنی تھی تواب اس کی سزاڈبل ہوجائے گی ایک تو ساری زندگی غلط پڑھتے رہے اور دوسرا علم بھی نہ لیا تو اللہ یہ فرما کر کہ **حجت البعد الرسول** کسی کے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے رسولوں کے آنے کے بعد، خود پتہ کرے، اسے کیا ہم نے آنکھیں دماغ، کان، سمجھ نہیں دی ہوئی تھی وہ گیا کیوں نہیں جا کے علماء کے پاس بیٹھا، کیوں نہیں اس نے زندگی گزارنے کے طریقے سیکھے کیوں نہیں اس نے خود کو درست کیا، اب اس کا کوئی عذر نہیں ہمارے پاس کے ساٹھ، ستر سال سے غلط نماز پڑھتا رہا مولا مجھے تو علم ہی نہیں تھا مجھے کیوں سزا دے رہا ہے تو اس کی کوئی وہاں پہ پیش نہیں چلے گی، اس لئے کہا جاتا ہے کہ **جہالت کا کوئی بہانہ نہیں ہے**، کوئی بندہ اگر جاہل رہ گیا تو اس کا کوئی بہانہ نہیں وہ کیوں رہا جاہل، اس نے علم کیوں نہیں لیا، (**اللہ اکبر**)

تو یہ اللہ پاک نے فرما کر یوں سمجھ لیں مہر لگادی ختم کر دی بات کہ ہم نے نبی اور رسول ڈرانے کے لئے خوشخبری سنانے کے لئے بھیج دئے اب ان کے بعد جو سلسلہ ہے وہ بھی جاری ہے اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کی صورت میں یہ تمام نظام اسی طرح جاری وساری ہے، نبی آ کر جا چکے وہ کبھی واپس نہیں آئیں گے لیکن اللہ کے نیک بندے وہی مشن قیامت تک جاری رکھیں گے (**اللہ اکبر**)

تو یہ جو گفتگو ہے آج کی ہماری یہیں تک ہوگی (**انشاءاللہ**) آگے ہم مزید اس کو جاری رکھیں گے اور سمجھیں گے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ عمل کی سعادت عطا فرمائے (آمین)

قرآن کی عظمت

قرآن پاک سمجھنے کی سعادت کے ساتھ عالم القرآن کورس کی باقاعدہ کلاس ہے جس میں قرآن کو پڑھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے یہ اللہ کی رحمت اور کرم نوازی ہے جو اس نے ہمیں قرآن پاک کے ساتھ وقت گزاارنے کا موقع عطا کیا ہے ورنہ بہت سارے لوگ یہ چاہتے ہوئے بھی اس مصروف دور میں جس میں لوگوں کی زندگی اتنی مصروف ہے کہ انہیں یہ توفیق حاصل نہیں ہے خواہش کے باوجود کیونکہ انہیں ماحول نہیں ملتا موقع نہیں ملتا لہذا وہ قرآن پاک کے ان نغموں سے محروم ہیں ایک تو یہ وجہ ہے دوسری وجہ جو ہے وہ لوگوں کے دلوں کی سختی بھی ہے آج کل اس قدر سختی ہے دلوں کی کہ وہ سختی قرآن پاک کی طرف راغب نہیں ہونے دیتی، دلوں کے اندر شہاوت ہے اور قرآن ایک نور ہے قرآن ایک روشنی ہے یہ سخت دل میں نہیں آتا۔

اس لئے بزرگوں نے لکھا کہ

جو لوگ سخت دلوں والے ہوتے ہیں نا انہیں کوئی بھی اچھی بات آپ سنائیں یا کریں تو وہ اس اچھی بات کو سمجھ نہیں پاتے اس کی وجہ ان کے دلوں کی سختی ہے انہیں آپ بے شک پورا قرآن گھول کر پلا دیں وہ کبھی بھی اس پہ عمل نہیں کر پائیں گے کیونکہ دل اتنے سخت ہو چکے ہوں گے اور وہ دلوں کی سختی کی وجہ سے اس بدبختی کے اندر رہوں گے۔

تو لہذا یہ کوشش جو گذشتہ تقریباً ڈیڑھ سال سے جاری ہے اور اللہ کی رحمت کا یہ معاملہ جو ہر جمعے کو آپ تشریف لاتے ہیں اور قرآن پاک کو سمجھتے ہیں ابھی کل ایک عالم دین یہاں تشریف لائے تو اوپر یہاں سیڑھیوں سے آ کر بیٹھے دفتر میں تو بڑی محبت سے فرماتے ہیں کہ فاروقی صاحب ایسا یہاں کیا کرتے ہیں کہ جونہی اندر ابھی یہاں آیا ہی ہوں تو میرا دل تیزی سے دھڑکنا شروع ہو گیا ہے اور بڑی روحانیت ہے یہاں پہ میں نے عرض کی کہ حضور ہم یہاں قرآن سمجھتے ہیں پڑھاتے ہیں بڑا خوش ہوئے فرمانے لگے کہ اس لئے میں جونہی یہاں آیا تو مجھے اسکی جو ہے احساسات محسوس ہوئے کہ یہاں اللہ کی رحمت برستی ہے تو یہ جو ہے خوش نصیب دلوں کا معاملہ ہے کلام نرم نازک بھی ہے جو قرآن کا کلام ہے یہ بڑا نرم و نازک کلام ہے میں نے عرض کیا تھا کہ

پھول کی پتی سے بھی کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک ہے بے اثر

چونکہ یہ کلام بھی نرم و نازک ہے تو اس لئے طبیعتیں بھی نرم و نازک ہونی چاہیئے دوسرا اسے نہیں سمجھ پاتا (اللہ اکبر) تیسری وجہ ایک اور بھی ہے کہ جو لوگ قرآن کی طرف راغب نہیں ہوتے اس کی ایک وجہ اور بھی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے خوف سے بے نیاز ہوتے ہیں انہیں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا تو

قرآن نے یہ ارشاد فرمایا کہ

''اللہ کا ڈر اسے ہی ہوتا ہے جو علم لیتا ہے''

تو چونکہ اللہ کا ڈر بھی نہیں ہے اس لئے قرآن کی سعادت حاصل نہیں ہوتی تو قرآن پاک میں سورۃ الاعلیٰ کے اندر میں آج جمعے میں عرض کر رہا تھا سورۃ الاعلیٰ میں اللہ نے اپنے نبی کو ایک بڑا خوبصورت راز بتایا ہے حضور ﷺ چونکہ آپ تبلیغ دین فرماتے تو ظاہر ہے آپ پریشان رہتے کہ آپ بڑی کوشش کرتے لیکن لوگ دین کی طرف را غب نہ ہوتے لوگ دین کی تعلیم کی طرف نہ آتے تو اللہ پاک نے ایک راز آپ کو بتا دیا کہ

''اے نبی ﷺ آپ پریشان نہ ہوں جو ہم سے نہیں نہ ڈرتا وہ آپ کی تعلیم بھی نہیں لے سکتا جس کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہے وہ کبھی بھی آپ سے میرا کرم اور فضل نہیں لے پائے گا صرف وہی قرآن کو سمجھے گا جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو گا''

تو اس لئے یہ قرآن کی کلاس میں آپ تشریف لاتے ہیں اللہ نے آپ کو یہ سعادت بخشی ہے اس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کیونکہ علم بحرحال عبادت سے بہتر ہوتا ہے عبادت بعد میں ہے علم پہلے ہے تو علم جس کو آ جائے عبادت اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے تو آپ علم لیتی ہیں یہاں آتی ہیں پڑھتی ہیں قرآن کے ساتھ آپ کا وقت گزرتا ہے یقیناً یہ بہت بڑی سعادت ہے آیئے آج سورۃ نساء مکمل ہوگی اور یہ آج کی ہماری نشست جس میں ہم سورۃ نساء کی آخری آیات پڑھیں گے اور سورۃ النساء کا یہ chapter close ہو جائے گا اور اس طرح چار سورتیں ڈیڑھ سال کے اندر (الحمدوللہ) اور لوگ دس منٹ نہیں لگاتے اور پڑھ کرا ماری، ڈیڑھ سال ہمیں لگ گئے چار سورتیں پڑھتے پڑھتے، اور مجھے امید ہے کہ ان ڈیڑھ سالوں میں سے کوئی ایک مجلس ہوگی کوئی ایک ایسا کلاس کا وقت ہوگا جس کی وجہ سے اللہ بخش دے گا کہ جاؤ یار فلاں وقت مجھے یہ جملہ بڑا پسند آ گیا فلاں وقت یہ بات بڑی اچھی ہے فلاں وقت یہ بھی میرے بندوں نے یہ بھی مجھے اچھا لگا ہے جاؤ جنت میں چلے جاؤ، کوئی نماز روزے پہ نہ رہے، کوئی اپنے حجوں نمازوں زکوتوں پہ نہ رہے اللہ نے جب بخشنا ہے تو کوئی بھی بہانہ بنے گا۔

اس لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ ایسی مجلسوں میں کوئی ایک مجلس ہوگی جس مجلس میں اللہ بخشش فرمائے گا تو یہ ڈیڑھ سال کا وقت اس پہ صرف ہوا اللہ پاک ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور سب کا آنا قبول کرے اور آپ کے لئے اسے توشۂ آخرت بنائے اور مزید شوق عطا کرے اور دعا مانگی جائے کہ مولا چار ہو گئی ہیں اور مزید ۱۱۰ رہ گئی ہیں ۱۱۰ بھی پوری کرنے کی توفیق دے زندگی بھی دے وقت بھی دے شعور بھی دے صحت بھی دے موقع بھی دے اور میرے لئے آسانی بھی دے مجھے آنے جانے کی سہولت بھی دے کہ میں آتی رہوں بیٹھتی رہوں اور تیرے قرآن کو سمجھتی رہوں اور انشاءاللہ وہ وقت آئے گا کہ ہم ۱۱۴ مکمل کریں گے (انشاءاللہ)

صفحہ نمبر ۴۲۲ ، آیت نمبر ۱۶۶

لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ ط وَ کَفٰی بِا للّٰہِ شَھِیدًاطO

ترجمہ:

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعے جو اس نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ اس نے یہ اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں اور گواہی اللہ پاک کی کافی ہے

بزرگوں نے اس آیت کو اس کی تفسیر میں جو بہت سارے کلام ہیں ان میں سے کچھ لئے ہیں بزرگوں نے اس آیت کو قرآن پاک کی تصدیق میں سب سے بڑی آیت کہا ہے آیت نمبر ۱۶۶ سورۃ النساء، یہ آیت کریمہ قرآن پاک کی تصدیق میں سب سے بڑی آیت ہے اس میں اللہ پاک نے بڑا واضح ارشاد فرمایا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس کتاب کے ذریعے کہ یہ ہم نے اتاری ہے کیونکہ حضور ﷺ کو مکہ کے کفار منافقین جو تھے وہ طعنے مارتے تھے کہ یہ آپ رات کو سوچ کر خود ہی صبح لکھ لیتے ہیں یا بعض کہتے تھے کہ انہوں نے بچپن میں کہانیاں سنی ہوئی تھی تو یہ آیت بنا کے ہمیں سنا دیتے ہے، بعض کہتے تھے کہ یہ جاتے ہیں کہیں چھپ کے اور جا کے کہیں سے سیکھ آتے ہیں اور آ کے ہمیں سنانا شروع کر دیتے ہیں اس طرح بہت ساری باتیں حضور کے لئے مشہور کی گئی تو اللہ پاک نے اس آیت میں وہ تمام گفتگو کر دی کہ اے نبی جو لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ قرآن تم خود بنا لیتے ہو قرآن تو کہانیاں ہیں اور کسی سے سیکھ کے آتا ہے اللہ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعے جو اس نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ اس نے اپنے علم سے یہ سارا کچھ اتارا ہے کہ یہ تو میرا علم ہے جو میں اس میں بیان کرتا ہوں میرا علم ہے تم سنتے ہو سمجھتے ہو، میرا کلام ہے

اور اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پہ ایسے ہے جیسے خود اللہ کی فضیلت تمام مخلوق پہ ہے

اس طرح اللہ کے کلام کی فضیلت ہے تمام کلاموں پہ تو فرمایا کہ یہ تو میرا علم ہے جسے میں نے آپ پہ اتارا ہے یہ ظالم کہتے ہیں، تو چونکہ یہ گفتگو آقا کریم ﷺ کے ساتھ ہوتی رہتی تھی تو اس کا جواب اللہ نے دیا، اچھا بس نہیں کیا بلکہ کہا کہ صرف میں گواہ نہیں ہوں

وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ فرشتے بھی گواہ ہیں۔

تمام کائنات کے فرشتوں کو شامل کرلیا زمین کے آسمان کے، ہر فرشتے کو اس میں شامل کیا کہ میرے فرشتے بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ قرآن آپ خود نہیں بناتے بلکہ یہ اللہ کا دیا ہوا ہے (اللہ اکبر) **وَ كَفٰى بِا للّٰهِ شَهِيدًا** حد ہو گئی آخری آیت کا حصہ یہ بہت ہی خوب صورت ہے، **وکفی با اللہ شھید ا**، اللہ اپنی ذات بھی بطور گواہ کے پیش کر دیتا ہے کہ میں بھی گواہ ہوں (اللہ اکبر)

پہلے کہا کہ یہ کتاب خود گواہی ہے، پھر کہا کہ یہ میری طرف سے اتاری گئی ہے پھر کہا کہ فرشتے بھی گواہ ہیں اور پھر فرمایا کہ خود اللہ بھی گواہ ہے تو بھئی رہ کیا گیا، کوئی شے بچی ہی نہیں آپ قرآن کی عظمت کو ملاحظہ کریں کہ اللہ نے کہاں تک جا کے قرآن کی عظمت کو ثابت کیا کہ میں خود گواہ ہوں، میرے فرشتے گواہ ہیں اور یہ کتاب خود بھی اپنے بارے میں گواہ ہے کہ یہ قرآن ہے اور یہ میری طرف سے اترا ہے (اللہ اکبر) تو اسی لئے اس کتاب کی عظمت اور اس کتاب کی شان ہر زمانے میں قائم رہے گی جس کے اوپر اتنی گواہیں قائم ہیں جس کے اوپر اتنے گواہ ہیں اور اس میں خود اللہ کی ذات بھی شامل ہے۔

ابھی کل ہم کہیں پڑھ رہے تھے ضیاء النبی میں کہ برطانیہ کہ سابق وزیر اعظم نے کتاب قرآن پاک اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اس نے کہا کہ سنو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا سے مسلمان مٹ جائیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ یہ کتاب مٹا دو کسی طریقے سے اس کتاب کو ختم کر دو یہ ہر جمعے اپنے عالموں سے اسی کتاب کا درس لیتے ہیں، یہ ہر جمعے اسی کتاب سے کوئی نہ کوئی بات سن لیتے ہیں، یہ ہر روز ہر جگہ، ہر جگہ ان کے علماء اسی کتاب پہ بات کرتے ہیں لہذا تم انہیں نہیں مٹا سکتے جب تک یہ کتاب نہیں مٹتی یہ اگر زندہ ہے تو مسلمان بھی زندہ ہے آپ ختم نہیں انہیں کر سکتے اور سچی بات بھی یہی ہے اور آپ اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ تمام مفکرین مفسرین اور سارے یورپ کے خاص طور پہ محققین کہ یہ قرآن ہی ہے جس نے اسلام کو زندہ رکھا ہوا ہے جتنے بھی مسلمان ہوتے ہیں وہ ہمیں دیکھ کر مسلمان نہیں ہوتے بلکہ قرآن پڑھ کے مسلمان ہوتے ہیں وہ قرآن کی اس نورانیت کو جب جذب کر لیتے ہیں تو مسلمان ہونے کے سوا چارا نہیں رہتا

بدلے گا زمانہ لیکن قرآن نہ بدلا جائے گا ہے قول خدا ہے قول محمد فرمان نہ بدلا جائے گا

روز بدلتے ہیں دیکھ کفار کی پوجا کے مرکز مومن کا قبلہ کعبہ ایمان نہ بدلا جائے گا

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان اللہ عطا کرے گا تجھے جدتِ کردار

تو یہ جو ہے ایسی کتاب ہے جس کی اس قدر، اس کی ہر آیت، اس کا ہر جملہ چیخ چیخ کر اعلان کرتا ہے کہ میں اللہ کا کلام ہوں، کوئی اگر تعصب سے بالاتر ہو کر، کوئی اگر حسد سے نکل کر کوئی اگر اپنے اندر پیار پیدا کر کے اسے پڑھے تو وہ بھی مان جائے گا کہ یہ اللہ کا کلام ہے، کسی انسان کی یہ کبھی بھی کوشش نہیں ہے یہ اللہ کا اپنا کلام ہے (اللہ اکبر)

تو لہذا قرآن پاک کے ساتھ آپ لوگوں نے، میں ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ قرآن پاک کے سٹوڈنٹ ہیں اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کیمسٹری، فزکس، بائیو نہیں بلکہ قرآن کے سٹوڈنٹ ہیں اور ہر استاد کو اپنے بچوں سے بڑا پیار ہوتا ہے جو سٹوڈنٹ ہوتے ہیں، میں ایک جملہ کہنے لگا ہوں کہ یہاں قرآن بے شک اس کا ذریعہ میں بن رہا ہوں اور اس کو آپ کے سامنے پڑھنے کی سعادت مجھے حاصل ہوتی ہے لیکن یہ غلط فہمی نکال دیجئے کہ یہ میں پڑھا تا ہوں اصل میں قرآن آپ کو خود پڑھا تا ہے قرآن آپ کو خود تعلیم دیتا ہے، ذریعہ ہماری زبان بن رہی ہے، ذریعہ ہمارے الفاظ بن رہے ہیں لیکن قرآن خود تعلیم دینے کے لئے قادر ہے یہ ایک زندہ کتاب ہے live book ہے یہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس کو کیا تعلیم دینی ہے۔

آپ اندازہ کریں کہ یہ جس بھی شے کے اوپر، یہ قرآن ہے نا، قرآن کے اوپر اتنی گواہیاں آئی ہوں تو اللہ معاف کرے کہ کیا یہ فضول ہے، اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ اپنے فرشتوں کو بھی گواہی میں شامل کرے، اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ اپنی ذات بھی گواہی کے طور پہ لے آئے کہ دیکھو میں گواہی دے رہا ہوں کہ کتاب بہت قیمتی ہے یہ قرآن میرا کلام ہے اس کا مطلب اس کی عزت اور رفعت بہت بلند ہے کہ اللہ نے اپنی ذات بھی اس میں گواہی کے طور پہ پیش کر دی، آپ اس سے اندازہ کر لیں کہ اگر کوئی معاملہ ایسا بن جائے کہ آپ کے شیخ و مرشد کہیں کہ میں گواہ ہوں یہ کام ہوا ہے ایسا ہی ہوا ہے میں گواہ ہوں، تو آپ سر سے پاؤں تک تسلیم نہیں کریں گے کہ میرے حضرت گواہ بن گئے، میرے حضرت

میرے شیخ ومرشد، میرے پیر صاحب نے کہا ہے کہ بھئی میں گواہ ہوں کام ایسے ہی ہوا تھا تو اس پہ تو آپ کلام ہی نہیں کریں گے، چلیں تھوڑا سا آگے چلتے ہیں اگر ان کے حضرت بھی گواہی دے دیں کہ یہ کام ایسے ہے، اسی طرح اگر چلتے ہوئے آخر میں حضورﷺ بھی آ کر کہہ دیں کہ میں گواہ ہوں یہ کام ایسا تھا تو بتائیں اس کے بعد دلیل کیا رہ گئی اگر حضورﷺ گواہی دے رہے ہیں کہ میں بھی گواہ ہوں کام اسی طرح ہوا ہے تو آپ اندازہ کریں کہ آپ کے سامنے قرآن کی آیت کھلی ہے، آیت نمبر۱۶۶، اللہ فرما رہا ہے

وَ كَفٰى بِا للّٰهِ شَهِيْدًا اور اللہ خود اس پہ گواہ ہے کہ یہ قرآن ہے

کتنی عظمت ہوگی، کتنی عزت ہوگی، کتنا اعلیٰ مرتبہ اور مقام ہے لیکن ہم نے قرآن کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ بڑا افسوس ناک ہے وہ بڑا ہی دکھ دینے والا ہے، ہم قرآن شاذ و نادر پڑھتے ہیں مرضی سے پڑھتے ہیں جی چاہے تو پڑھتے ہیں وہ بھی صرف عربی پڑھتے ہیں ترجمہ نہیں پڑھتے ہیں ترجمہ پڑھتے ہیں تو سمجھتے نہیں ہیں، قرآن کے لئے وقت نہیں ہے اتنی عزت والا مہمان ہمارے پاس موجود ہے جب تک ہماری زندگی ہے یہ مہمان ہے ہمارا اس کے بعد ہم چلے جائیں گے تو یہ بھی کسی اور کے پاس روانہ ہو جائے گا اور پھر قیامت کے دن یہ ہمارے لئے پھر آقاﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن اگر تمہارے حق میں ہے تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر قرآن تمہارے خلاف ہے تو تمہارے لئے دوزخ ہے اسی نے فیصلہ کر دینا ہے (اللہ اکبر)

تو اس کا شوق ہونا چاہئے تو میں اسی لئے یہ گفتگو کر رہا ہوں کہ اتنا شوق ہو قرآن کا کہ حد ہو جائے ابھی ایک جگہ قرآن پاک کا مرکز شروع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور جا کے وہاں گفتگو کی حفظ کے لئے وہاں شروع کیا جانے لگا ہے ایک اور ادارہ اللہ پاک کے حکم سے اس کی بنیاد کا اللہ پاک نے کام لیا (الحمد وللہ) یہ اللہ کی توفیق سے ہے۔

لوگ جا کے دکانوں کا افتتاح کرتے ہیں، لوگ جا کے ہسپتالوں کا افتتاح کرتے ہیں، لوگ جا کے کاروں کوٹھیوں کا افتتاح کرتے ہیں، لوگ جا کے شاپنگ پلازوں کا افتتاح کرتے ہیں، ہم سے اللہ قرآن کے مرکز کا افتتاح کروا رہا ہے تو یہ بڑی سعادت ہے تو میں ان سے بھی یہی عرض کر رہا تھا کہ آپ لوگوں نے یہاں قرآن کی جو گفتگو شروع کرنی ہے تو اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ اللہ نے آپ کو پسند کیا ہے اس خدمت کے لئے کسی اور کا کام نہیں ہے یہ اللہ کا اپنا دین ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا لہذا قرآن کے ساتھ آپ وابستہ رہیں قرآن کے ساتھ چلتے رہیں شوق سے اسے پڑھیں، شوق سے اس سلسلے کو جاری رکھیں اور اس کو ہر حالت میں ہر اپنی نفس کی خواہش سے بلند رکھیں۔

صفحہ نمبر ۴۲۴ اور آیت نمبر ۱۷۰

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمُ الرَّ سُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًاO

ترجمہ:

اے لوگوں (تحقیق) آ گیا ہے تمہارے پاس وہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے پس تم ایمان لاؤ یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ہے

یہ آیت کریمہ جو ابھی آپ کی خدمت میں پڑھی گئی ۱۷۰ اس کا آغاز بڑا خوبصورت ہے اور میں اسی کے اوپر آپ کی توجہ چاہتا ہوں **يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمُ الرَّ سُوْلُ بِالْحَقِّ** اے لوگوں تمہارے پاس وہ رسول آ گیا جو حق کی طرف سے ہے

اس آیت سے حضور پاکﷺ کی رسالت عامہ ثابت ہوتی ہے، باقی نبیوں کو یہ رسالت حاصل نہیں، ہر نبی کسی خاص گروہ کی طرف کسی خاص ملک کی طرف کسی خاص طبقے کی طرف آیا کسی زمین کے حصے کی طرف اترا لیکن اللہ نے جب حضورﷺ کو رسالت دی تو **يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ** کے لفظ سے، ہر شخص آدمؑ سے لیکر وہ شخص جو دنیا میں ابھی پیدا ہونے والا ہے آپ اس کے بھی رسول ہیں اس آیت سے ، ہر شے کے اوپر آپﷺ کی رسالت ثابت ہوئی کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے نبی رسول حضور نہ ہوں، سب، اچھا یہاں سے

ایک اور بات بھی ثابت ہوئی کہ **یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ** اے لوگوں،تو ان کے اندر رسول بھی آ گئے نبی بھی آ گئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور رسولوں کے بھی رسول ہیں اور نبیوں کے بھی نبی ہیں یعنی آپ کی رسالت کو خاصہ نہیں عامہ بنایا گیا،خاص نہیں عام بنایا گیا،ابھی بھی آپ رسول ہیں اس وقت بھی اور قیامت تک رہیں گے اور اس سے آگے بھی جب تک اللہ چاہے گا آپ کی رسالت موجود رہے گی کیونکہ لفظ ہے **یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ** اے لوگوں **یا ایها الذین امنو** نہیں کہا **یا ایها المرسلین** نہیں کہا، **یا ایها الکفرین** نہیں کہا،کوئی بھی ایسا گروہ کا ذکر نہیں کیا **یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ** general word استعمال کیا جتنے بھی الناس،اس میں سارے لوگ آ گئے،چھوٹے بڑے،بوڑھے جوان،عورت، مرد،نئے،پرانے،مدفون،زندہ سب،فرشتے بھی،سب آ گئے جو جو مخلوق ہے ان سب کی طرف اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے اپنے نبی کو بھیج دیا اور حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ہوا،آپ ﷺ کے آنے کا ذکر ہوا،آپ ﷺ کے پیدا ہونے کی بات ہوئی اور اسے ہی میلاد کہتے ہیں،اسے کیا کہتے ہیں،میلاد،یہی میلاد ہے،حضور ﷺ کے آنے کا ذکر،حضور ﷺ کے پیدا ہونے کا ذکر تو بعض کہتے ہیں کہ میلاد دکھاؤ،میلاد دکھاؤ،کہاں لکھا ہے،او میلاد کا معنی تو سمجھ لو میلاد کہتے کسے ہیں،میلاد کہتے ہیں ولادت کو،ولادت کے تذکرے کو،آنے کے ذکر کو میلاد کہتے ہیں

تو یہ جو آیت ابھی پڑھی گئی **یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ** اے لوگوں تم سب کی طرف میرا رسول آ گیا اور وہ حق کے ساتھ اپنے رب کی طرف سے آیا ہے تو یہ میلاد ہی ہے،ہم بھی جب میلاد مناتے ہیں تو کہتے ہیں حضور آ گئے ہیں،حضور ﷺ آئے فلاں جگہ آئے فلاں دن آئے،فلاں برکتیں لے کر آئے،فلاں معاملہ بنا،تو میلاد کی گفتگو ولادت کے ذکر کو کہتے ہیں تو یہاں بھی تو اللہ یہی کر رہو ہے اور بعض جو ہے وہ روتے پھرتے ہیں کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے،قرآن سے ملا ہے آپ کے سامنے قرآن سے ملا ہے

فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ تم ایمان لاؤ یہ بہتر ہے تمہارے لئے

بس تم ایمان لاؤ،پہلا یہ جملہ ان لوگوں کے لئے ہے جو کفر میں ہیں ان کے لئے کہا گیا کہ تم سارے مان جاؤ،میرا نبی قیامت تک کے لئے ہر انسان کے لئے ہے،عیسائیوں سے بھی خطاب ہے، یہودیوں سے بھی ہے،سکھوں سے بھی ہے ہر ایک سے ہے،اللہ فرما رہا ہے کہ سارے میرے نبی پہ ایمان لے آؤ یہ بہتر ہے تمہارے لئے (اللہ) جیسے ڈاکٹر دوائی سے اور ساتھ یہ بھی کہے کہ یہ دوائی بہت اچھی ہے تمہارے لئے بہتر ہو گی تو اللہ گواہی بھی دے رہا ہے اور ساتھ یہ بھی فرما رہا ہے کہ میرے نبی پہ ایمان لے آؤ تمہارے لئے اچھا ہو جائے گا، ایک تو یہ تمام کفار سے کہا گیا اور دوسرا مفسرین نے فرمایا کہ اس کا جو اینگل ہے اس آیت کا وہ مسلمانوں کے لئے ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ ایمان کا رشتہ بناؤ،کیسا رشتہ،ایمان کا رشتہ تمارے لئے بہتر ہوگا کہ تم نبی کے ساتھ ایمان کا رشتہ بناؤ،صرف جاننا نہیں ہے ماننا ہے جو وہ کہہ رہا ہے اس پہ عمل کرو ایمان لے کر آؤ اس پہ

صحابہ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ حضور ایمان کیا ہے؟

،حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا

لا یو من احد کم حتی اکون حب الیه من والده و والده ،والناس اجمعین

تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے لئے اس کے والدین،اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

اس وقت تک وہ مومن نہیں ایمان والا نہیں،تو اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے رسول تو بھیجا ہے لیکن اب اس کے بعد اے مسلمانوں اس کے ساتھ محبت کرونا،ایمان لاؤ اس کے اوپر ٹوٹ کے پیار کرونا میرے نبی سے محبت کرو،میرے نبی سے عشق کرو،میرے نبی کا اتنا پیار تمہارے دل میں ہونا چاہئے کہ میرا نبی نعمت ہے،یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ **خیر لکم**

وَاِنْ تَکْفُرُوْا اور اگر تم انکار کرو گے فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ تو اللہ کا ہی حکم ہے آسمانوں اور زمین میں

کیا بگاڑ لو گے تم اس کا، کیا کر لو گے تم اس کا جو کہتے پھرتے ہو کہ نور نہیں بشر ہے اس کو علم نہیں ہے وہ تو اپنی قبر میں اللہ معاف کرے فوت ہو چکا ہے، یہ کہتے پھرتے ہو کیا کر لو گے میرا **وَاِنْ تَكْفُرُوا** اگر نہیں مانو گے نہیں پیار کرو گے، نہیں آقا علیہ وسلم سے محبت کرو گے تو کیا کر لو گے، جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ نے ہر شے اپنے قبضے میں رکھی ہوئی ہے کر کیا لو گے ہمارا، بہتر یہی ہے کہ ایمان لے آؤ، **امنو** اچھی باتیں کروان کے بارے میں اللہ معاف فرمائے ہزار بار معاف فرمائے مجھے کوئی بتا رہا تھا کہ انہوں نے کوئی درس دیا کسی عالم دین کا تو وہ عالم دین اپنے قبیلے میں کہہ رہا تھا کہ حضور علیہ وسلم سے محبت کرنا یہ شرک ہے، تو میرا جی چاہا کہ میں پتہ کروں اس کا نام اور جا کے، لیکن پھر وہی بات کہ فساد اللہ کو ناپسند ہے کہ ایسے ایسے بدنصیب لوگ کہ محبت مصطفیٰ کہتا ہے شرک ہے اللہ سے محبت ہونی چاہئے بس، صرف اللہ سے پیار ہونا چاہئے، **مجھے یہ بتایئے کہ اللہ سے پیار کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کون بتائے گا، کوئی دنیا سے اُٹھ کے بتائے کہ اللہ سے پیار کیسے ہوتا ہے؟ کوئی بتا دے، لامبالعہ اسے محمد مصطفیٰ علیہ وسلم کے دربار میں جانا پڑے گا کیونکہ حضور علیہ وسلم نے بتایا نا کہ اللہ سے پیار کیسے ہوتا ہے؟ تو پہلے اللہ کو مانا کہ حضور علیہ وسلم کو مانا، بول دیجئے حضور علیہ وسلم کو پہلے مانا پھر اللہ کو مانا تو** بدنصیب ایسے بھی ہیں کہ کہتے ہیں محبت مصطفیٰ شرک ہے، اللہ معاف فرمائے ایسے عقیدے سے اور محفوظ فرمائے مسلمانوں کو ایسے عقیدے سے، حضور علیہ وسلم کے بغیر ہم جا کہاں سکتے ہیں ہمارا اور ٹھکانہ کیا ہے آقا کے بعد ہمارا ہے کون، حضور کے سوا ہمیں بچانا کس نے ہے، حضور کے سوا ہمارا پہچاننے والا ہے کون، کوئی بتائے مجھے کہ اگر وہ اللہ سے محبت کرنا چاہے تو کیسے کرے گا، کیا کرے گا وہ کونسا عمل کرے گا، محبت ایک عمل ہے نا آپ کہتے ہیں مجھے اللہ سے پیار ہے تو اللہ سے پیار کا کچھ تو ثبوت ہوگا، نماز ہوگی، روزہ ہوگا، حج ہوگا، زکوۃ ہوگی، درود ہوگا، قرآن ہوگا تو ان سب چیزوں سے پہلے تو محبتِ مصطفیٰ ہوگی، جس نے یہ دیا اس کا تو نام لو، کہتے نہیں شرک ہے ڈائریکٹ اللہ سے محبت، ایسے لوگوں کو اللہ ہدایت عطا فرمائے اور ایسے لوگوں کو اللہ اپنی بارگاہ سے، یا تو اُٹھالے یا تو ہدایت دے

تو ایسے لوگوں کے لئے یہ آیت ہے **وَاِنْ تَكْفُرُوا** اور اگر تم انکار کرو گے، نہیں کرو گے میرے نبی سے پیار محبت کا معاملہ تو **فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ** تو اللہ پاک تمام آسمانوں زمین کا مالک ہے وہ تمہیں کسی بھی جگہ پھینک دے گا مر کھپ جاؤ گے تمہارا نام بھی باقی نہ رہے گا اس کے لئے کیا مشکل ہے وہ تو اتنا **وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا** حد کر دی فرمایا وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہارے دلوں کے اندر خفیہ باتیں بھی جانتا ہے اور جو تم ظاہر کر دیتے ہو وہ انہیں بھی جانتا ہے وہ اتنا علم والا ہے کہ تم جو میرے نبی کے خلاف منصوبے بناتے ہو، میرے نبی کے خلاف جو تم سازشیں کرتے ہو وہ سب مجھے علم ہے اللہ اتنا علیم ہے۔

کہ حضور علیہ وسلم کی ایک حدیث کے اندر حضور علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ اتنا جاننے والا ہے کہ کالی پہاڑی کے ایک سلسلے کے اندر ایک کالی غار کے اندر ایک کالے پتھروں کی غار کے اندر ایک گہرا سوراخ ہے اس گہرے سوراخ کے اس پہاڑ کی جڑ کے اندر ایک اور سوراخ ہے اس سوراخ کے اندر ایک کالی چیونٹی جب چلتی ہے تو اس کے پاؤں سے اس پتھر کے اندر ایک لکیر بنتی ہے وہ لکیر اتنی کالی اور اتنی باریک ہے کہ اس کو دوربین بھی نہیں دیکھ سکتی اللہ اس پہ بھی دیکھ لیتا ہے، کالے پتھروں میں، کالے سوراخ میں کالی چیونٹی کے قدموں سے بنی ہوئی لکیر بھی وہ دیکھ لیتا ہے۔

وہ اتنا علم والا ہے وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا وہ بڑے علم قدرت والا حکمت والا ہے۔

فرمایا بہتر ہے کتنے پیار سے، جب میں اس آیت کی تفسیر پڑھ رہا تو بزرگوں نے فرمایا کہ پہلے اتنے پیار سے منانے کی کوشش کی کہ باز آ جاؤ میرے نبی سے صحیح سے محبت والا معاملہ بناؤ یہ بہتر ہے تمہارے لئے بلکہ ایک بزرگ نے یہ بھی لکھا کہ یہ ایک دھمکی بھی ہوسکتی ہے جیسے بندہ کسی کو کہتا ہے نا کہ تیرے واسطے بہتر ہے یہ کہ تو ٹھیک ہو جا، آپ کسی کو ایسے بھی کہتے ہیں نا دھمکی آمیز لہجے میں کہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ جو میں کہتا ہوں کر دو، یہ ایک دھمکی بھی ہوسکتی ہے اور دوسروں نے کہا ہاں ہوسکتی ہے اللہ نے پہلے محبت آمیز لہجے میں کہا

ہوسکتا ہے ابھی دھمکی نہیں بلکہ اللہ نے پیار سے ہی ابھی کہا کہ تمہارے لئے بہتر ہے کرلو یار، میرے نبی سے محبت کرو نا، میرے نبی سے پیار کرو، میرے نبی کی گستاخی نہ کرو اور ساتھ ہی انداز بدلا **وَاِنْ تَكْفُرُوْا** اور اگر انکار کرو گے تو اللہ آسمانوں اور زمینوں پہ محیط ہے اسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

اس سے آگے حضرت عیسیٰؑ کی بڑی خوبصورت گفتگو شروع ہوتی ہے وہ میں آپ کو اسائنمنٹ میں انشاءاللہ عرض کردوں گا اور آج کی ہماری آخری آیت جس کے اوپر ہمارا غور ہوگا

وہ آیت نمبر ۴۲۹ صفحہ پہ آئیں، اور آیت نمبر ۱۷۶

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًاO

ترجمہ:

تو جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کی رسی کو تو عنقریب داخل کرے گا وہ اپنی رحمت میں اور اپنے فضل میں اور پہنچائے گا انہیں اپنی طرف، پہنچائے گا سیدھی راہ پہ۔

یہ آیت کریمہ سورۃ النساء کی ہماری آخری آیت ہوگی اور اس کی اگلی آیات آپ کو اسائنمنٹ کی شکل میں مل جائیں گی اس آیت میں اللہ پاک نے اس سورہ مبارکہ کی تمام گفتگو کو سمیٹ دیا ہے اور اس سورۃ مبارکہ میں کوزے میں دریا بند کرنے والی آخری آیت، فرمایا تو جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کی رسی کو، اللہ پہ ایمان لانا اور اللہ پاک کو ماننا اس سے مراد نماز روزہ حج زکوۃ ہے اسلام ہے دین ہے حضورﷺ کی رسالت ہے کیونکہ جس نے اللہ کو مانا اس کا مطلب ہے اس نے ان تمام چیزوں کو بھی اختیار کیا **وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ** یہ میرا اصل میں موزوں ہے یہاں **وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ** اور اس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا یہاں مفسرین نے گفتگو فرمائی کہ اللہ کی رسی سے کیا مراد ہے، بھئی جو ایمان پہلے ہی لا چکا ہے اللہ کو ایک مان چکا ہے آقاﷺ کی رسالت پہ ایمان ہے، نبوت پہ ایمان ہے، پانچ نمازوں پہ ایمان ہے، روزہ، زکوۃ حج پہ ایمان ہے تمام دین کو وہ پہلے ایمان مان چکا اور حضورﷺ سے محبت بھی ہے تو پھر اللہ کی رسی کیا ہے؟ تو اس پہ دو تعریفیں مراد ہیں

☆ پہلی تعریف یہ ہے کہ اللہ کی رسی سے مراد قرآن پاک ہے، یہ قرآن کا ذکر ہوا کہ ایمان تو لے آیا ہے لیکن اب قرآن کے ساتھ اس کا وقت گزرتا ہے اور قرآن کے ساتھ اس کی ایک attachment بن چکی ہے

☆ دوسرا اس سے مراد جو ہے اللہ والوں کے سلاسل ہیں، سلسلہ نقشبندیہ، سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، یہ چار سلاسل اس سے مراد ہیں، زیادہ تر مفسرین دوسری رائے پہ متفق ہیں کیونکہ رسی کو جب آپ دیکھتے ہیں نا تو اس کے اندر بل ہوتے ہیں جیسے بل ہوتے ہیں نا جڑی ہوتی ہے بل ہوتے ہیں ہر رسی یا زنجیر جب بنتی ہے تو بل ہوتے ہیں اور ہر بل سے وہ جڑی ہوتی ہے اور ہر بل دوسرے بل کو مضبوط کرتے ہوئے آگے جا رہا ہوتا ہے تو اس لئے بزرگوں نے جو دوسرا قول ہے اسے زیادہ تسلیم کیا کہ اللہ کی رسی سے مراد اللہ والوں کی جماعت ہے اور نیک لوگوں کا رستہ ہے کیونکہ آگے رستے کا کیسے علم ہوگا **صراط المستقیم** پہ اللہ نے آیت ختم کردی کہ ہم عنقریب انہیں اپنی رحمت اور فضل میں پہنچادیں گے دو شرطیں اللہ نے لگائی ایک تو ایمان کی شرط لگائی اور دوسری اپنی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی شرط لگائی اور پھر کہا کہ میں تمہیں اپنی رحمت اور فضل دوں گا۔

؎ اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

یہ ثابت ہوا اس آیت سے کہ اللہ والوں کی جماعت کا ذکر اللہ نے اللہ کی رسی کی صورت میں کیا ہے قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جو تمثیلات سے بھرا ہوا ہے، یہ خوبصورتی یہ ہے کہ یہ تمثیل کے ساتھ بات کرتا ہے۔

مثال

جو بے وقوف ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ڈائریکٹ حکم ڈائریکٹ لفظ دیکھاؤ، قرآن پاک تمثیلات سے بات کرتا ہے قرآن کی خوبی ہے یہ، یہ قرآن کا اعجاز ہے، یہ اللہ کا کلام ہے نا، بندوں کا تھوڑی کلام ہے یہ اللہ کا کلام ہے لہذا اس کی تمثیلات ہوں گی، جب آپ کسی بڑے بندے کی باتیں سنتے ہیں تو اس میں بڑی مثالیں ہوتی ہیں اس کے اندر مثالوں سے گفتگو ہوتی ہے لہذا اللہ پاک نے یہاں اللہ والوں کی جماعت کا ذکر نہ کیا، اللہ کی رسی کہہ دیا اب اس میں بہت سارے بحث میں لگ جائیں گے کہ ہمیں جماعت کا لفظ دکھائیں حضرت آپ کیوں جماعت کہہ رہے ہیں تو بھئی ایسا نہیں ہوتا، تمثیل جو ہے اسی کا نام ہے۔

بعض دیکھیں نا کسی بچے کو کہہ دیتے ہیں اگر وہ بہت خوبصورت ہو تو کہتے ہیں یہ تو چاند ہے، تو اب بندہ اس کا سر پھاڑ دے کہ یہ چاند کیسے ہوسکتا ہے، او بھئی وہ مثال ہے مثال سے سمجھایا کہ یہ ایک خوبصورتی کا ایک مظہر ہے لہذا چاند کہا، اور اگر کوئی بہت بہادر انسان ہو تو اسے کہہ دیتے ہیں یہ تو شیر ہے ایسے اللہ پاک تمثیل سے سمجھاتا ہے۔

اللہ کی رسی سے مراد اب کیا تمہیں کوئی رسی ڈھونڈ کے دیکھائیں رسی رکھیں تمہارے سامنے، میری بات کی سمجھ آرہی ہے آپ قرآن کے سٹوڈنٹ ہیں ان باتوں کو سمجھیں اللہ پاک تمثیلات سے بات کرتا ہے اور تمثیل پیدا کرنا یہ کلام کی خوبی ہوتی ہے یہ کلام کی خوبصورتی ہوتی ہے کہ آپ تمثیل سے بات کریں، مثال دیں کوئی کہے کہ مجھے یہاں اللہ کی رسی دیکھائیں جو اللہ کہہ رہا ہے تو میں تب مانوں گا کیونکہ اللہ کی رسی مجھے نظر آئے گی تو تب **رسی سے مراد یہ ایک مثال ہے، بزرگوں نے اس پہ طویل بحث کی کہ اس سے مراد اللہ والوں کے سلاسل ہیں لہذا ان کی صحبت ان کی خدمت میں آنا، ان کے پاس بیٹھنا اس سے ثابت ہوا یہ ایمان کو مضبوط کر دیتا ہے یہ ایمان کی تقویت کے لئے ہے، یہ ایمان کی مضبوطی کے لئے ہے، یہ ایمان کو بچانے کے لئے ہے۔**

اللہ نے یہ بھی فرمایا ذرا یہ غور بھی کیجئے گا کہ مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کی رسی کو مضبوطی سے، مضبوطی سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ والوں کے ساتھ رشتہ، تعلق، بیعت یا اللہ والوں کی فرمانبرا داری جو ہے وہ کسی نفع نقصان کسی گرمی سردی کے بغیر کی ہے، مضبوطی سے پکڑ لیا پھر چھوڑا نہیں انہیں، حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں، حالات کسی بھی طرح کے کیوں نہ آئیں ان اللہ والوں کو پھر چھوڑا نہیں جاتا وہ پھر تمہارے ساتھ اس طرح منسلک ہو جاتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ قبر اور حشر دونوں میں ساتھ ہوں گے۔

لہذا اللہ نے مضبوطی کا لفظ لگایا۔ **وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ** مضبوطی کے ساتھ، ہلکا پھلکا نہیں پکڑا کہ جب ذرا پریشانی آئی تب سب چھوڑ چھاڑ کے بھاگ گئے، ایسا نہیں ہے، مضبوطی سے لفظ دیکھیں آپ، اس سے مراد یہ ہوئی کہ وہ بھاگنے والے نہیں ہیں وہ کسی حالت میں اپنے شیخ و مرشد کو دغا نہیں دیتے اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ وفاداری میں مضبوط ہوتے ہیں کبھی پیچھے نہیں ہٹتے، کہتے ہیں حضرت آپ کے اوپر یقین ہے بس، جب آپ پہ یقین ہے تو مضبوطی سے آپ کا دامن پکڑا ہوا ہے تو آپ لے جائیں جدھر بھی چاہتے ہیں ہمیں آپ پہ یقین ہے یہ کامیابی ہے اور یہ آگے فضل اور رحمت تک لے کر جاتا ہے۔

آگے قرآن کی ترتیب دیکھیئے کہ عنقریب داخل کرے گا اللہ اپنی رحمت اور فضل میں، میں کوئی قصے کہانیاں نہیں سنا رہا بیٹو، میں قرآن پڑھ رہا ہوں، عنقریب داخل کرے گا انہیں اپنے فضل و رحمت میں جو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے یعنی یقین کے ساتھ چلیں گے یعنی پیچھے نہیں ہٹیں گے، شیخ پہ اتنا یقین ہونا چاہئے، اتنا یقین ہونا چاہئے کہ یقین پہ بات ختم ہو جائے

حضرت علیؓ، آپ اندازہ کیجئے حضرت علیؓ کے اس جملے سے یہ تعلیم واضح ہوگی کہ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ

اے لوگوں، علی اپنی ہر رات کو آخری رات سمجھتا ہے، میں اپنی ہر رات کو آخری رات سمجھ کر گزارتا ہوں لیکن ایک رات آئی میری زندگی میں کہ مجھے یقین تھا کہ میں صبح زندہ رہوں گا

کہا حضور وہ کیوں وہ کیسے، کہا جب ایسا ہوا کہ ہجرت کی رات تھی تو حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ اے علیؓ تم یہ امانتیں اپنے پاس رکھو، یہ مال، یہ پیسہ، یہ لوگوں کے کپڑے، یہ

زیور جو میرے پاس امانتیں ہیں یہ تم نے صبح واپس کر کے میرے بستر پہ سو جاؤ اور امانتیں واپس کر کے صبح مدینے آنا وہاں تم سے ملاقات ہوگی فرماتے ہیں کہ مجھے اس رات یہ یقین تھا کہ میرے حضور نے میرے نبی نے میرے شیخ نے میرے مرشد نے یہ کہہ دیا ہے کہ صبح ملاقات ہوگی تو مطلب یہ ہوا کہ آج کی رات علیؓ زندہ ہے آج کی رات موت نہیں آئے گی ایسا یقین ہونا چاہئے، ایسا یقین ہوا پنے شیخ کے اوپر کہ انسان جو ہے یہ کہہ دے کہ مولا جو بھی ہے بس یہی ہے اس سے آگے، مضبوطی سے پکڑنے سے مراد کیا ہے، مضبوطی سے پکڑنے سے مراد یقین ہے اتنا اعتماد کہ ان کی زبان سے چند لفظ نکل جائیں تو بس اس کے اوپر انسان اپنی زندگی ختم کر دے کہ جاؤ انہوں نے کہہ دیا تو ختم بس آگے ضرورت کیا ہے بات کرنے کی، جن لوگوں کو اپنے شیخ پہ یقین نہیں تو میں سچ کہوں انہیں قرآن پہ بھی یقین کوئی نہیں ، اور اگر ذرا اور سچ سننا چاہتے ہیں تو رسول پہ بھی کوئی یقین نہیں، مضبوطی نہیں لوگوں میں، بھاگنے میں شیر ہیں، ایک منٹ نہیں لگاتے ہیں بھاگ جاتے ہیں، کیوں، کیونکہ ان میں مضبوطی نہیں تو اللہ فرما رہا ہے کہ جس نے میری رسی پکڑی ہے تو وہ مضبوطی سے پکڑ لے اس کو چھوڑے نہیں، اس کو مضبوطی سے رکھے اپنے پاس اور پھر دیکھے میں اس کو اپنا فضل اور اپنا کرم دونوں، ارے دیکھو فضل ہی بڑی شے تھا اللہ نے رحمت بھی عطا کر دی، اپنا فضل اور اپنی رحمت دونوں عطا کر دی (اللہ اکبر)

اللہ کا فضل اب سنیں کیا ہے اللہ کا فضل قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن کریم ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے

تو پتہ چلا کہ جو بیعت کے رستے پہ اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ مظبوطی سے چلے گا تو اللہ اسے قرآن بھی عطا کرے گا اور محمد مصطفیٰ ﷺ بھی یہ دونوں بھی مل جائیں گے، لیکن مضبوطی کے ساتھ ٹل مل یقین نہیں، آج کچھ کل کچھ، پرسوں کچھ، (اللہ اکبر)

صحابہ کرام کا آقا ﷺ کے بارے میں یہی عقیدہ تھا، یہی عقیدہ تھا، ابو جہل جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو صدیق اکبرؓ کے پاس آیا حضور ﷺ نے ابھی دعوی نبوت کیا تھا، ابو بکر صدیقؓ ابھی سفر سے واپس آئے تھے، آپ اعتماد اور یقین دیکھیں اسے خیال آیا کہ یہ سب سے قریبی دوست ہے پہلے تو جا کے اس کو گمراہ کرتا ہوں سیدھا جا کے صدیق اکبر سے کہا کہ او ابو بکرؓ پتہ چلا تجھے کہ تیرے دوست نے نبوت کا دعوی کر دیا کہا کونسے دوست نے، کہا محمد ﷺ نے، کہا اچھا کیا کہتے ہیں، کہا وہ کہتے ہیں میں نبی ہوں اللہ نے نبوت دی ہے مجھ پہ قرآن اترا ہے مجھ پہ آیتیں اتری ہیں میں اللہ کا رسول ہوں، میں اللہ کا نبی ہوں تو فرمایا کہ اگر محمد ﷺ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہے، وہ صحیح کہتے ہیں، اچھا تم بھی مانتے ہو، کہا ہاں مجھے پورا اعتماد ہے، یقین ہے اس پہ ، ایسا معاملہ ہو تو پھر انسان کامیاب ہوتا ہے بجائے اس کے کہ بندہ ادھر ادھر سے سن کر بات کر کے ہر شے اپنی ضائع کر دے اپنے شیخ پہ کامل بھروسہ ہونا چاہئے، کامل یقین ہونا چاہئے تو سچی بات تو یہی ہے کہ

یقین کامل ہوتا ہے، پیر کامل نہیں ہوتا

آپ مضبوطی سے اگر اپنے شیخ پہ یقین کر کے بیٹھی ہوئی ہیں نا تو میں ایک بات کہنے لگا ہوں آپ اپنے پورے جسم کو کان بنائیں۔

آپ مضبوطی سے اگر بیٹھی ہیں اور یہ یقین لے کر بیٹھی ہیں کہ میں جس ہستی کے پاس بیٹھی ہوں وہ اس دنیا کی کامل ترین ہستی ہیں، میرا شیخ کامل ہے اور مجھے اللہ نے ایسے شخص کے پاس بھیجا ہے جو یقیناً اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اگر آپ کے اندر یقین کی یہ مضبوطی ہے تو بزرگوں نے یہ لکھا کہ اگر اس کا شیخ کامل نہ بھی ہو بالفرض، حالانکہ ایسا ہو نہیں سکتا، ایسا نہیں ہوتا لیکن اگر بالفرض اس کا شیخ کامل نہ بھی ہو لیکن چونکہ وہ یقین سے بیٹھی ہوئی ہے تو اللہ اس کامل یقین کا فیض ضرور عطا فرمائے گا چونکہ اس کے دل میں یہ یقین ہے کہ میں کامل کے پاس بیٹھی ہوں اللہ پاک اس کا یقین توڑے گا نہیں کیونکہ

اللہ کے نبی نے فرمایا (حدیث قدسی) کہ اللہ فرماتا ہے کہ

جب کوئی میرہ بندہ میرے بارے میں کوئی یقین کر لیتا ہے تو میں ویسا ہی بن جاتا ہوں میں اس کو وہی دے دیتا ہوں جو وہ یقین کرتا ہے

ہمارے اندر شکوک وشبہات کے درخت اگے ہوئے ہیں اور ان درختوں کے اندر کانٹے نکل نکل کے ہمارے اندر کی ذات زخمی ہو چکی ہے ان شکوک وشبہات کی وجہ سے، اتنے

شک ہیں لوگوں کے اندر کہ وہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے اور پھر کہتے ہیں ہمیں فیض نہیں مل رہا، تو فیض کہاں سے ملے، اللہ فرما رہا ہے مضبوطی سے پکڑو، یقین کے ساتھ، اور دوسری بات سن لیجئے کہ آپ کا شیخ کامل ہے اللہ نے انہیں کرم فضل دیا ہوا ہے اور وہ اکمل کاملین میں شامل ہیں اللہ کے نیک بندوں میں ان کا نام ہے، آپ آئی ہیں بیٹھی ہیں لیکن شک ہے اندر اب وہ کامل ہے، شک آپ کے اندر ہے تو وہ کامل ہوتے ہوئے بھی فیض نہیں دے پائے گا کیونکہ یقین کی دولت آپ کے اندر نہیں، مضبوطی نہیں ہے اور دوسرا میں نے کہا کہ وہ کامل نہیں تھا لیکن آپ کامل ہونے کے یقین کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہیں تو اللہ آپ کو کاملین کا فیض عطا کر دیتا ہے یہ یقین کی دولت اتنی بڑی ہے اتنی بڑی ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ سے، لوگوں نے جب پوچھا تھا کہ آپ کیسے مجدد الف ثانی بنے تو آپ نے یہی فرمایا تھا کہ میں صرف ایک عقیدہ رکھتا ہوں،

میری کسی نماز، میرے کسی روزے میری کسی زکوۃ نے مجھے اتنا بڑا منصب نہیں دیا، مجھے یہ جو رحمت اور کرم ملا ہے وہ اس عقیدے سے ملا ہے کہ میں جب اپنے شیخ کے پاس آتا ہوں تو میرا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ ، زندہ لوگوں میں سب سے زیادہ بڑھ کر اللہ نے جسے اپنا کرم اور فضل دیا ہوا ہے اور اللہ نے اپنا ولی بنایا ہوا ہے وہ میرا شیخ ہے، بس اس پہ میری کوئی کمپرومیز نہیں، اس پہ مجھے کچھ نہیں سننا کوئی وضاحت نہیں چاہئے، میں اس پہ کوئی دلیل نہیں دے سکتا، میں اس پہ کوئی دلیل مانگ نہیں سکتا، میں اس پہ کوئی گفتگو سننا نہیں چاہتا نہ سنانا چاہتا ہوں، میرا عقیدہ یہ ہے کہ میرا شیخ زندہ لوگوں میں سب سے کامل ہے لہٰذا مجھے اسی عقیدے نے مجدد الف ثانی بنایا ہے۔

ہم کہتے ہیں وہ بھی چنگا ہے، فلاں بھی چنگا ہے، فلاں تو بہت ہی چنگا ہے، وہ فلاں وی، تو جب تک ، دیکھیں قرآن کی آیت **وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ** مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو، پھر سردی آئے گرمی آئے دکھ آئے، تکلیف آئے، جھکڑ چلیں مصیبتوں کے، پہاڑ آ گریں آزمائشوں کے پھر بھی پیچھے نہ ہٹا جائے، جو بھی ہے حضرت وہ رشتہ اپنی جگہ، دنیا کے معاملات اپنی جگہ، سب کچھ ہوتا رہے گا لیکن عقیدہ وہی ہے جو مجدد الف ثانیؒ کا تھا تو یہ ہے مضبوطی سے پکڑنا پھر ان کے حکموں پہ عمل کیا جائے جو وہ کہیں اس پہ عمل کیا جائے ایک بکنے والا معاملہ ہو۔

؎ جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

انسان جب تک بکے نہ اس کی کیا قیمت، اور وہ بکے نہ اور کہے مجھے سب کچھ ملے، جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا، تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا، تو یہ وہ لوگ ہیں جن کو شکوک و شبہات نہیں ہوتے اور مضبوطی سے پکڑتے ہیں تو پھر اللہ انہیں اپنی رحمت اور فضل عطا کرتا ہے

اور آگے ارشاد فرمایا

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا

اور ضرور انہیں اب اللہ پہنچائے گا، آپ اندازہ کریں کہ یہ ذمہ داری بھی اللہ ہی اُٹھا رہا ہے بار بار، اللہ ہی پہنچائے گا سیدھے راستے پہ، سیدھے راستے پہ گمراہ نہیں ہونے دوں گا، جو مضبوطی سے اللہ کی رسی کو ایمان یقین کے ساتھ تھامے رکھے گا

پہلا انعام فضل دوں گا رحمت دوں گا اور دوسرا انعام انہیں کبھی سیدھے راستے سے کبھی بھٹکنے نہیں دوں گا، مرتے دم تک سیدھے راستے پہ رکھوں گا

یہ ہے سیدھی راہ کسی بھی حالت میں بھٹکنے نہیں دوں گا، جس نے میرے بزرگوں کے ساتھ میرے نیک لوگوں کے ساتھ شامل حال رہتے ہیں ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ انہیں گمراہ کر دوں، اگر یہ گمراہ ہو گئے تو میری عزت کیا رہی، اگر یہ گمراہ ہو گئے تو میرے بندوں کی عزت کیا رہی، دونوں کی عزت، لہٰذا ہم ضرور انہیں سیدھے راستے پہ رکھیں گے جو میرے نیک لوگوں کے ساتھ تعلق بنا کر رکھے گا، اس آیت سے آپ اندازہ لگائیے آپ سمجھدار لوگ ہیں، سمجھتے ہیں ہر بات کو، وہ لوگ جو اس نعمت سے محروم ہوتے ہیں ان کے پاس بڑے بہانے ہوں گے، بڑے بہانے ہوں گے اس سے محرومی کے اور اس کے لئے وہ سو قسم کی تاویلیں دیتے ہیں میں دن رات سنتا ہوں، ہزار تاویلیں، لیکن جو اللہ کی دلیلیں ہیں وہ بھی تو سنو، اللہ کی دلیل دیکھیں آپ، اللہ کی دلیل ملاحظہ کریں کہ اس کے لئے میرے پاس کیا ہے، ایک طرف ہزار تاویلیں تمہاری ہیں، ایک طرف میرے رب کی دلیلیں ہیں تو ہم ادھر ہی جائیں گے جس طرف ہمارے رب کی دلیلیں ہیں، ارے تمہاری تاویلیں تو نہیں سنیں گے نا نہیں، ضرورت کیا ہے میں اکیلا ہی ٹھیک ہوں میرے

پاس قرآن ہے، میرے پاس نبی کی کتاب بھی ہے، مجھے پتہ ہے بڑی تاویلیں لوگ دیتے ہیں، اللہ والوں سے دور رہنے کے بڑے بہانے کیا عرض کیا جائے، اور ایک طرف اللہ دلیلیں دے رہا ہے تو ہم کس کی مانیں لوگوں کی کہ اللہ کی، اللہ کی دلیلیں ماننی پڑیں گی (اللہ اکبر)

اس آیت سے ہمارا سورۃ النساء کا یہ خوبصورت چیپٹر ختم ہوتا ہے اور سورۃ النساء کی وہ تمام گفتگو جو آپ کے سامنے کی گئی اور بہت سی باتیں آپ سے شیئر ہوئی پوری سورۃ کے اندر اور اللہ نے بڑی سعادت دی جو پہلے دن سے ہمارے ساتھ ہیں، اللہ اسکی برکتیں عطا فرمائے اور اس کے فیوض و برکات سے ان کے قلوب و اذہان کو منور فرمائے اور ان کو اللہ پاک جو اس نیکی میں شامل ہیں ہمیشہ کے لئے قرآن کی برکتیں ان کی قبر میں ان کی حشر میں ان کی زندگی میں شامل فرمائے اور ہمیں اسی طرح پورا قرآن پاک سمجھنے کی توفیق دے (آمین)